# سلک الجواہر فی احوال البواہر

یعنی

# داؤدی بوہروں کی تاریخ



مؤلفہ جناب مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب ابن مولوی عبد الغنی خان صاحب ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ

ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

مطابق

فروری ۱۹۱۴ء

نامی مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مرادآباد میں السید ابن علی پروپرائٹر نے چھاپی اور شائع کی

طبع ثانی پانچسو جلد — نمبر ۱۸ - از سلسلہ ۶ — قیمت ۲

## بوہروں کے متعلق ایک عجیب و غریب معلومات

بوہروں میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی۔ نہ خطبہ پڑھتے ہیں۔ نہ جمعہ کی دو رکعت نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھتے ہیں۔

## غلط نامہ سبائک الجواہر

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۲۰ | کے واجب | کے تئیں واجب | ۴ | ۱۶ | حبشمیہ | حبشیہ |
| [illegible] | ۱۶ | سلطنتین | سلطنتین ہی | ۸ | ۲ | مطیع الیہ | مطیع لہ |
| ۶ | ۳۳ | شاید زمین | شاید اور بعض تین | ۱۴ | ۳ | اور امام تک | اور امام کی |
| ۱۴ | ۱۳ | معصوم ہوتا ہے کہ امام | معصوم ہوتا ہے نہ قبل اسکے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے قبل بھی معصوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ امام | ۱۵ | ۷ | قائم سیتین | قائم سیتین تو |
| ۱۵ | ۲۵ | امی صاحب | رہی صاحب | ۱۶ | ۹ | وہ ایک نہایہ | وہ ایک دوسرا |
| ۱۶ | ۱۹ | ہمارے اور | اور ہمارے ہمیں اور | ۱۷ | ۱۸ | آباتنا | آبائنا |
| ۱۰ | ۱۱ | کہ بیچ کر دکھایا | کہ سچ کر دکھایا | ۱۹ | ۱۳ | چنگیز کو | چنگیز کو عہد |
| ۱۸ | ۱۵ | بیعت ہاتھ | بیعت پر ہاتھ | ۲۰ | ۱۸ | دریا ہفتے | دریا اور ہفتے |
| ۲۱ | ۲۰ | کے لئے مرد کا | کے لئے ایک مرد کا | ۲۱ | ۲۱ | عالم ایک | عالم میں ایک |
| ۲۳ | ۱۶ | میں ایک | میں کہ ایک | ۲۳ | ۱۶ | کران کے | [illegible] |
| ۲۸ | ۱۳ | [illegible] | امام | ۳۰ | ۷ | حتی قیل | حتی اقیل |
| ۳۱ | ۱۳ | ترتیب بستر | قریب بستر کے | ۳۳ | ۱۶ | اور شیکا | اور شیکا |
| ۳۳ | ۹ | والله اعلم | والله اعلم | ۳۴ | ۱۷ | بجمیعہ ۳۴ | بجمیعہم ۳۴ |

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# شیعہ

بوہرے چونکہ شیعہ اسماعیلیہ کا ایک فرقہ ہے اسلئے اول شیعہ اور اسماعیلیہ
کی حقیقت بیان کرتا ہون شیعہ لغت مین پیرودن اور یارون کے معنی مین
ہے۔ اور مجازاً مسلمانون کے اوس فرقے کو کہتے ہین جو حضرت علی اور بی بی
فاطمہ اور اونکی اولاد کے ساتھ دوستی رکھتا ہے۔ اور یہ لفظ ایسا اس گروہ کے
ساتھ مخصوص ہوا کہ اس کا نام مقرر ہوگیا جب کہتے ہین کہ فلان شخص شیعہ ہے
تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ اوس خاص گروہ مین سے ہے۔ مگر اس گروہ کو حضرت علی اور
اونکی اولاد کے محبت کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور
بی بی عائشہ اور دوسرے صحابہ کے ساتھ بغض و عداوت مین بھی غلو ہے کیونکہ
انکے نزدیک محبت حضرت علی منحصر ہے ان بزرگون کے تبرا کہنے پر اور فرقے
اس باب مین اونکے خیال کی تحریت اون کو جناب امیر اور اونکی اولاد کا [illegible]
کہتے ہین گو وہ اونسے کتنی ہی محبت رکھتے ہون اور نواصب ایک فرقہ تھا
دشام مین جو صرف جناب امیر اور اون کی اولاد سے دشمنی رکھتا تھا برخلاف
خوارج کے کہ وہ ان تمام صحابہ کو جنہون نے باہم لڑائیان کین جیسے طلحہ
اور زبیر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص [illegible]

شیعہ کے نزدیک ایمان اور اسلام مین فرق ہی اسلئے اپنی جانون کو مومن کہا کرتے
ہین اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہین ۔ کہتے ہین مومن وہ ہی جو شرایع کو
اوس کے حقایق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو ۔ اور مسلمان وہ ہی جو شرایع کو بغیر
علم تاویل و تفسیر کے جانے ۔ تمام شیعہ کا اسپر اتفاق ہی کہ ائمہ معصوم ہین غلطی
اور سہو اور خطا سے اور حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہین ۔ اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے نص کردی تھی کہ حضرت علی میرے بعد امام ہین اور امت
حضرت علی سے بیعت نہ کرنے سے مرتد ہوگئی اور فاضل کے موجود ہوتے مفضول
کی امامت درست نہین ۔ خلافت خلفاے ثلثہ کی حقیت کے ساتھ نہ تھی اور نہ
وہ امامت کو جامع تھے امامت خاص ہی ۔ یعنی صرف نبی کی نیابت بدون سلطنت
و امارت کے اسی لئے خلفاے ثلثہ کو امام نہین مانتے اور امام کا مقرر کرنا اللہ پر
واجب ہی ۔ اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے ۔ مگر شیعہ کے
فرقے اس باب مین مختلف ہین کہ امام کا تقرر کس ضرورت کے لئے ہے ۔ اسماعیلیہ
کہتے ہین کہ امام اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالے کی ذات و صفات کی
شناخت کراتے اور جو باتین اللہ کے حق مین جایز و واجب ہین اور جو اوس کے
حق مین محال ہین سب کی پہچان بتاے اور معرفت الہی کی تعلیم فرماے ۔ کیونکہ انکے
نزدیک بغیر نبی معلم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہی اور امامیہ کہتے ہین کہ امام کی ضرورت
حاجت معرفت الہی کی تعلیم کے لئے نہین بلکہ اسلئے ہے کہ وہ واجبات عقلی و شرعی
کے ادا کرنے اور قبایح عقلی و شرعی سے بچنے مین لطف ہو ۔ غرضکہ اسماعیلیہ کے
نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہی اور امامیہ کے نزدیک
قوانین شرعیہ کی محافظت کے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت
کا معلم قرار دیتے ہین اور امامیہ اوسے اللہ تعالے کی طرف سے بندون کے حق مین
لطف مانتے ہین امامیہ کے نزدیک امام ادائے واجبات مین لطف ہے اسماعیلیہ
کے نزدیک معارف مین لطف ہے اور فلاسفہ کہتے ہین کہ امام کا تقرر لغات کی تعلیم
کرنے اغذیہ و ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات
و مصائب سے بچانے کے لئے ہے اسی لئے امام کو دنیا اور دین کی ساری

باتون کا علم حاصل ہوتا ہے یہانتک کہ وہ سنگریزون اور درختون کے جبڑان کو
بھی جانتا ہے اور امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ مین کہدے کہ مین امام
نہین ہون۔ شیعہ تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہین سواے چند تن کے اور ان کے
نزدیک امامت منحصر ہے اولاد حضرت علی مین۔ مگر اس باب مین شیعہ مین بھی
باہم بڑا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کی وجہ سے بہت سے فرقے ہوگئے ہین
کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر کہتا ہے۔ اور شیعہ کے سب فرقے میں ایسے بھی
لوگ ہوتے ہین کہ اوس مذہب کی طرف اشخاص کے علم یا مال یا زبان یا ہتھیار کے
کے ذریعہ سے بلاتے ہین۔ انہین داعیون کے نام سے فرقے منسوب ہوتے ہین
اصل مین یہی پانچ فرقے ہین۔ غلاۃ۔ کیسانیہ۔ زیدیہ۔ امامیہ اور اسماعیلیہ

## غلاۃ

اگرچہ کیسانیہ اور اسماعیلیہ اور امامیہ مین سے بھی بہت سے فرقے غلو کرتے ہین
مگر مراد غلاۃ سے اصطلاح مین اون فرقون سے ہے جن مین یہ اعتقاد مشترک
ہے کہ ائمہ وانبیا خدا ہین یا خدا نے ائمہ وانبیا مین حلول کیا ہے یا ان سے
متحد ہوگیا ہے۔ اور تشیع امام کے باب مین بعض انہین سے کیسانیہ مین الغرض
امامیہ اور زیدیہ کے فرقون مین سے کوئی ایسا نہین سنا گیا جو ان غلاۃ کی طرح
ائمہ کی الوہیت یا اونکی حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہو اونکے ۲۱ فرقے
ہین۔ (۱) سبائیہ (۲) کاملیہ (۳) مغیریہ (۴) بنانیہ
(۵) جناحیہ (۶) منصوریہ (۷) خطابیہ (۸) غرابیہ
(۹) ذبابیہ (۱۰) ذمیہ (۱۱) اثنینیہ (۱۲) عمامیہ۔ مفوضہ
(۱۳) رزامیہ (۱۴) خزاقیہ (۱۵) اسحاقیہ (۱۶) نصیریہ
(۱۷) علویہ (۱۸) مقنعیہ (۱۹) راوندیہ (۲۰) سلمانیہ
(۲۱) حلاجیہ

## کیسانیہ

یہ کل سات فرقے ہین ایقدر مشترک محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا ہے

پ محمد حضرت علی کے بیٹے تھے۔ انکی ماں بی بی حنفیہ سے تھی اس لئے ابن حنفیہ کہلاتے تھے (۱) کیسانیہ (۲) مختاریہ (۳) کربیبیہ (۴) اسحاقیہ (۵) حربیہ جو کندیہ بھی کہلاتے ہیں (۶) عباسیہ (۷) طیاریہ ۔

## زیدیہ

یہ لوگ زید بن علی زین العابدین بن امام حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہیں۔ یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امام زین العابدین تک امامت کے قائل ہیں بعد اوسکے زید بن زین العابدین کو امام اعتقاد کرتے ہیں یہ آٹھ فرقے ہیں (۱) جارودیہ (۲) دکینیہ (۳) سلیمانیہ (۴) بتریہ جسے توبیہ بھی کہتے ہیں (۵) نعیمیہ (۶) یعقوبیہ (۷) خشبیہ (۸) صالحیہ

## امامیہ

ان کا اعتقاد یہ ہے کہ زمانہ تکلیف امام فاطمی سے خالی نہیں ہوتا اور امامت اولاد بی بی فاطمہ میں ہے۔ آنحضرت کی نص جلی یا خفی کی وجہ سے اور حضرت زید بن علی اور حضرت اسمٰعیل بن جعفر صادق اور حضرت محمد بن حنفیہ کی امامت سے انکار کرتے ہیں یہ چوبیس فرقے ہیں (۱) جشمیہ (۲) حکمیہ جن کو ہشامیہ بھی کہتے ہیں (۳) جوالقیہ انکو سالمیہ بھی بولتے ہیں اور کبھی شاہ بھی کہا کرتے ہیں (۴) زراریہ (۵) یونسیہ (۶) نعمانیہ یہ فرقہ شیطانیہ کے نام سے بھی مشہور ہے (۷) مفوضہ یا تفویضیہ (۸) بدائیہ (۹) محمدیہ (۱۰) حسنیہ (۱۱) حسینیہ (۱۲) باقریہ (۱۳) حاضریہ (۱۴) ناؤسیہ (۱۵) عماریہ (۱۶) شمائیہ (۱۷) اسحاقیہ (۱۸) مفضلیہ (۱۹) موسویہ (۲۰) ممطوریہ (۲۱) رجعیہ انکو قطعیہ بھی کہتے ہیں (۲۲) ملائیہ

## (۲۳) جعفریہ (۲۴) اثنا عشریہ

جب لفظ امامیہ مطلقاً بلا قید بولتے ہیں تو فرقہ اثنا عشریہ مراد ہوتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام بارہ ہیں اس ترتیب سے (الف) حضرت علی (ب) امام حسن (ج) امام حسین (د) زین العابدین بن امام حسین (ر) محمد باقر بن زین العابدین (س) جعفر صادق بن محمد باقر (ص) موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (ط) علی رضا بن موسیٰ کاظم (ع) محمد تقی (بائے فوقانی سے) بن علی رضا (ف) علی نقی (نون سے) بن محمد تقی (ق) حسن عسکری بن علی نقی (ک) محمد بن حسن عسکری جنکی کنیت ابوالقاسم اور القاب مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان اور حجت اور قائم ہیں۔ یہی امام منتظر ہیں۔ زندہ غیر مردہ ہیں۔ مگر خوف اعدا سے غائب ہو گئے ہیں اور غیبت کبریٰ اختیار کر لی ہے۔

## اسماعیلیہ

یہ ایک فرقہ ہے شیعہ کا۔ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت بعد وفات حضرت جعفر صادق کے انکے پسر کلان حضرت اسماعیل ہیں جو اسماعیل الاعرج کرکے معروف ہیں موقوف ہوئی کیونکہ امام جعفر نے اونکی امامت کے لئے کہہ یا تھا کہ ان هذا الامر فی الاکبر ما لم یکن بہ عاهة (یعنی یہ کام بڑے میں ہے جب تک اوس میں کوئی آفت نہو) اور سب اولاد امام جعفر میں وہ نجیب بھی ہیں۔ اسلئے کہ اونکی ماں جن کا نام فاطمہ ہے حسن بن امام حسن بن امیر المومنین علی بن ابی طالب کی بیٹی ہیں۔ تاریخ فرشتہ میں خواجہ عطاء اللہ ملک جوینی کی جہانکشا سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کو ولیعہد بنایا تھا جب اونھوں نے شراب پی لی تو اونکو معزول کرکے حضرت موسیٰ کاظم کو ولیعہد بنایا جو مسماۃ حمیدہ بربریہ کے بطن سے تھے۔ لیکن صحیح روایت یہی ہے کہ حضرت اسماعیل جن کی کنیت ابو محمد ہے امام جعفر کے سامنے مر گئے ہیں کہ مدینے میں ایک

وادی ہے جہاں اہل مدینہ کے اونٹ چرتے ہیں فوت ہوگئے اور وہاں سے
اونکی لاش مدینے میں لائی گئی اور ۱۴۳ھ ہجری میں بقیع الفرقد میں جو مدینے کا ایک
قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے۔ اور بعد اسکے اونکے والد بہت عرصہ تک زندہ رہے
ابتدا سے اسماعیلیہ میں دو گروہ قائم ہوگئے جسکی تفصیل یہ ہے کہ امام جعفر صادق کی
وفات کے بعد اونکے شیعہ کے ایک گروہ نے یہ مان لیا تھا کہ اسماعیل زندہ
ہیں مستور ہوگئے ہیں۔ مگر اونکے فرزند محمد امام ہیں اسلئے کہ امامت اونکے
باپ میں بھی اور بیٹا بمقابلہ چچا کے امامت کے لئے زیادہ حقدار ہے اور
امام جعفر کے شیعہ کا دوسرا گروہ اسماعیل کی حیات کا معتقد نہ تھا کیونکہ وہ دور دور
مقامات پر رہا کرتے تھے اور انکو امام سے کچھ خصوصیت نہ تھی ان دونوں فرقوں
کے نزدیک امامت اسماعیل کی اولاد میں قیامت تک رہیگی اور شیعہ
امام جعفر کا تیسرا گروہ جسکو امام موصوف کے ساتھ خصوصیت تھی اور امام سے
روایت بھی کرتا تھا اسماعیل کی وفات کو یقینی طور پر جان گیا۔ اس لئے حضرت
موسیٰ کاظم کی امامت کا معتقد ہوگیا

## حضرت محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق

عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ حضرت محمد بن اسماعیل اپنے چچا حضرت موسیٰ کاظم کے
ساتھ رہا کرتے تھے اور موسیٰ کاظم سے پوشیدہ مخالفت رکھتے تھے جب خلیفہ
ہارون الرشید حجاز میں آیا تو اونہوں نے اپنے چچا کی اوس سے چغلی کھائی
موسیٰ کاظم کو قید کر دیا جہاں اون کا انتقال ہوا۔ محمد بن اسماعیل رشید سے
عراق کو چلے گئے۔ بغداد میں انتقال کیا۔ موسیٰ کاظم نے اونکے حق میں
کی تھی محمد کے بعد دو فرزند باقی رہے۔ اسماعیل ثانی اور جعفر اور بعض کہتے
کہ محمد اپنے باپ کے انتقال کے بعد دادا کے ساتھ مدینہ میں آ گئے اور وہاں لاولد فوت ہوئے

(۱) منقول از عمدۃ الطالب۔ اور طبقات جہاں میں لکھا ہے کہ اسماعیل اپنے باپ سے
پانچ سال قبل فوت ہوگئے ہیں۔ ۱۲
(۲) دیکھو کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ

تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم میں برہان نظام شاہ کے حالات میں لکھا ہے کہ محمد
اپنے دادا کی حیات میں رے کی طرف چلے گئے - محمد آباد سے اونھین کیطرف
منسوب ہی - حمد اللہ مستوفی کی تاریخ گزیدہ سے یہ ثابت ہے کہ رے کی
طرف اون کا جانا عباسیوں کے ہاتھ سے ہوا تھا محمد آباد میں دفن ہوے جب
اونکی اولاد میں کثرت پیدا ہوگئی تو خراسان اور قندھار کیطرف چلے گئے - اور وہان
رہنے لگے -

## اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہیں جن میں قدر مشترک یہ ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق کے
حضرت اسماعیل امام ہیں (۱) مبارکیہ (۲) میمونیہ (۳) خلفیہ
(۴) قرامطہ (۵) شمیطیہ (۶) برقعیہ (۷) جنابیہ (۸)
مہدویہ

## اسماعیلیہ کے ہاتھوں اسلام کی بربادی

انکی بعض بعض اولوالعزم ایسے ہو گزرے ہیں کہ جن کے ہاتھوں سے مذہب اسلام نے
بڑے بڑے صدمے اوٹھائے ہیں جو کام اونھون نے کئے ہیں اگر اس وقت کوئی
عیسائی یا یہودی سے بڑی سلطنت مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ ایسا کرے تو وہ عیسائی
دوسری سلطنت بھی اوس کا جو مرنکالدیں اور نہایت نفرت و حقارت سے ان
کا نام کو دیکھین - مثلاً ابو سعید حسن بن بہرام جنابی اسو سمرج میں گئے ہیں بہت سی
جمعیت لیکر چڑھ آیا اور بیس ہزار حاجیوں کو قتل کیا اور اوس کا بیٹا ابو طاہر سلیمان
سنہ ۳۱۷ ہجری میں موسم حج میں مکہ میں بہت سی جمعیت کے ساتھ آگیا اور مسجد
الحرام میں گھوڑے پر سوار ہو کر داخل ہوا - شراب کا پیالہ ہاتھ مین تھا جسے [illegible] پیا
اور اپنے گھوڑے کو مسجد میں چھوڑ دی تو اوس نے مسجد میں پیشاب کردیا اور حاجیوں کو ہزارہا
بے دردی سے قتل کرا کر چاہ زمزم میں ڈلوا دیا - اور باقی کو مسجد حرام میں دفن کرایا
اور دروازہ کعبہ کو اوکھڑوا ڈالا اور حجر اسود کو اوکھڑوا کر مقام ہجر کو جو اونکا دار الحکومت

اوٹھا لیگیا اور وہان ستون مین جڑوا دیا اور بائیس برس تک حجر اسود اون کے
پاس رہا۔ یہانتک کہ سنہ ۳۳۹ ہجری مین خلیفہ عباسی مطیع اللہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر
بن معتضد والی بغداد نے تیس ہزار دینار کو اون سے خرید کر کے بدستور خانہ کعبہ مین
رکھوا دیا۔ اسماعیلیہ کو بہت بڑی ثروت و قوت اوسوقت حاصل ہوئی جبکہ اون کی سلطنت
افریقیہ و مصر مین قایم ہوئی۔

## اسماعیلیہ کا اسلام کے احکام کو اوٹھا دینا

اسماعیلیہ کے ایک داعی تھے جس کا نام عبد اللہ بن میمون ہے کہا ہے کہ قران و حدیث
کے ظاہری مضمون پر عمل کرنا حرام ہے اور حشر کا اور جزا و سزا کا بھی انکار کردیا ہے
اور کہا ہے کہ نصوص قرآن و حدیث کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے اسی لئے
اسماعیلیہ کو باطنیہ بھی کہتے ہین ان کا قول ہے کہ اہل بیت کا بھی مذہب ہے انہین کے
واسطے تو بیت المقدس کی طرف بنایا تھا اور پیروی ہمیشہ کی خانہ کعبہ مقرر کیا تھا۔ یہ لوگ
حرام چیزون کو مباح جانتے تھے۔ بعض نے انہین سے اپنے نامون کے ساتھ رسول اللہ
کا لفظ مقرر کیا تھا معاد اور احکام شرع کا انکار کردیا تھا اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی
انکار کیا تھا۔ کہتے تھے کہ حشر و نشر اور معاد کی ساری باتین بیہودہ قصے ہین۔
اور احکام شرع پر عمل کرانا نہ چاہئے بلکہ ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے۔ انکے نزدیک
ظاہر قرآن جو لغت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہین ہے۔ بلکہ ہر ایک کا شرعی
کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر۔ مثلاً روزے کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو چھپائے رکھے اور
حج کا باطن امام کے پاس پہنچنا ہے۔ اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے
اور کہتے ہین کہ ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن اس ظاہر کا مقصد ہے اور وہ ظاہر
اوس باطن کا مظہر ہے اور کوئی باطن نہین جس کا ظاہر نہو ورنہ وہ فی الحقیقت کچھ
بھی نہین۔ اور کوئی باطن نہین جس کا ظاہر نہین ورنہ وہ خیالی ہے۔ اللہ نے
عالم ظاہر و باطن پیدا کئے ہین عالم باطن عالم ارواح و نفوس و عقول ہین۔
اور عالم ظاہر عالم اجسام ہے علوی و سفلی و انفرادی ہین امام عالم باطن کا حاکم ہوتا ہے
کسی کو تغیر دینے کی تعلیم عالم بالا تک رسائی نہین ہوتی اور نبی عالم ظاہر اور شریعت

سچا حاکم ہوتا ہے جس کی طرف لوگ محتاج ہوتے ہیں اور یہ کام سوا نبی کے
تمام نہیں ہوتا۔ اور شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہیں اور یہ
ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل کہتے ہیں۔ اور زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہیں
ہوتا اسی طرح امام یا اون کی دعوت سے خالی نہیں ہوتا اور دعوت کبھی
مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہو اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام
مخفی ہو جسطرح نبی کو معجزہ قول و فعل سے جانتے ہیں اسیطرح امام کو نص یا
اور دعوت سے جانتے ہیں اور اللہ کو بغیر امام کے نہیں پہچان سکتے اور امام
کا ظاہر نہیں موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جعفر نے کہا کوئی وقت روئے
زمین کبھی حجت سے خالی نہیں ہوتا۔

## خلفائے مصر اور حضرت مہدی بانی سلطنت افریقیہ کا نسب

انکے اپنے نام اور ان کے بیٹے حضرت قائم کے نام میں اختلاف ہے تاریخ
ابوالفدا اور طبقات الفردوس میں مہدی کا نام صاف عبیداللہ اور کنیت ابو محمد
لکھی ہے اور ان کے بیٹے قائم کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم لکھی ہے اور لفظ
عبید عین کے ضمہ اور بائے موحدہ کے فتحہ سے عبد کی تصغیر ہے اور عبداللہ بھی
کتابوں میں لکھا ہے اور اس صورت میں لفظ عبد مکبر ہے نہ مصغر۔ اور جو مورخ
اور دعاۃ کے کلمات میں صاف عبداللہ ہے کہ مکبر ہے نہ عبیداللہ کہ مصغر ہے
مرآت عالم روضۃ الصفا حبیب السیر اور تاریخ گزیدہ میں مہدی کا نام محمد اور کنیت
ابوالقاسم تحریر کی ہے اور اونکے بیٹے قائم بامراللہ کا نام احمد بیان کیا ہے اور پھر
یوں کہا ہے کہ اسماعیلیہ میں سے جسنے اول ظہور کیا اور صاحب ملک و حکومت ہوا وہ
ابوالقاسم محمد ابن عبداللہ ہیں اونکو مہدی کہتے تھے ۳۲۲ سنہ ہجری میں مہدیہ میں
اونہوں نے انتقال کیا اونکے بعد جانشین اونکے القائم بامراللہ احمد ہوئے جو
اونکے بیٹے تھے مگر یہ اقوال صحت سے عاری ہیں۔

یقول مولف تاریخ فرشتہ بنا بر [illegible] مورخین کے اتفاق کے ساتھ علویہ مصر کی
سیادت مشکوک ہے اور مہدی کے نسب میں بڑا اختلاف ہے جسکی تفصیل یہ ہے

(۱) مہدی بن محمد بن عبداللہ قداح بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن
جعفر صادق (۲) مہدی بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر
صادق (۳) مہدی بن محمد حبیب بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر
صادق (۴) مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل
بن جعفر صادق (۵) مہدی بن رضا بن تقی قاسم بن وفی احمد بن رضا محمد
بن اسماعیل بن جعفر صادق (۶) مہدی بن رضا عبداللہ بن تقی قاسم بن
ولی احمد بن وصی محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۷) مہدی بن عبداللہ بن قاسم
بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۸) جمہرۃ الانساب میں لکھا ہے کہ مہدی
نے ایک بار یہ دعوے کیا تھا کہ میں حسین بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام
جعفر صادق کا بھائی ہوں (۹) اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسماعیل
بن جعفر صادق کا بیٹا ہوں۔ حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہیں (۱۰) مہدی بن
حسین بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن اسمٰعیل بن امام جعفر صادق بوہروں کا مختار
یہ بھی روایت ہے۔
غرضکہ علماے محققین کو حضرت مہدی کے نسب میں بڑا اختلاف ہی اور جبکہ انکی
سلطنت مصر میں غایت عروج پر تھی اوسی وقت میں اونکے فاطمی ہونے سے
انکار کیا گیا تھا المغرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہر لیڈن کے صفحہ ۷۵ میں مذکور ہے
کہ قاسم بن طبا طبا علوی کہتے ہیں کہ قسم ہے خداے پاک کی کہ عبداللہ مہدی ہم میں سے نہیں
ربیع الثانی ۴۰۲ھ ہجری میں قادر باللہ خلیفہ بغداد کے حکم سے ایک محضر لکھا
گیا جس پر علویوں اور قضاۃ اور جماعت فضلا اور ابو عبداللہ بن نعمان فقیہ شیعہ
کا نام لکھا گیا تھا۔ اس محضر کا مضمون یہ تھا کہ خلفاے مصر خارج از نسب ہیں
انکو اولاد علی بن ابی طالب کے نسب میں کچھ دخل نہیں اور یہ دیصان کی طرف منسوب
ہیں جو فرقہ دیصانیہ کا سرغنہ ہے۔ اس محضر میں حاکم بامر اللہ بن عزیز بن معز
بن منصور لکھکر بیان کیا ہے کہ یہ منصور عبدالرحمن بن سعید کے بیٹے ہیں۔ حالانکہ
بوہروں وغیرہ کی روایت کے موافق منصور کے باپ کا نام محمد اور دادا کا
نام عبداللہ مہدی ہے۔

بغداد میں مہر عباسی اور مصر میں علوی لفظ شریف کے ساتھ پکارا جاتا تھا -
جو لوگ ان کو علوی فاطمی نہیں مانتے وہ لکھتے ہیں کہ اسمٰعیل ابن جعفر نے باپ
کی حیات ہی میں مقام عریض میں انتقال کیا کہ بقیع میں مدفون ہوئے اور اسمٰعیل
کے بیٹے محمد جعفر صادق کے ساتھ بغداد میں آئے اور وہاں [illegible] فوت ہوئے
اور تحفہ المجاہد [illegible] ابن خلکان نے کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ [illegible]
کی ایک کنیز تھی ایک شخص کے ساتھ جو قرشی یا یہودی تھا [illegible] شادی ہوئی -
اوس عورت نے [illegible] اور اس کے بیٹے [illegible]
[illegible] اوس کنیز کے [illegible] جو ... مہدی کو [illegible]
[illegible] عبید اللہ [illegible]
تھا اور [illegible] اسلئے [illegible] اور بعض نے کہا ہے کہ [illegible]
آنکھوں کا علاج کیا کرتا تھا - اسلئے قداح کہلاتا ہے اور انساب سمعانی میں آیا ہے
کہ میمون جعفر صادق کا غلام تھا میمون کا بیٹا عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر
صادق کے ساتھ مکتب میں رہتا تھا جب اونہوں نے وفات پائی تو اسمٰعیل
کی خدمت میں رہنے لگا اور جب اسمٰعیل نے بھی وفات پائی تو اوس نے دعوے
کیا کہ میں اسمٰعیل کا بیٹا ہوں حالانکہ میمون کا بیٹا تھا اور اس میمون کے باپ کا
نام دیصان تھا جسکی طرف فرقہ دیصانیہ منسوب ہے - مہدی اسی عبید اللہ بن میمون
بن دیصان کی [illegible] ہیں - اہل سنت والجماعت [illegible] کہتے ہیں
کہ مہدی بانی [illegible] افریقیہ و مصر عبد اللہ بن سالم بصری کی اولاد
ہیں اور اون کا [illegible] نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا اور [illegible]
کہتے ہیں کہ مہدی ایک یہودی کی نسل سے ہیں اور اون کا اصلی نام عبید اللہ
یا عبید اللہ نہیں ہے بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹے تھے احمد بن عبد اللہ قداح
بن میمون بن دیصان کے بعض نے لکھا ہے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبد اللہ
قداح پہلے قول سے سعید (یعنی مہدی) کے باپ کا نام احمد ثابت ہے - اور
دوسرے قول سے مہدی کے باپ کا نام حسین ثابت ہوتا ہے - یہ حسین
جب مقام سلمیہ یعنی حمص میں گئے تو ایک یہودن کے حسن و جمال کا ذکر

اونکے سامنے ہوا۔ اور خاوند اوس کا جو لوہار تہا مرچکا تہا حسین نے اوس
سے نکاح کرلیا۔ اوس عورت کے ایک لڑکا پہلے خاوند لوہار سے تہا حسین اوسے
بہت چاہنے لگے اور اوس کی تعلیم مین بڑی کوشش کی چونکہ حسین لاولد تھے
اسلیے اوسی کے واسطے اپنی قائممقامی کی وصیت کی اور اوسے دعوت کے اسرار
سکہا دیے حسین کے بعد اوس نے بڑی ترقی کی اور عبداللہ یا عبیداللہ کے
نام سے شہرت حاصل کی اور اپنا لقب مہدی رکہا۔ اور ظاہر یہ کیا کہ پیغمبر خدا نے
میرے لئے پیشین گوئی کی ہے۔

بعض مورخ مہدی کے خاندان کو علویہ اور اسماعیلیہ اور فاطمیہ کہتے ہین
اور اونکی اولاد عبیدیین اور بنو مہدی کہلاتی ہے اور اونکے علوی فاطمی ہونے
پر دوسرے ایسے بیانات بہی شاہد ہین جو وقعت کی نظر سے دیکہنے کے قابل ہین
مگر اس کا کیا کیا جاے کہ اونکے مخالفین نے اونکے خاندان سیادت مین ایسی
گڑبڑ پہیلادی ہے کہ جسکی وجہ سے یہی ماننا پڑتا ہے کہ مہدی حضرت علی کی نسل
سے نہ تہے پولیٹکل مصلحت پر نظر ڈالکر اونہوں نے علوی بن گئے تھے بعض یہانتک
کہتے ہین کہ علوی نسب اور مہدویہ مذہب اونکے لئے خاص ابو عبداللہ شیعی
نے اختراع کیا تہا خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہدی نے افریقہ مین خروج کیا سلطنت
عباسی مین ضعف تہا کسی سے اونکی مزاحمت نہو سکی۔ اونہون نے ایک بہت بڑی
زبردست سلطنت افریقہ مین قائم کی۔ بنو امیہ اور عباسیون کے بعد حدود اراضی
کے اعتبار سے اور نیز اس لحاظ سے کہ عرصے تک بادشاہت قایم رہے علوی سلطنت
تیسرے درجہ مین شمار ہوتی ہے۔ بغداد سے لیکر اندلس تک علویون کی بادشاہت
پہیلی ہوئی تہی یمن شام مکہ اور مدینہ مین بہی علویون کا زور رہا۔ اندلس ایسی مستقل
اور زبردست سلطنت اسلامی عرصے تک علویون کا ایک صوبہ رہی حضرت
مستنصر باللہ مہدی کے بعد آٹہوین خلیفہ ہوے اونکے اشارے سے بساسیری
نے قائم باللہ کو بغداد مین قید کرکے سال بہر تک مستنصر کا نام خطبے مین قائم رکہا
مستنصر کے عہد مین عباسیون کا خاتمہ ہو جاتا لیکن طغرل بیگ نے جو سلاطین
سلجوقیہ مین بڑا اولوالعزم بادشاہ گذرا ہے۔ اور جسکی سلطنت خراسان مین بڑہے۔۔۔

زور و شور کے ساتھ بغداد پہونچکر بساسیری کو مغلوب کیا اور قائم بامر اللہ کو بڑے
اعزاز سے پھر تخت پر بٹھایا۔

## خلفائے مصر کے مذہبی خیالات

سلاطین علویہ بہ نسبت خلفائے عباسیہ کے زیادہ پابند احکام شرع تھے
لہو و لعب سے انکو پرہیز تھا اسلئے عیسائی مورخوں نے براہ تعصب علویوں کو
متعصب لکھا ہے اور یہ لوگ اگرچہ باطنیہ تھے مگر تالیف قلوب رعایا کے لئے بظاہر
احکام شرع کی پابندی کرتے تھے اور در پردہ اپنے عقائد کے جاری کرنے میں برابر
مصروف تھے اور اپنے خاص خاص دوستوں کو بطور باطنیہ کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے
انکے عہد میں تمام مصر میں رواج مذہب اسماعیلیہ کا ہو گیا تھا قاضی و مفتی شیعہ
ہوتے تھے جو کوئی انکے خلاف کرتا تھا اس کو سزا دیتے۔ یہانتک کہ سوا اس
عقیدے کے کوئی عقیدہ اس سرزمین میں باقی نہ رہا اگرچہ مذہب شیعہ بہ نسبت سنی کے
زمین مصر میں معروف تھا۔

ناصر خسرو اپنے سفرنامے میں کہتا ہے کہ میں شام سے قیروان تک گیا۔ تمام شہروں
اور گاؤوں میں جو مسجدیں تھیں سب کا خرچ وکیل خلیفہ مصر کے ذمے تھا۔ چراغ
کا تیل۔ چٹائی۔ بوریا۔ کل موذن اور فراش وغیرہ کی تنخواہ یہ سب چیزیں وہی
بہم پہنچاتا تھا۔ قاضی القضاۃ دو ہزار دینار مغربی ماہوار پاتا تھا اور اسیطرح
دوسرے قاضیوں کی بھی بیش قرار تنخواہیں تھیں تاکہ لوگوں سے رشوت کی طمع نکریں
ماہ رجب میں تمام مساجد میں حکم سلطانی سنایا جاتا تھا کہ اے مسلمانوں موسم حج
قریب آگیا ہے۔ سلطان کی طرف سے جو سامان اور فوج اور باربرداری اور خرچ
مقرر ہے وہ بدستور دیا جائے گا۔ رمضان میں بھی یہی منادی کی جاتی اول
ذیقعدہ سے آدمی شہر سے نکلنا شروع ہوتے اور ایک مقام معین میں ٹھیرتے
نصف ذیقعدہ میں قافلے کا کوچ ہو جاتا تمام لشکر کا خرچ ایک ہزار دینار روزانہ
ہوتا تھا۔ اور تنخواہ نوکروں کی اس کے علاوہ ہوتی سات ہزار کے قریب دینار خرچ
میں آجاتے تھے اور جو اہل مکہ اور اعیان مکہ کے لئے انعام و اکرام اور وظیفے بھیجا جاتا
وہ اس کے علاوہ ہوتا اور سال میں دو بار جامہ کعبہ بھی بھیجا جاتا تھا۔

# عقائد اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امامت حضرت اسمٰعیل کی اولاد مین قیامت تک بنی رہیگی
اور امامت کی اجنبیت کے زمانہ مین لوٹ آنے کے قائل ہین۔ اور کہتے ہین کہ
ایک جزو الٰہی نے آئمہ مین حلول کیا ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم
اللہ وجہہ اور دوسرے آئمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہین۔ جس طرح
آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق تھے اور یہی عقیدہ فاطمیین کا بلاد
مصر مین تہا اور اسماعیلیہ کا زعم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالے قادر مختار نہین
ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ اوس کے بغیر اختیار موجود ہوجاتی
ہے۔ جیسی سورج کی شعاع بغیر اختیار نکلنے لگتی ہے۔ اور نہ اللہ تعالے
واجب ارادہ ہے۔ بلکہ جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے وہ اوس کی ذات کو
لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب کو روشنی۔ اور اسماعیلیہ کے نزدیک
آئمہ مین عصمت کا ہونا شرط ہے۔ مگر محمدویہ مین سے بعض کا قول یہ ہے کہ
امام حکومت وولایت کے وقت گناہون سے معصوم ہوتا ہے کہ امام کا حکم
اتباعاً مرد وعورت پر لازم الاتباع ہے۔ اگرچہ مرضی کے خلاف ہو۔ پس اگر
امام کسی عورت کا عقد کسی مرد کے ساتھ کردے تو یہ عقد دونون پر لازم
ہوجاتا ہے اور فسخ نہین کرسکتے۔ اسیطرح اور تمام معاملات بیع واجارہ مین
امام کا حکم نافذ ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہین کہ امام کو خدائے تعالے کے ساتھ
ایسا جیسا موسےٰ کے ہمکلام ہونا چاہئے۔ حضرت حاکم بامر اللہ خلیفہ مصر کو
اس باب مین بڑے بڑے دعوے تھے۔ اور اکثر کوہ طور پر جاتے اور لوگون پر ظاہر کرتے
کہ خدا سے مین نے کلام کیا ہے۔ نیز ان کے نزدیک امام کے واسطے علم غیب کا ہونا
ضرور ہے اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ لفظ علی جو اوپر درود شریف مین ہے درود مین آل پر
داخل کرنا منع یون کہنا حرام ہے اللہم صلے علے محمد وعلے آل محمد۔ بلکہ یون کہنا
چاہئے اللہم صلے علے محمد وآل محمد اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہین یہ حدیث
بیان کرتے ہین کہ من فصل بینی وبین آلی بعلے لم ینل شفاعتی یعنی جس نے مجھ مین

اور میری آل پر بھی لفظ علے کے ساتھ فاصلہ دیا وہ میری شفاعت سے محروم ہوگا
مگر بوہروں میں اس بات کی پابندی نہیں ہے اور کبھی اللھم صل علے محمد وعلی آل محمد
کبھی دیکھا جاتا ہے اور کبھی صلی علی محمد وعلے آلہ اور کبھی علے محمد وآل محمد بلا آلہ

## اسماعیلیہ کے دعوت کے طرق

کتب اسماعیلیہ کی بہت سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاۃ اسماعیلیہ جعفر صدقا دعاۃ ثانیہ
کو دعوتیں ارشاد کرتے ہیں۔ مگر داعی مدعوین جسقدر شوق اور قابلیت پاتا ہے
اوسیقدر دعوتیں اوس کو کرتا ہے۔ **دعوت اول** داعی نہایت وقار سے مسند
ارشاد پر بیٹھا ہوتا ہے جس کو دعوت کرتا ہے اول اوس سے تاویل آیات اور
معانی امور شریعت کی مشکل باتوں کے اور تھوڑے سے علم طبعیات وغیرہ کے مشکل
مسئلے بھی سوال کرکے کہتا ہے کہ اے شخص اسرار دین پوشیدہ ہیں اور اکثر آدمی
اون سے منکر اور جاہل ہیں۔ اگر امت محمدی کے لوگ اون باتوں کو جان لیتے
جو اللہ تعالے نے آئمہ اہل بیت سے مختص کی ہیں تو آدمیوں میں اختلاف پیدا
نہوتا جب مدعو یہ بات سنتا ہے تو داعی کے پاس جو کچھ معلومات ہوتی ہیں اونکو
سننے کا مشتاق ہوتا ہے۔ پھر داعی اوسکی رغبت پاکر بیان کرنا شروع کرتا ہے اور
بڑی عمدگی سے آیات قرآن اور شرائع دین کے مطالب بیان کرتا ہے ا
اور کہتا ہے کہ جو کچھ خلاف لوگوں میں آیا ہے اور گمراہی میں پڑے ہیں سبب اوسکا یہ
ہے کہ آئمہ دین اور حافظان دین نبی سے روگردانی کی ہے اور غیروں کی اتباع
کرتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ آئمہ ہدی شرع رسول کے حافظ ہیں اوسکی
حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ معانی ظاہری و باطنی اور تاویل و تفسیر
قرآن سے آگاہ ہیں جب مسلمانوں نے دوسروں کی اتباع کی۔ اور اپنی عقل سے
دلائل نکالنے لگے تو گمراہی میں پڑ گئے۔ اللہ تعالے نے علم دین کو بھیدوں میں
مخفی رکھا ہے تاکہ اسرار الٰہی مبتذل نہو جائیں۔ پس اللہ کے بھید سوائے فرشتہ
مقرب اور نبی مرسل یا بندہ مومن کے جس کا دل خدا نے تقوی سے آزما لیا ہے
کوئی نہیں جان سکتا جب مدعو کا دل داعی کی باتوں سے پر اثر
ہو جاتا ہے اوس وقت داعی دوسری باتیں شروع کرتا ہے۔ کہتا ہے

اور معنی عصا کیا ہے اور کس لئے حائضہ کو روزے کی قضا کا حکم ہے اور قضاء
نماز کی ممانعت ہے اور کیا سبب ہے کہ جنابت کے لئے غسل کا حکم ہوا ہے اور پیشاب
پاخانے کے لئے غسل کا حکم نہ ہوا اور کیا سبب ہے کہ خدا نے مخلوق کو چھ دن میں
پیدا کیا ایک گھڑی میں پیدا کر دینے سے عاجز تھا اور صراط کے کیا معنی ہیں۔ اور
کراماً کاتبین کیا ہیں اور کراماً کاتبین کو جو ہم نہیں دیکھتے اس کا کیا سبب ہے کیا ہم سے
چھپا رہنے کے سبب مخالف ہیں اور ہم سے کس خوف سے چھپ کر گواہ بنتے ہیں اور
ہمارے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔

اور زمین کا بدل دینا قیامت کو اور عذاب جہنم کیا ہیں اور یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ
عاصی کی جس جلد نے گناہ کیا ہے وہ ایک جلد سے بدل دی جائے گی جو گناہ میں
شامل نہیں تاکہ اس کو عذاب دیا جائے۔ اور اس آیت کے کیا معنی ہیں و کیل عوق
ریکب تو قسم یوسف نے کھائی اور شیطان اور اس کی صفت کیا ہے اور وہ کہاں
رہتا ہے۔ اور یاجوج ماجوج اور ہاروت ماروت کیا ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔ اور
سات دوزخ اور آٹھ بہشت کس وجہ سے ہیں اور کیا ہیں اور زقوم کا درخت
اور دابۃ الارض اور رد الشمس اور شجرۃ ملعونہ اور تین اور زیتون کیا ہیں اور
اس آیت کے کیا معنی ہیں فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس اور حروف
مقطعات کے کیا معنی ہیں اور سات آسمان اور سات زمین اور سبع المثانی اور
بارہ مہینے کس وجہ سے ہیں۔ اور قرآن اور سنت پر عمل کرنا تمہارے حق میں کیا کریگا
اور تحقیق لا نبی کے کیا معنی ہیں۔ اور دل اپنے نفس کی فکر کرنی چاہئے اور کہاں
ہے اور بخاری اور ہواؤں کی صورت کس طرح کی ہے اور وہ جسم میں کس جگہ رہتی ہے
اور روح کا حال کیا ہے اور انسان کیا ہے اور کیا ہے تفاوت انسان اور
بہائم اور حشرات کی زندگی اور حیات میں۔ اور کیا فائدہ ہے حشرات کے پیدا
ہونے اور نباتات کے اگنے میں اور اس کے کیا معنی ہیں کہ حوا آدم کی پسلی میں سے
پیدا ہوئی ہے اور فلاسفہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ انسان عالم صغیر ہے اور
عالم انسان کبیر ہے۔ اور انسان کا قامت کیوں کھڑا پیدا ہوا۔ اور حیوان کا خلاف
اس کے ہوا اور کس واسطے پاؤں اور ہاتھوں کی دس دس انگلیاں [illegible]

کیا وجہ ہے کہ ہر اونگلی مین تین تین ٹکڑے ہین اور انگوٹھے مین دو اور چہرے مین
سات سوراخ کیون مقرر ہوتے۔ اور باقی بدن مین صرف دو ہی سوراخ کیون
رکھے گئے۔ اور کیا وجہ ہے اس بات کی کہ پشت کی ہڈی مین بارہ
گرہیان ہین اور گردن مین سات۔ اور کسواسطے آدمی کی گردن کی شکل میم
کی سی ہے اور دونون ہاتھون کی شکل حاے حطی کی سی ہے۔ اور شکم کی شکل میم
کی سی اور پانون کی شکل دال کی صورت پر کیون ہے تب ہی آدمی کی قامت
مین اون حروف کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے جو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع
ہین اور کسواسطے آدمی کا قامت الف کی طرح سیدہا ہے۔ اور رکوع مین لام کی
صورت پر ہو جاتا ہے اور سجدہ مین ہا بن جاتا ہے کہ مجموعہ ان تین حروف کا
وہ ہے جو لفظ اللہ مین موجود ہے۔ اور کسواسطے انسان کی ہڈیان اسقدر ہین
اور دانت کیون اسقدر واقع ہوئے۔ اور اسکی اعصاب رگین اور
رگون کی اتنی مقدار کیون ہے اسیطرح داعی تمام تشریح و اعضا کا ذکر کرتا ہے پہر
کہتا ہے کہ تم ہی نفس پر غور اور خیال کیون نہین کرتے ہو کہ تمہارا پیدا کرنے والا حکیم
اور علیم ہے اور اوسکے سب کام حکمت سے لبالب ہین۔ حالانکہ اوس نے
قرآن مین جا بجا غور کرنیکے واسطے تاکید فرمائی ہے چنانچہ فی الارض آیات
للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی زمین مین نشانیان ہین
یقین لانے والونکے لئے اور خود تمہارے اندر کیا تم نہین دیکھتے ہو دوسری
جگہہ فرمایا ہے سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم
انہ الحق یعنی اب ہم اونکو اپنے نمونے دنیا مین اور خود اونکی جانون مین دکھائینگے
جب تک کہ اونپر کھل جاوے کہ یہ حق ہے۔ اس قسم کی آیتین سراسر
دلالت کرتی ہین کہ خدا تعالے کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو اپنے اسرار مخفی جتلاوے
اگر تم متنبہ ہو جاؤ اور جان جاؤ تو تم سے سب حیرت زائل ہو جاوے
اور شبہہ اور شک مٹ جاوے۔ اور معارف سبقہ تم پر ظاہر ہو جاوین۔ کیا یہ
نہین خیال کرتے کہ تم اپنے نفوس سے بھی بیخبر ہو۔ حالانکہ خدا نے
فرمایا ہے من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی و اضل سبیلا

جو کوئی اس جہان میں اندھا ہے ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور گمراہ تر ہے۔ جب داعی دیکھتا ہے کہ مدعو کو تیری باتوں کی طرف رغبت ہوئی ہے تو اوس سے کہتا ہے کہ اے شخص جلدی مت کر خدا کا دین اعلیٰ ہے اس کے ماننے میں سے پہلے اہل آگاہ ہوں۔ بدون معاہدے کے آگاہ کرنا مناسب نہیں کیونکہ اللہ تعالی کی یہ عادت ہے کہ جس کو ہدایت کرتا ہے اوس سے اول عہد و پیمان کر لیتا ہے چنانچہ قرآن میں ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا یعنی جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا عہد اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم سے اور لیا ہم نے اون سے پختہ عہد اور فرمایا ہے وَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ یعنی بعضے ایمان والوں میں تو وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے اوس چیز کو جو عہد کیا تھا اللہ تعالے سے اور فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ یعنی اے ایمان والو پورا کرو قرار۔ اور فرمایا ہے وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا یعنی مت توڑو قسموں کو ان کی مضبوطی کے بعد اسی قسم کی آیات پڑھکر کہتا ہے کہ بیعت اختیار کرو اور ہم سے عہد استوار کرلو کہ ہرگز بیعت کو نہ توڑو گے اور ہرگز کسی پر افشا نہ کرو گے اور ہمارے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجھو گے جب مدعو نے بیعت کر لی تو اوس وقت داعی اوس کے مال میں سے بقدر حیثیت کچھ امام کی نذر میں مانگتا ہے۔ اگر مدعو دیدیتا ہے تو داعی کی مجلس میں بار دیگر حاضر ہو سکتا ہے اور نصیحت وغیرہ سننے کا مجاز ہوتا ہے ورنہ اوسکو بار نہیں ملتا۔

**دعوت دوم** جب مدعو سب باتیں پہلی دعوت کی تسلیم کر لیتا ہے اور مال بھی نذر کر دیتا ہے تو دوسری مجلس میں داعی اوس کو بار دیگر کہتا ہے کہ اللہ تعالے راضی نہیں ہوتا بدون طاعت کے اور جو کچھ مذکور ہو مقرر کیا ہے اوس کی بجا آوری سے جب تک ائمہ حق کی شناخت نہ کریں جن کو اللہ تعالے نے آدمیوں کی ہدایت کے لئے مقرر کیا ہے اور اون کو شریعت کی حفاظت دیا ہے

پھر اون امور کی تشریح کرتا ہے اور اپنے کلام پر دلائل لاتا ہے جو اس فرقے
کی کتب میں مفصل مذکور ہیں۔ جب داعی کو معلوم ہوا کہ مدعو کے دل میں ائمہ
کی طرف سے اعتقاد راسخ ہو گیا تو تیسری دعوت ارشاد کرتا ہے۔

**دعوت سوم** - یہ تیسری دعوت کی مجلس میں جب مدعو فہم ہوتا ہے تو
داعی کہتا ہے کہ ائمہ کل سات ہیں۔ حضرت علی حضرت حسن۔ حضرت حسین
حضرت زین العابدین حضرت محمد باقر۔ حضرت جعفر صادق اور ساتوین
قائم صاحب الزمان ہیں اور جاننا چاہئے کہ قائم میں اختلاف ہے بعض محمد مکتوم بن اسمٰعیل
بن امام جعفر صادق کو جانتے ہیں اور بعض اسمٰعیل بن جعفر کو جب دلائل اور
توجیہات سے مدعو کے دل میں ثابت ہو جاتا ہے کہ امام سات ہیں تو شیعہ
اثنا عشری کو بر خلاف سمجھتا ہے جو دوازدہ امام کے قائل ہیں اور داعی
بیان کرتا ہے کہ صاحب الزمان کو علم باطنی اور مخفی وہ کچھ حاصل ہے کہ
اوس سے زیادہ اور بہتر مخلوق کے پاس نہیں ہے اور وہی تاویل تفسیر قرآن اور
تاویل تاویلات کے ماہر ہیں اور یہ اوہمین کو تمام اسرار الہی کا علم ہے اور دعاة
ان کے وارث ہیں اور کوئی دعاة کی ہمسری نہیں کر سکتا اور داعی اپنے
ان بیانات پر بہت سی دلیلیں لاتا ہے جو اس فرقے کی کتب میں مذکور ہیں
جب داعی نے خیال کیا کہ میری تقریر نے اس کے دل میں اثر کیا تو دعوت
چہارم شروع کرتا ہے۔

**دعوت چہارم** - اس دعوت میں داعی بیان کرتا ہے کہ شرائع کے
مجید بھی سات ہیں۔ اور ہر ایک کو ناطق کہتے ہیں اور ہر ناطق کے شرائع کے
رواج دینے والے اور وصی بھی سات آدمی ہوئے ہیں جن کو صامت کہتے
ہیں۔ پہلا ناطق آدم ہیں جن کے صامت اول شیث علیہ السلام تھے
جب ان سب صامتوں کا زمانہ گذر چکا تو دوسرے ناطق نوح علیہ السلام
ہوئے جنہوں نے ناطق اول کی شریعت کو ایک قلم موقوف کر دیا ان کے صامت
اول سام تھے۔ تیسرے ناطق ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے صامت
یعنی صامت اول اسمٰعیل ذبیح اللہ تھے۔ ان کے بعد ناطق چہارم موسے

علیہ السلام ہوئے انکے وصی اول ہارون علیہ السلام تھے اور انکے بعد نوبت اور پانچویں ناطق عیسے علیہ السلام تھے اور اونکے وصی اول شمعون تھے اور ناطق ششم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اونکے وصی اول حضرت علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن امام حسین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر اسمٰعیل بن جعفر آخر حمو شان صامت منفصم ہیں ۔ ساتویں ناطق صاحب الزمان محمد بن اسمٰعیل ہیں کہ اونہیں پر جملہ علوم اولین و آخرین تمام ہوئے ہیں ۔ اور اونکی اطاعت میں ہدایت و نجات منحصر ہے جب اس ترتیب کو عمدہ عمدہ تقریروں کے ساتھ جو انکی کتب میں مذکور ہیں کو تلقین کردیتا ہے تو پانچویں دعوت آغاز کرتا ہے ۔

**دعوت پنجم** داعی اس میں کہتا ہے کہ ہر امام صامت کی ساتھ بارہ آدمی مطابق عدد مہینوں اور برجوں کے ہوتے ہیں کہ ہر ایک تحت کھلا ہے خدا نے انسان کے جسم کو زمین کی طرح پیدا کیا ہے ۔ اور چاروں انگلیوں کو جزائر کی طرح بنایا ہے ۔ ہر اونگلی میں تین تین ٹکڑے رکھے ہیں جو کل بارہ ٹکڑے ہوتے ہیں ۔ اور یہ بارہ ٹکڑے اونہیں حجتوں کی طرف اشارہ ہیں ۔ اور انگوٹھا باوجودیکہ انگشتان سے افضل اور اعلی ہے ۔ مگر اس میں سات گرہیں نباتی ہیں تو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس میں سات ناطقوں کی طرف اشارہ منظور ہے اور انکے آئمہ جانشین کیطرف بھی اشارہ ہے اور اسی اشارہ کی وجہ سے آسمان اور زمین اور دریا ہفتے کے دن اور کواکب سیارہ بھی سات سات ہیں جو عالم کے مدبر ہیں ۔ اور اسی سبب سے چہرے میں سات سوراخ رکھے ہیں ۔ جب داعی تقریر طویل کے ساتھ اس مطلب کو بھی اوسکے ذہن نشین کردیتا ہے تو دعوت ششم شروع کرتا ہے ۔

**دعوت ششم** اس میں آیات قرآنی کی تفسیر کرتا ہے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور خمس اور حج اور جہاد اور طہارت وغیرہ امور مختلفہ شرعیہ کے قاعدے اور طریقے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ امور میں کے واسطے مصلحت اور سیاست عام کے جاری کئے گئے ہیں تاکہ انہیں مشغول ہو کر

آپس میں فتنہ وفساد نہ پھیلائیں اور حاکم وقت کی حکومت اور تابعداری سے
انحراف نکریں ورنہ فی الحقیقت روزہ سے مراد امام کی دوستی ہے۔ اور تیمم
سے مراد یہ ہے کہ امام کی غیبت میں حجت سے ضروریات کا اخذ کرنا اور
احکام عبادت ہیں ان کے ظاہر کر دینے سے ایسے شخص کے سامنے جو اپنا
ہم مذہب نہو بغیر قصد ہدایت کے۔ اور صوم سے مراد امام کے اسرار کی
حفاظت ہے اور زنا اسرار دین کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور غسل سے عقود
تجدید عہد و پیمان ہے اور زکوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ امورات دینی سیکھکر نفس
کو پاک کرنا اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز جماعت کی ساتھ ادا کرنے سے
یہ مراد ہے کہ امام معصوم کی متابعت کرے۔ اور زکوٰۃ سے یہ مطلب ہے کہ اپنے
مال سے خمس امام کو دے اور کعبہ سے مراد پیغمبر علیہ السلام ہیں اور باب سے حضرت علی
اور صفا سے مراد نبی علیہ السلام اور مروہ سے وصی اور احرام باندھنے لبیک
کہنے سے یہ مراد ہے کہ امام کی دعوت کو قبول کرے اور خانہ کعبہ کا سات بار
طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ آئمہ سبعہ سے دوستی رکھے اور جنت سے مراد
بدن کو تکلیف سے بچانا ہے۔ اور دوزخ سے مراد بدن کو مشقت اور
تکالیف میں ڈالنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جب اسکے دل میں یہ باتیں جم جاتی ہیں تو
داعی فلسفے کی باتیں شروع کرتا ہے اور اقوال افلاطون و ارسطو و فیثاغورس وغیرہ
کو دلائل عقلی کے ساتھ سمجھاتا ہے۔ اور جب یہ مطالب بھی ذہن نشین ہو
جاتے ہیں تو اپنا مقصد انکو [illegible] ساتویں دعوت شروع کرتا ہے۔

**دعوت ہشتم** اس میں کہتا ہے کہ صاحب ولایت اور ناصر شریعت
کے لئے یہ مددگار اور مصاحب کی ضرورت ہے تاکہ صاحب ولایت جو کچھ ارشاد
کرے یہ مددگار اس بات کو دوسرے آدمیوں کو سمجھاوے کیونکہ ان میں سے
ایک بجائے اصل کے ہوتا ہے اور دوسرا اسکی نقل ہوتا ہے اور تقریر اسکی
یہ ہے کہ مدبر عالم اصل ترتیب اور نظام عالم ایک ہی ہے۔ اور جو کچھ مدبر
عالم سے پہلے بلا واسطہ و بلا سبب صادر ہوا ہے وہ بھی ایک ہی جسکو عقل
کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور صادر اول بھی کہتے ہیں۔ اسلئے کہ پہلی مرتبہ

صادر ہوا ہی اور سب سے اول پیدا ہوا ہے اوسے عقل اول بھی بولتے ہین۔
چنانچہ اس مطلب کی طرف قرآن و حدیث مین کئی جگہ اشارہ ہوا ہے
انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنی اوس کا حکم
یہی ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اوس کو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ
ہو جاتی ہے۔ اس آیت مین اول فی الرتبہ کی طرف اشارہ ہے اور دوسری آیت
کی طرف اس آیت مین اشارہ فرمایا ہے انا کل شئی خلقناہ بقدر یعنی
ہم نے ہر چیز کو پہلے اوس کا اندازہ کر کے پیدا کیا ہی۔ اور اس حدیث مین بھی
آنحضرت نے عقل کی جانب جسے ابتدا اللہ تعالے سے صدور پایا ہے
اشارہ کیا ہے ان اول ما خلق اللہ القلم یعنی تحقیق اللہ تعالے نے جو چیز
کہ اول پیدا کی ہے وہ قلم ہے۔ قلم سے مراد عقل اول ہی اور اس قسم کی بہت سی
باتین ہین جو ان لوگون کی کتب مین مشرح ہین اور در اصل یہ قول فلاسفہ
یونان کے علماء سے ماخوذ ہے جنکی رائے یہ ہے کہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد
یعنی ایک سے صادر نہین ہوتا مگر ایک ہی جب دعوت تمام ہو جاتی ہے تو داعی
دعوت ششم شروع کرتا ہے۔

**دعوت ششم** اس دعوت مین داعی کہتا ہے کہ ان دونون
ذاتون مین ایک مدبر الوجود ہی اور دوسری اوس سے صادر ہوئی ہے
اس طور کا تقدم دتا خر ہوتا ہے جیسے کہ علت کو معلول پر تقدم ہے خلاصہ یہ ہے
کہ سابق یعنی مدبر الوجود علت ہی اور لاحق یعنی صادر اول معلول ہے اور مدبر
الوجود نے موجودات کو سب سے اول پیدا کیا ہے اوسی سے عالم کی تمام چیزین
پیدا ہوئی ہین۔ اسطرح کہ مدبر الوجود یعنی اللہ تعالے نے عالم اعلوی کو بغیر اعلی
ابتدائے امر کے ذریعہ سے عقل کامل کو جسکو عقل کلی اور عقل اول اور اول موجود اور
صادر اول بھی کہتے ہین پیدا کیا۔ اور پھر اوس کے ذریعہ سے نفس ناقص کو جسے
نفس کلیہ اور نفس اول بھی کہتے ہین پیدا کیا۔ جب نفس کو عقل سے کمال حاصل
کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہوا پس نقصان سے کمال کی جانب نفس نے
حرکت کی۔ مگر بدون آلے کے حرکت پوری نہین ہو سکتی تھی۔ اس لئے اجرام

عقل کلی پیدا ہوئے انکے نفس سے حرکت دوری کرائی اور اجرام فلکی کے حرکات کے
سبب سے اربعہ عناصر کی طبیعت پیدا ہوئیں اور اربعہ عناصر کے ذریعہ سے مرکبات
یعنی نباتات اور جمادات اور حیوانات پیدا ہوئے اور اون سب مرکبات میں
افضل اشرف انسان ہوا ایسا کہ آپ ہیں۔ خدا تعالیٰ کے تعقل کرنے
کی استعداد ہی اور عالم علوی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جبکہ عالم علوی میں
عقل کامل کلی اور نفس ناقص کلی موجود ہیں جن سے کائنات کو ایجاد کیا ہے
تو عالم سفلی میں بھی ایسی عقل کامل کا ہونا ضرور ہے جو نجات کا وسیلہ ہو اور
اصطلاح شرع میں اسی عقل کامل سفلی کو رسول کہتے ہیں۔ اور رسول کی بنیاد
میں ایک نفس ناقص نجات کے طریقے بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے جسکو
اس باب میں رسول کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے جو نفس کلیہ کو عقل کلی کے
ساتھ کائنات کے ایجاد کرنے کے بارے میں نسبت ہوا کرتی ہے۔ اس نفس کو
جو رسول کا نائب ہوتا ہے امام اور رسول کا وصی کہتے ہیں اور جیسے اجرام افلاک
کو عقل اول اور نفس اول نے حرکت دیتے ہیں۔ اسی طرح رسول اور امام انسانوں کے
نفوس کو نجات کی طرف حرکت دیتے ہیں۔ مگر ان اسماعیلیہ کے ہاں مبدأ الوجود
یعنی الله تعالیٰ کے لئے نہ کوئی نام ہے نہ نشان نہ بیان نہ صفت اور نہ اوس کو
الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں پس انکے زعم میں خدا نہ موجود ہے نہ معدوم نہ
عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز وغیرہ وغیرہ کیونکہ ان کا زعم ہے کہ ان کے اوصاف
کے ثابت کرنے سے خدا کی مشارکت موجودات کے ساتھ لازم آجاے گی۔
اور ان اوصاف کی اوس ذات پاک سے نفی کرنے سے تعطیل لازم آتی ہے
اسلئے یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ قدیم ہے وہ خدا کا امر یعنی کلمہ کن ہے اور جو کچھ حادث ہے
وہ مخلوق ہے اور اوسکی تقریر کی مثال کے واسطے یہ کہتا ہے کہ یہ دوسرا
جیسے عقل اول کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اعمال ذات میں مبدأ الوجود کی اتباع اختیار
کرتا ہے یہاں تک کہ یہ مبدأ الوجود کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے اسی طرح الا ہے
[illegible] اور وصی بھی کہتے ہیں اپنے اعمال سے عقل رسول کی پیروی کر کے مقبول
[illegible] جیسے ناطق بھی کہتے ہیں مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اور وہ نفس [illegible]

تفاوت نہیں رہتا اسی طرح داعی وصی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے
عالم کے کاروبار اسی طریق پر جاری ہیں۔ اس کے بعد داعی کہتا ہے کہ رسول
کا معجزہ یہی چیزیں ہیں جنسے انسانوں کی سیاست کا کام متعلق ہے۔ سوا
اس کے کچھہ نہیں اور انتظام عالم کیلئے ضرورت ہے۔ زمین و آسمان جواہر
و اعراض کی حقیقتیں بیان کرتا ہے کبھی ایسی وضاحت کے ساتھہ کہ لوگ
اوسے سمجھہ لیتے ہیں۔ اور کبھی ایسی رمز کے ساتھہ کہ علماء بھی اوس کے
ادراک سے عاجز آتے ہیں۔ اور اسی تدبیر کے ساتھہ رسول کی شریعت
کو انتظام حاصل رہتا ہے۔ اور آدمی اوسے مانتے ہیں۔ اور داعی کہتا ہے کہ
قیامت اور ثواب و عذاب کے معانی کچھہ اور ہی ہیں جو عام طور پر ہر ایک
کی سمجھہ میں آنا دشوار ہیں اور وہ یہ ہے کہ کواکب کے دور ختم ہوکر دوسرے
دورے شروع ہو جاتے ہیں ورنہ سیارات اور ثوابت میں کسی طرح کون
و فساد نہیں آسکتا انکی طبائع برباد ہو سکنے اور فنا ہونے سے بری ہیں
پس قیامت کے یہ معنی کسیطرح درست نہیں ہیں کہ اجرام علوی فنا ہو جاینگی
اس کے بعد داعی دعوت نہم شروع کرتا ہے

**دعوت نہم** یہ دعوت سب دعوات کا نتیجہ ہے۔ جب داعی مدعو
کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے تو اسے ہدایت کرتا ہے کہ فلاسفہ یونان
کی کتابیں پڑھا کرے اور علوم الہی و طبعی کا مطالعہ کرتا رہے جب داعی سمجھہ لیتا ہے
کہ مدعو کو فلاسفہ کے اقوال سے خوب واقفیت حاصل ہو چکی تو اب داعی اپنے
رازوں کو کھولنا شروع کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جو کچھہ ہمنے اصول و حدود
سے اب تک اطلاع دی ہے۔ یہ سب رموز و اشارات ہیں طرف معانی
و مبادی اور انقلاب جواہر کے اور وحی نفس کی صفائی کا نام ہے
اور رسول یا نبی کا کام یہ ہے کہ جو بات اوس کے دل میں آتی ہے
اور اوسے بہتر معلوم ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کو بتا دیا کرتا ہے۔ اور اس کا
نام کلام الہی رکھ لیتا ہے۔ تاکہ لوگوں کے دلوں میں یہ قول اثر کر جاتی
اور وہ اسے مان لیں تاکہ سیاست اور مصلحت عام میں انتظام رہے

اور جب باطنی کی حقیقت یہ ٹھیری تو اوس کے تمام اقوال پر عمل کرنا کیا ضرور
اور جن تعلیمات پر عمل کرنا چاہتے جو انکی مصلحت اور حاجت کے مناسب ہو
بلکہ عارف کے واسطے تو نبی کے کسی قول پر عملدرآمد اور پابندی ضرور نہیں
اوس کے لیے صرف معرفت ہی کافی ہے - کیونکہ معرفت ہی اصل الاصول ہی
اور سب کمالات کی انتہا اسی کی طرف ہے - اور جو کچھ عبادت اور اعمال کی
پابندیاں مقرر ہیں وہ کافروں کے واسطے واجب ہوئی ہیں - جو معرفت سے
آشنا نہیں ہوتے اور عارف کے حق میں یہ باتیں بالکل عبث اور بار گران
ہیں - اور اقسام معرفت سے ان لوگوں کے نزدیک ایک یہ ہے کہ انبیا
ناطق صاحب شرائع واسطے سیاست عام کے مقرر ہیں اور جن انبیا کے
پاس حکمت خاص ہے وہ فلاسفہ کی جماعت ہے اور عالم کا وجود روحانی ہے
اور جو کچھ ریاضت کتب معاشقہ کے مطالعہ میں کیجاتی ہے یہی ناظر کو امام
تک پہنچاتی ہے - اور امام کے ظہور کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کے ذریعے سے
اوس کے احکام امر و نہی جاری ہوں نہ یہ کہ امر و نہی کا ظہور بعینہ امام معصوم
[illegible] ظاہر ہے -

## سلاطین علویہ کے مختصر حالات ذیل میں درج ہیں

### عبیداللہ الملقب مہدی باللہ

تواریخ سے بہت اختلاف کے بعد یہ بات ثبوت کو پہنچی ہے کہ عبیداللہ مہدی
کے دادا اہواز اور بصرہ اور سلمیہ میں آئے - لوگوں کو تشیع اور اہل بیت کی
طرف بلانے لگے - اوسکے انتقال کے بعد مہدی کے باپ قائم مقام ہوئے
اور انھوں نے رستم بن حسین کو یمن کی طرف بھیجا کہ وہ لوگوں کو امامیہ کے
مذہب کی طرف دعوت کرے اور رستم نے ایک شخص ابو عبداللہ شیعی کو بہت
مال و اسباب دیکر رعایاے افریقہ کو اسی مذہب کی دعوت کے لیے بھیجا

عبد اللہ کے باپ نے جب سلمیہ میں انتقال کیا تو اپنے بیٹے کے واسطے خلافت
ونیابت کی وصیت کردی اور دعاۃ کا حال اور پتا بتا دیا۔ عبد اللہ نے اپنا
لقب مہدی باللہ کہا اور خلفاے عباسیہ کے خوف سے سوداگروں کے
بھیس میں مصر ہوتے ہوئے افریقیہ میں طرابلس کی طرف بھاگ گئے۔ سجلماسہ
کے حاکم یسع بن مدرار نے زیادۃ اللہ گورنر افریقیہ کے حکم سے اونکو گرفتار کرلیا۔
مگر ابو عبد اللہ شیعی کی کوشش سے زیادۃ اللہ کی قوت برباد ہوگئی اور ابو عبد اللہ مسلط
قابض ہوگیا۔ اور اوس نے سنہ ۲۹۶ ہجری میں سجلماسہ پہنچکر مہدی اور اون کے
بیٹے محمد کو قیدخانے سے نکالا اور دونوں کو سوار کرا کے پیدل اور قبائل کے تمام
سردار اونکے آگے آگے چلتے تھے۔ ابو عبد اللہ مہدی کی طرف اشارہ کرکے کہتا
تھا کہ تمھارے مولا یہی ہیں مہدی فرط خوشی سے رو رہے تھے۔ سنہ ۲۹۷ ہجری تک
مہدی سارے افریقیہ کے شہروں کے مالک ہوگئے اور خلفاے عباسیہ
کی حکومت سے وہ ملک نکل گیا جب اونکی بادشاہت جم گئی تو تمام معاملات سلطنت
بذات خود انجام دینے لگے۔ ابو عبد اللہ شیعی اور اوس کے بھائی ابو العباس کو
بیدخل کر دیا۔ چونکہ ترک عادت طبع سے سخت ہے۔ یہ امر اونکو ناگوار گذرا۔ ابو العباس
اپنے بھائی کو ملامت کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ تم نے بادشاہت اپنے ہاتھ سے
نکالکر غیر کو سونپ دی۔ ابو عبد اللہ شیعی بھائی کو سمجھاتا تھا کہ ایسی بات منہ سے
مت نکال یہانتک کہ مہدی کو خبر لگی کہ وہ سرداران قبائل سے یہ کہتے ہیں کیا
مہدی وہ مہدی ہیں کہ جنکی طرف ہمنے تمھیں بلایا تھا۔ مہدی نے دونوں کو
بلا کر سنہ ۲۹۸ ہجری میں اور بقول بعض سنہ ۲۹۹ ہجری میں قتل کر ڈالا۔ سنہ ۳۰۰ ہجری میں
مہدی نے سرزمین قیروان تک۔ افریقیہ میں کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کرکے
اوس کا نام مہدیہ رکھا۔ جام جم کے صفحہ ۷۵ کے باب ۱۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
شہر قلعہ دونوس میں واقع ہے۔ بلاد افریقیہ میں مہدی کی حکومت نے بڑی قوت پکڑی
نسب اسمٰعیلیہ کا چرچا ہونے لگا اونکے داعی زمین مصر کی طرف پہیل گئے۔
اور بہت خلق کثیر نے اونکی دعوت قبول کی۔
تاریخ ابو الفدا میں مرقوم ہے کہ قاضی ابو بکر باقلانی کہتے ہیں کہ مہدی باللہ

باطنیہ کا عقیدہ رکہتے تھے۔ علما کو قتل کراتے تھے۔ اس خیال سے کہ اونکی
مخالفت پر لوگون کو وعظ و نصیحت نکرین ہمیشہ اصحاب و ازواج رسالتمآب
کی ہجو کیا کرتے تھے۔ سواے حضرت علی اور مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر
اور سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری کے اور کہتے تھے کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد
تمام صحابی مرتد ہو گئے تھے۔ سوا ان پانچ تن کے اور فقہا کو حکم دیدیا تہا
کہ سواے اوس مذہب کے جو اون کا جاری کیا ہوا تہا دوسرے مذہب پر فتوی
دین اون کا مذہب یہ تہا کہ بیٹی پوری میراث کی وارث ہوجاتی ہے اور طلاق
باتہ سے عدت ساقط ہو جاتی ہے۔ اونہون نے افریقیہ مین جاکر یہ دعوے
کیا کہ مین امام ہون اور کبہی مصلحت کے طور پر یہ بھی کہتے تھے کہ امام کے ظہور
کا وقت قریب ہے اور یہی ابتدا مین اہل کوفہ و عراق کے سامنے بیان کیا کرتے
تھے اور کہتے تھے کہ مین امام کا داعی ہون امام جلدی ظاہر ہوا چاہتے ہین
مہدی نے ۲۴ برس حکومت کرکے باسٹھ برس کی عمر مین ۳۲۲ھ مین انتقال
کیا اور مہدیہ مین مدفون ہوئے۔ مولف تاریخ گزیدہ کہتا ہے کہ مہدی مغربی پانچ
سال مہدی اثنا عشری سے چہوٹے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ مہدی مغربی ۲۶۰ھ
مین پیدا ہوئے تھے اور مہدی اثنا عشری کی ولادت ۲۵۵ھ ہجری مین ہے۔

## ابو القاسم محمد الملقب قائم بامر اللہ مہدی

باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوئے اونکے وقت مین ابو یزید خارجی ایک
معمولی آدمی نے خروج کیا اور ان کو شکست دی۔ تونس اور قیروان اور رقادہ
فتح کر لیا اور قائم مہدیہ مین محصور ہو گئے۔ حالت محاصرہ مین بیمار ہوئے
اور مہدیہ مین شوال ۳۳۴ ہجری مین مرے۔ بارہ سال حکومت کی۔

## ابو طاہر اسمعیل الملقب منصور قوۃ اللہ بن قائم

پسر بڑے شجاع تھے تخت پر بیٹھکر انہون نے ابو یزید کو بہگا دیا اور خود اوس کے
تعاقب مین سوڈان تک گئے اور اوس کا پیچھا نہ چھوڑا یہان تک کہ ۳۳۶ھ

ہجری میں وہ گرفتار ہوا اور اوسکی کھال نکلوا کر بھس بھروا دیا گیا۔ انہوں نے
شوال کی آخری تاریخ کو ۳۴۱ھ ہجری میں سات سال حکومت کر کے ۳۹ سال
کی عمر میں انتقال کیا۔

## ابو تمیم معد الملقب معز لدین اللہ بن منصور

سلطنت نے ان کے زمانے میں عروج پایا اور ۳۵۸ھ ہجری میں ابو الحسن جوہر
نامی اپنے والد کے غلام کی کوشش سے خود ذات سے فوراً خشیدی والی مصر
کے مصر کے مالک ہوگئے جہاں جوہر نے قاہرہ آباد کیا اور اپنا لشکر شام کی طرف
روانہ کیا تمام ممالک افریقہ و مصر و بعض بلاد شام میں بھی مذہب پھیل گیا۔
معز نے مصر کو اپنا دار الخلافت قرار دیا اور پھر یہ ابتک سلاطین اسماعیلیہ کا یہی
دار الحکومت رہا۔ ۱۹ ربیع الآخر ۳۶۵ھ ہجری روز جمعہ کو راہی ملک آخرت ہوئے
۲۳ سال ۵ ماہ حکومت کی ۴۵ سال کی عمر پائی۔

## ابو منصور نزار الملقب عزیز باللہ بن معز

عضد الدولہ دیلمی سے انہوں نے مراسلت جاری کی شام سے اندلس
تک تمام ممالک مغربی پر ان کا قبضہ تھا انہوں نے ایک یہودی کو وزیر شام
میں تعینات کیا اور ایک مسیحی عالم کو [illegible] مقرر کیا۔ لیکن پھر اپنی بلاد
پر متشدد ہوئے۔ رمضان ۳۸۶ھ ہجری میں مر گئے۔ ۴۲ سال کی عمر پائی
۲۱ سال خلافت کی۔

## ابو علی منصور الملقب حاکم بامر اللہ بن عزیز

یہ بڑے متشرع بادشاہ تھے انہوں نے عورتوں کے پردے میں سختی کی
مسکرات کی خرید و فروخت بند کرادی ان کے وقت میں انتظام [illegible]
قاہرہ میں مسجد ازہر انہیں کی بنوائی ہوئی ہے۔ لیکن [illegible]
لکھتے ہیں۔ اور ان کی سختیوں کو حد درجہ [illegible]

حکم دیا کہ کوئی یہودی اور نصرانی گھوڑے پر سوار نہو گدھے اور خچر پر سوار ہو
مگر گدھے کی رکاب استعمال نکرے اور یہودی چند گھونگرو لٹکائے رہے اور
حمام میں جاوے تو پانون مین گھنگرو ڈالے رکھے تاکہ مسلمانون سے امتیاز رہے
انسائکلوپیڈیا مطبوعہ ۱۸۷۷ء کی جلد ساتوین کے صفحہ ۴۸۳ و ۴۸۴
مین لکھا ہے کہ حاکم بامر اللہ کا زعم یہ تھا کہ وہ خدا سے تعالیٰ سے براہ راست
گفتگو کرتے ہین بلکہ عقل الٰہی کے اوتار ہین اونہون نے اپنے دعوے کا
سنہ۴۰۸ ہجری مین قاہرہ کی مسجد مین اظہار کیا اور اسمٰعیل درازی کی شہادت
مین نئے طریقہ مذہب کی لوگون نے اتنی مخالفت کی کہ درازی کو جان
بچانے کی غرض سے بہاگنا پڑا۔ لیکن وہ اپنے معبود حاکم بامر اللہ کی علیحدگی
کے زمانے مین اون کا وفادار رہا اور لبنان کے نادان دروز لوگون کو
اس مذہب مین لانے مین کامیاب ہوا۔ دروز کے اقوال کے بموجب سنہ۴۰۷
ہجری مین یہ مذہب قبول کیا گیا ہے۔ اس عرصے مین حاکم بامر اللہ اپنی
خدائیت کے دعوے کے منوانے کی کوشش کرتے رہے حسن ابن حیدر فرغانی
کی حمایت ناکامیاب ثابت ہوئی لیکن سنہ۴۰۸ ہجری مین ایک اچھا داعی
اس مذہب کا ظاہر ہو گیا یعنی حمزہ بن علی بن احمد وہ ایک ایرانی تھا اور وہ
حاکم کا وزیر ہو گیا اوسنے صورت اور مادہ اس نئے مذہب کو عطا کیا۔ اور اپنی
ہوشیارانہ کوشش سے اس مذہب کے مختلف اصولون کو موجودہ فرقون کے
توہمات سے ملانے مین کامیابی حاصل کی اور اس طرح بہت سے آدمی
مذہب مین شامل ہو گئے۔

خلیفہ کو یہ معلوم ہوا کہ میری بہن کی سپہ سالار سے آشنائی ہے اسلئے دونون
کو سزا دینا چاہا۔ سپہ سالار نے اونکے ارادے سے مطلع ہو کر اپنی آشنا
کی سازش سے کچھ آدمی گھات مین لگا دیے جنہون نے سنہ۴۱۱ ہجری مین
خلیفہ کو شہید کر دیا ۳۶ سال کی عمر پائی ۲۵ سال حکومت مگر حمزہ نے
یہ بیان کیا کہ وہ صرف کچھ عرصہ بسر کرنے کے واسطے چلے گئے ہین۔
اور اونکے حامیون کو تسلی دی گئی کہ وہ اونکی کامیابی کے ساتھ لوٹنے کی

اسکے کمین درازی جو حمزہ سے منحرف ہو گیا تھا خود اس مذہب کی دعوت کرنا چاہتا
اوسکو حمزہ نے کافر ظاہر کیا اور دروزی بھی اوسکو لعنت کرنے لگے۔
مذہب کی اشاعت میں حمزہ کے دو کمک اسمعیل بن محمد تمیمی اور محمد بن وہب
اور ابوالخیر سلامہ بن عبد الوہاب سامری اور مقتنا بہاء الدین نامور ہوے
الخصوص آخر الذکر اپنی تصانیف کی وجہ سے قسطنطنیہ سے ہندوستان
کی حکومت ہو رہا دو خطوط بنام سلطان قسطنطین بن ...
مسیحا الحق فیصلہ کو سن رکھے ہیں اور ان میں دروز امر کے ثابت کرنے کی کوشش
کی ہے کہ مسیح حمزہ کی شکل میں دوبارہ ظاہر ہوا ہے۔ یہ لوگ دروز اپنے آپکو
موحد کہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ہے اوس کی تعریف نہیں
ہو سکتی اوس کا مقام نہیں وہ ملحق نہیں کر سکتا اوس نے بذات خود اوسنے
اپنے آپ کو دنیا میں مختلف اوتاروں کی صورت میں سلسلہ وار ظاہر
کیا جنکی تعداد قریب ستر کے پہونچی ہے۔ اون میں حضرت علی ثالث عشرت
اور حضرت محمد شامل ہیں اور آخری اون میں قائم بامر اللہ میں اور دس
نام بھی دروز کی تاریخ ہیں۔ (۱) حضرت علی بن ابی طالب (۲) البار (۳) علیا
(۴) معل (۵) قائم (۶) معز (۷) عزیز (۸) ابو زکریا (۹) منصور
اب کوئی اوتار ظاہر نہیں ہو سکتا۔ حاکم کی صورت میں خدا نے آخری دفعہ
ظہور کیا اور رحم کا دروازہ ۴۰۸ھ سے ہمیشہ کے لیے بند
ہو گیا جبکہ اس زمین کی تجلیوں کی انتہا کو پہنچ گئی تو حاکم دنیا کو
فتح کرنے اور اپنے مذہب کو فروغ دینے کے واسطے ظاہر ہوگا۔ خدا کی مخلوقات
میں سے پہلی مخلوق عقل الٰہی ہے جس نے حمزہ کی صورت میں آخری دفعہ ظہور
کیا۔ باقی دوسرے درجے کی ادنیٰ مخلوقات کو اسی نے بنایا ہے۔ خدا
تعالیٰ سے براہ راست تعلق صرف عقل الٰہی کو ہے۔ عقل الٰہی کے

---

۱۔ ... قول ہے کہ ... سال حکومت کی تھی اور دوسری کتاب
سے ۷۰ سال کی حکومت ثابت ہے ۱۲

ایک درجے میں یہ چار مخلوقات روحانی ہیں۔ عقل۔ نفس۔ کلمہ [illegible]
یہ چاروں عقل الہی سے [illegible] کے تحت میں پیدا ہوئے ہیں اور
یہ چاروں مخلوقات بالترتیب اسماعیل تمیمی۔ محمد بن وہاب۔ سلمہ بن [illegible]
اور بہاء الدین کی شکل میں ظاہر ہوئیں۔ اور ان سے بھی [illegible]
روحانی [illegible] ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ انسانوں کی
تعداد نہ گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے۔ اور ایک باقاعدہ تناسخ کا سلسلہ
جاری ہے انسانوں کی روحیں مرنے کے بعد چینی دروزوں کی شکل میں منتقل ہوتی ہیں
اور بد روحیں [illegible] کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگلے زمانے [illegible]
[illegible] اور ان کی [illegible] اور [illegible] باطنی [illegible] چاہئے
اور [illegible] میں داخل ہونے [illegible]۔ اسلئے اپنا مذہب
[illegible] پوشیدہ رکھنا چاہئے۔ اور غرض اس چھپانے سے یہ ہے کہ [illegible]
[illegible] کسی خطرے کا باعث ہوں اور اسی احتیاط کی
وجہ سے ان کو یہ اجازت ہے کہ ظاہری طور پر وہ کسی مذہب میں ہونے کا اظہار
کر سکتے ہیں جو کہ ان کے قرب و جوار میں عام طور پر رائج ہو چنانچہ اسی آخری
اصول کی وجہ سے وہ مسلمانوں کی نمازوں میں بھی شریک ہو جاتے ہیں اور عیسائیوں کے
گرجاؤں میں بھی [illegible] رسم و رواج میں حصہ لیتے ہیں۔ حمزہ کے سات حکموں
کی پابندی لازم ہے (۱) پہلا اور بڑا حکم یہ ہے کہ بول چال میں سچائی
اختیار کرنا چاہئے لیکن صرف دروز کو دروزوں کے ساتھ (۲) [illegible]
کی حفاظت کے لئے ہوشیار رہنا چاہئے (۳) [illegible] دوسرے مذہب سے
علیحدہ رہنا چاہئے (۴) جو لوگ [illegible] کی [illegible] کرنی چاہئے
(۵) ہر وقت خدائے تعالیٰ کے ہونے کا اقرار کرنا چاہئے (۶) [illegible]
مرضی پر کامل بھروسہ رکھنا چاہئے (۷) خدا کے احکام کی [illegible]
کرنی چاہئے۔

اور دروز کا عقیدہ یہ ہے کہ عبادت خدائے تعالیٰ کے ساتھ ایک قسم
کی گستاخانہ [illegible] ہے۔ اور انسانی [illegible]

مجبور نہین ہی - بلکہ اوس کو بالکل قدرت اور آزادی حاصل ہے اپنے عقاید
کو عام لوگون سے پوشیدہ رکھنے کے اصول پر سختی سے متحکم رہنا چاہیے
بلکہ مذہب کے خاص خاص راز اپنے ہم مذہبون مین سے سوا خاص خاص
آدمیون کے عام آدمیون کو بھی نہ بتانا چاہیے - اور یہ خاص خاص لوگ
جنکے واسطے اسرار مذہب بتانے کی اجازت دی گئی ہے عاقل کہلاتے ہین
جو کہ عربی لفظ عقل سے نکلا ہے اور ان عاقلون کے علاوہ باقی تمام
دروس خواہ کسی درجہ کے ہون جاہل کہلاتے ہین بالغ آبادی مین سے پندرہ
فیصدی عاقل ہوتے ہین - ہر کوئی دروس خواہ مرد ہو یا عورت عاقلون
کے حلقہ مین شامل ہو سکتا ہے جو کہ اس بات کی مرضی ظاہر کرے کہ اس جماعت
کے قوانین کی پابندی رکھیگا - اور ایک سال تک آزمایش مین پختہ رہکر یہ دکھلاوے
کہ اوس کے ارادے پختہ اور عقیدے مضبوط ہین عاقلون کے درمیان مین
کوئی قاعدہ درجون کے امتیاز کا نہین ہی اور اگرچہ امیر بشیر شہاب نے عاقلون کا
ایک شیخ مقرر کیا تھا لیکن اس شیخ کو باقی عاقلون پر کوئی خاص
فوقیت حاصل نہین ہوتی تھی - بلکہ اونکا اثر زہد و تقوے اور قابلیت کی وجہ
شہرت پر منحصر ہے اور ہر ایک عاقل کو تمباکو اور شراب سے بچنا پڑتا ہے اور
اونکے عبادت خانے خلوت خانے کہلاتے ہین اور ہر ایک مین ایک
عبادتخانہ ایسا ہے کہ جسمین ایک چراغ رات دن جلا کرتا ہے دروس
اپنی مذہبی خاص رسم کے وقت دوسرے مذہب والون کو آنے نہین دیتے
اور جب کوئی ایسا آدمی آجاتا ہے تو اوس وقت قرآن خوانی کرنے لگتے ہین
ان کے عقاید کا ماخذ باطنیہ ہندو مذہب اور اسلام کے عقاید ہین اور انکو یقین
ہے کہ یہ چین سے آئے ہوئے ہین اور اب بھی چین مین ان کے ہم
مذہب موجود ہین - بالفعل چین مین کوئی دروس نہین ہے اور چینیون سے
انکی شکل و شباہت ملتی ہوئی ہے -

## ابو الحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ حاکم

یہ بڑے نیکنام بادشاہ تھے۔ انکی نیکنامی سنکر عمائد خراسان حج کرکے لوٹے
تو مصر سے ہوکے آئے اور وہان سے خلعت لائے۔ محمود غزنوی کو اسکی خبر
لگ گئی اوسنے فوراً قادر باللہ خلیفہ بغداد کو مطلع کیا حجاج ابھی مصر سے لوٹکر
بغداد ہی مین ٹھیرے ہوئے تھے کہ خلیفہ نے انسے بازپرس کی اور خلعت
کے کپڑے جلائے گئے۔ طاہر نے سپہ سالار اور اپنی پھوپھی کو مروا ڈالا تھا
یہ خلیفہ شوال ۴۲۷ھ ہجری مین مرے ۳۳ سال کی عمر پائی۔ ۱۶ سال
حکومت کی۔

## ابو تمیم معد الملقب مستنصر باللہ بن ظاہر

ابوالفدا نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ مستنصر کے عہد مین اونکی والدہ حکمرانی
مین اونپر غالب تھین آخرکار ناصر الدولہ نے زور باندھ کر مستنصر کی والدہ کو قید
کر دیا اور حکمرانی کے عوض اونکو پچاس ہزار دینار دئے اور مستنصر کو اونکی اولاد
اور بی بی سے علیحدہ کرکے قید کرلیا اور اونکی یہانتک تحقیر و تذلیل کی کہ اونکی
شان و شوکت مین بٹہ لگ گیا مستنصر کی یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک مسند پر
بیٹھے رہتے تھے اور اسکے سوا کچھ اونکے پاس نہ تھا آخرکار ناصر الدولہ کو
دو سپہ سالارون نے مار ڈالا اور ۴۶۶ھ ہجری مین فوج کے ایک سردار نے
جسکا نام بدر جمالی ہے از سرنو مستنصر کا اقتدار جمایا اور تمام سلطنت کی
نیابت بدر کے لئے تھی۔ ۴۸۷ھ ہجری مین بدر نے انتقال کیا تو اوسکا
بیٹا نائب سلطنت ہوا مستنصر ایسے صابر و شاکر تھے کہ اونپر بڑی بڑی
مصیبتیں اور سختیان پڑین تمام مال و اسباب اور خزانہ اونکا دوسرون کے
تصرف مین آگیا۔ سوائے ایک مسند کے جسپر بیٹھے رہتے تھے اونکے پاس
کچھ باقی نہ رہا۔ مگر اونھون نے صبر کو ہاتھ سے نہ دیا۔ مستنصر نے ۴۸۷ھ ہجری مین
رحلت کی ۶۷ سال کی عمر پائی ۶۰ سال حکومت کی تاریخ گزیدہ مین مسطور ہے
کہ مستنصر کو نشہ جنون پورا پورا تھا۔ چنانچہ سپہ سالار [illegible] امرات کو ہاون
مین اسپوا کر پانی مین بہا دیتے تھے اور نہایت [illegible] ماہ کی تنخواہ [illegible]

نہین دیتے تھے یہانتک کہ تمام لشکر سپاہ نے اونپر بلوا کردیا اور اونکو پکڑکر
چڑھی ہوئی تنخواہ وصول کی۔ مگر ناصر خسرو اپنے سفرنامے مین اونکی فیاضی
کی بڑی تعریف کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ رعایا کو سلطان پر بیشمار اعتماد ہے
کوئی شخص حفاظت کیلئے زر اور سرکاری نوکر سے نہین ڈرتا۔ سلطان نہ کسی پر ظلم
کرتا ہے۔ اور نہ کسی کے مال کی پروا کرتا ہے۔

## ابوالقاسم احمد الملقب مستعلی باللہ بن مستنصر

انھون نے حکومت پائی تو نزار اور مع اوسکے دو بیٹون کے قید کردیا۔ اور
تینون نے قید ہی مین وفات پائی۔ سنہ ۴۹۵ ہجری مین اس خلیفہ کا انتقال ہوا
سات سال دو ماہ خلافت کی۔ ابن [illegible] سے مروی ہے۔ اور روضۃ الصفا
مین لکھا ہے کہ نزار کے ایک طرفدار نے مار ڈالا ۲۸ سال کی عمر پائی۔

## ابوعلی منصور الملقب آمر باحکام اللہ بن مستعلی

انکے وقت مین شمالی عیسائیون سے بڑی لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب رہے۔ ان
شمالی عیسائیون کو مسلمان مورخ اہل فرنگ لکھتے ہین۔ انکے وقت مین حسن صباح
اور نزاریہ کو شام مین بہت قوت حاصل ہوئی۔ اور کچھ ملک علویون کا اونکے
خاندان کے قبضے مین آگیا۔ انکے کوئی بیٹا نہ تھا اسلئے اپنے چچا کے بیٹے حافظ
بن ابوالقاسم بن مستنصر کو ولیعہد مقرر کیا تھا۔ ذیقعدہ سنہ ۵۲۴ ہجری کو ایک فدائی نے
اونکو مار ڈالا۔ ۲۹ سال ۵ ماہ ۱۵ دن حکومت کی حافظ ابرو کی زبدہ سے ۳۴ سال
کی عمر پائی اور تاریخ گزیدہ سے ۳۴ سال کی عمر ثابت ہے بوہرون مین یہ روایت چلی
آتی ہے کہ آمر کا صلبی بیٹا جو انکی موت کے وقت موجود تھا جسکا نام ابوالقاسم
طیب تھا اور دشمنون کی ایذا کے لیے آمر نے کوشش کی اونکو ادہر ادہر چھپایا
قاہرہ چلے گئے اور مستور ہوگئے۔ اسی لیے بوہرہ آمر کے بھائی کی امامت کو تسلیم نہین کرتے

---

لہ دیکھو روضۃ الصفا ناصری سہ دیکھو ابوالفدا ۱۲، سہ منقول از مجالس مقبہ۔

# ابو میمون عبد المجید الملقب حافظ لدین اللہ بن امیر ابو القاسم بن مستنصر

غرض عرصہ دراز تک حافظ کی بیعت نہ کی گئی اس خیال سے کہ شاید محل میں کسی عورت
کے حمل ظاہر ہو جائے بطور نیابت کے کام کرتے رہے انکی وزارت ابو علی
احمد بن افضل بن بدر جمالی نے تا نقد بن حنفی جسنے ان کو "امی" اختیار کر رکھا تھا۔
یہانتک کہ علانیہ باغی ہو گیا اور حافظ کو قید کر دیا اپنا خطبہ جاری کیا
اور اذان میں سے حی علی خیر العمل کا لفظ موقوف کرا دیا یہ بات شیعہ پر
شاق گذری۔ غلاموں کی ایک جماعت نے قتل کر کے تمام سامان اوس کا
لوٹ لیا اور حافظ کو قید خانے سے نکالا اور اسوقت انکی بیعت کی گئی۔
ابو الفدا نے اسیطرح لکھا ہے حبیب السیر اور روضۃ الصفا میں کہا ہے کہ حافظ
فدائیوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعد اس کے حافظ کے دوسرے وزیر کو بھی
فدائیوں نے مار ڈالا اور زوال سلطنت علویہ شروع ہوا۔ جمادی الآخر
۵۴۴ھ ہجری میں یہ خلیفہ بیماری ملک آخرت ہوا ۷۸ سال کی عمر پائی۔ اور
۲۰ سال کی حکومت کی۔

# ابو منصور اسمعیل ثانی الملقب ظافر باللہ بن حافظ

اس کو اپنے وزیر عباس بن تمیم کے بیٹے نصر کے ساتھ تعشق پیدا ہو گیا
یہانتک ظافر اوس کو جدا نہ کرتا تھا اور اوس کو ایک آباد شہر عطا کیا ظافر نے
مصر کی زبانوں پر یہ بات جاری ہوئی کہ نصر کا جبر تو اس کی زیادتی ہے۔
وزیر کو ان طعنوں سے غیرت آئی اور اپنے گھر دعوت کی بہانے سے بلا کر
مروا ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۴۹ھ ہجری کا ہے جسکو پانچ سال حکومت کی

۴۱ سال کی عمر پائی۔

## ابوالقاسم عیسیٰ الملقب فائز بنصر اللہ بن ظافر

اہل فرنگ سے اس کے وقت میں بھی لڑائی رہی۔ بلاد غربی پر اہل فرنگ کا
جو قبضہ ہو چکا تھا وہ مستحکم ہوا اور کچھ حصہ ظافر نے اوس سے واپس بھی لے لیا
صفر ۵۵۵ ہجری میں وفات پائی پانچ سال حکومت کی اور بعض کہتے ہیں چھ سال
اور چند ماہ سلطنت کی ۱۲ سال کی عمر پائی۔

## ابو محمد عبداللہ الملقب عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ

اس نے اپنے وزیر شاور کے ہاتھ سے تنگ آکر اتابک نور الدین سلطان موصل
و دمشق سے مدد چاہی سلطان نے اپنی فوج شیرکوہ کے ساتھ کر دی انکی وزیر نے
اہل فرنگ سے مدد چاہی شیرکوہ نے لشکر مصر و فرنگ دونوں کو شکست دی۔
اور مصر کو فتح کر کے دو مہینے اور پانچ دن کی حکومت کی بعد فوت ہو گیا بعد اوسکا
بھتیجا صلاح الدین حاکم مصر ہوا اور جمعہ کے دن ۲ - محرم ۵۶۷ ہجری کو عاضد
نے انتقال کے بعد خلیفہ بغداد کے نام خطبہ پڑھا۔

## امام منتظر یعنی مہدی موعود اور دجال

مہدی مغربی کے پیرو اس بات کے معتقد تھے کہ مہدی آخر الزمان وہی
ہیں اور دلیل اس مدعا پر یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام کی بیان کرتے تھے
علی راس ثلثمائۃ تطلع الشمس من مغربہا یعنی ۳۰۰ ہجری کے شروع میں
آفتاب مغرب سے نکلے گا اور کہتے تھے کہ اس حدیث میں شمس سے کنایہ مہدی
کی ذات سے ہے اور مغرب سے مراد ملک مغرب یعنی افریقہ سے تاریخ گزیدہ میں
مذکور ہے کہ اسماعیلیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دجال ابو یزید سے کنایہ ہے جسنے قائم

پر خروج کیا تھا اور ایک حدیث اس مضمون کی روایت کرتے ہیں کہ دجال
مہدی یا قائم پر خروج کریگا مگر اثنا عشری شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ اس حدیث
میں مہدی سے مراد محمد بن حسن عسکری ہیں کیونکہ وہ مہدی مغربی سے پہلے پیدا
ہوئے تھے۔ اور اہل سنت کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور یہ تاویل
مہدی کے متبعوں کی مخترعات میں سے ہے۔

بوہرے امام منتظر عبد اللہ مہدی کو نہیں مانتے بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے
کہ مہدی آخر الزمان امام طیب ابوالقاسم امیر المومنین کی ذریت سے ہونگے
اور جب خدا کا حکم ہوگا وہ ظہور کریں گے ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں چنانچہ
جو دعا دسے کے ساتھ بوہروں میں قبروں میں رکھی جاتی ہے اوس میں سب
آئمہ کے نام تا امام طیب ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے و بحق قائم آخر الزمان
و حجۃ و آئمہ دورہ اور مولانا محمد بن طاہر کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی
آخر الزمان مرتبہ نبوت و رسالت و وصایت (نصیحت) و امامت کو جامع
ہونگے۔ چنانچہ اوس کے الفاظ یہ ہیں والتوسل الیک اللھم مولانا
قائم القیامۃ صاحب النبوۃ والرسالۃ والوصایۃ والامامۃ

## مہدویہ و مستعلویہ اور نزاریہ کی تفصیل

جو اسماعیلیہ عبد اللہ مہدی کی امامت کو ماننے لگے اور اونکو محمد بن اسمعیل
بن امام جعفر صادق کی اولاد اور امام برحق جاننے لگے۔ وہ مہدویہ
کہلائے مستنصر کے وقت تک مہدویہ کے عقائد ایک ہی چال ڈھال
پر رہے اور اسماعیل بن جعفر صادق سے لیکر مستنصر تک ہر ایک خلیفہ
مصر و افریقہ کو امام مفروض مانتے رہے۔ مستنصر کے بعد سے مہدویہ میں
اختلاف واقع ہو گیا کہ دو فرقے بن گئے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ مستنصر نے
اول اپنے بڑے بیٹے المصطفی لدین اللہ نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد
نص کی پھر اسنے ناراض ہو گئے۔ چھوٹے بیٹے ابوالقاسم احمد المستعلی
باللہ کی امامت کے لئے نص کر دی۔ سو ایک جماعت نے نص ثانی کو

نصر ادا ہے یا ناسخ قرار دیا اور مستعلی کو امام برحق مانا چنانچہ ان لوگوں کو
مستعلویہ کہتے ہیں اور ایک جماعت مستنصر کی نص اول کے بموجب
نزار کو امام ماننے لگی اور کہنے لگی کہ نص ثانی لغو ہے اسلئے کہ نص اول
انبیا سکا مر پورا کرچکی تھی اور دلیل اسپر یہ بیان کی کہ حضرت جعفر صادق کے
بعد ایکی نص کے بموجب اسماعیل امام ہوئے - مرگئے تو ظہور نہ ہوا یہاں بھی
نزار کی نسبت حق وصیت باطل نہیں ہوسکتا اس فرقہ کو نزاریہ کہتے ہیں
یہ لوگ نزار کی دعوت دینے لگے -

تحفہ اثنا عشریہ میں نزار کو مستنصر کا بھائی بتایا ہے اور دبستان المذاہب
اور تاریخ فرشتہ اور حبیب السیر اور مرآۃ عالم اور روضۃ الصفا وغیرہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستنصر کے بیٹے تھے - اور مجالس سیفیہ سے بھی یہی
ثابت ہوتا ہے - چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ مستنصر باللہ نے بعد رحلت
کی انکے پسر اکبر نزار بیٹے ولیعہد تھے - انکے بعد وہ خلیفہ ہوئے اور نزار کے
چھوٹے بھائی مستعلی ولیعہد ہوئے - مستنصر کی وفات کے بعد مستعلی نے
تخت قاہرہ پر جلوس فرمایا اور نزار نے علیحدہ نشان حکومت قائم کیا -
دونوں بھائیوں میں جنگ عظیم ہوئی فدائیان قلعہ الموت ایران سب نزار
کے طرفدار تھے اور اہل یمن سب مستعلی کے طرفدار تھے کلاسہ یاد رکھو کہ جب
احمد مستعلی خلافت پر متمکن ہوئے تو نزار اسکندریہ کو بھاگ گئے اور وہاں
مستنصر کا ایک غلام حاکم تھا اس نے تعظیم و تکریم کرکے سریر فرمانروائی
پر بٹھایا مستعلی نے ایک بھاری فوج اسکندریہ بھیج کر غلام کو
مار ڈالا اور نزار کو قاہرہ میں پکڑ لائے مستعلی نے اونکو قید کر دیا قید ہی میں
انتقال ہوا - اگرچہ اول ہی [illegible] مذہب اسماعیلیہ کے دوسرے مذہب
میں اپنی دنیاوی ثروت حاصل ہونے کے لئے [illegible] دیکھکر [illegible]
اسماعیل کے نام کی آڑ پکڑ کے [illegible]
اس عہد سے میں تمام [illegible]
میں [illegible]

فسق و فجور اور الحاد کی آمیزش کا اسلام میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا اس مذہب
کے اماموں اور داعیوں کی سوانح کتب تواریخ میں دیکھنے سے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہونے ہیں انہوں نے جاہل اور نیم وحشی مسلمانوں سے وہ وہ
کام بطور فدائیت کے کرائے کہ جن سے تخیل کی بیچینی بے انتہا متنفر
اور اندوہناک ہوگی اور قدرت خدا دیکھئے کہ ان خلاف شرع کاموں کی
ایک شخص بھی منکر نہ ہوا انکے اور ان صحابہ کے پیروؤں سے صد ورہین نہ آیا
جو شخص ... حسن بن صباح حمیری
جسکے حالات بہت تفصیل سے ساتھ کتب تواریخ میں مذکور ہیں اور جسکے حالات
اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ ایسا ایسا شخص بھی مذہب کا معتقد ہونا
دراصل فضول سمجھتا ہوگا۔ مگر ایک نیا دین یا مذہب اختراع کرنا صفت سرگرمی
سے خالی نہ سمجھ کر مصلحتاً مذہب نزاریہ کا معاون ہوگیا۔ اور نزار کی طرف سے
دعوت شروع کی اور ایک جھوٹا النسب لڑکے کو نزار کی اولاد میں
قرار دیکر ہادی نام رکھا اور سنہ ... ہجری میں اول ... دمشق سے قلعہ الموت پرجو
سرزمین ایران میں ہے قبضہ کرلیا۔ اور بانی اول اسکے پیروں کو حشاشین
کا لقب ملا کیونکہ انکو حشیش یعنی بھنگ ... جاتی تھی جب
انکو متوالا بنا کر ... کے لئے آمادہ کیا جاتا تھا۔ لوگ فدائی بھی
کہلاتے تھے ... نزاریہ کا اعتقاد ہے
کہ امام کو اختیار ہے کہ حق شریعت کو ... معاد جسمانی
کا انکار کرتے ہیں۔ اور روحانی کے قائل ہیں بہشت و دوزخ کے منکر ہیں
کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے قیامت اسکی موت ہے۔ اور امام کو شرع کے ساتھ
مکلف نہیں جانتے۔ آغاخانی خوجے بھی اسی طریق پر ہیں۔

## خلفائے مصر کے خوارق

خلفائے مصر کی طرف بہت سے خوارق منسوب کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ کتاب مستطاب
مجالس سبعہ کی مجلس سوم میں آمر کا ایک معجزہ لکھا ہے جو ناظرین کی

دلچسپی سے خالی نہوگا۔ کہاہے کہ آمر کا وزیر افضل بن بدر اپنے دین مین
مذہب تھا ایک شخص جو جادوگری مین ماہر افضل کے پاس بیٹھا تھا اور ایک
خوان بغیر اوٹھانے والے کے خودبخود اوٹھا چلا آتا تھا۔ لوگ تعجب کرتے تھے
یہ خبر آمر کو پہنچی افضل کو حکم دیکر اوسے بلایا آمر کے سامنے بھی اوس نے
یہی شعبدہ دکھایا۔ پردے پر ایک شیر کی تصویر تھی۔ آمر نے اوس تصویر
کو حکم دیا مجسم شیر بنکر ساحر کو کھا گیا افضل شرمندہ ہوا۔

## اسماعیلیہ کے مذہبی مناصب ومدارج ومراتب

شرح مواقف مین مذکور ہے کہ اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر عصر مین واسطے
ہدایت لوگون کے سات آدمیون کا ہونا ضرور ہے ایک امام کہ جانب غیب سے
اوسکو علم اور احکام بے واسطہ پہنچتے ہین اور سلسلہ علوم کی انتہا اوسکی
ذات ہوتی ہے دوسرا حجت کہ امام سے حاصل کرکے دوسرے آدمیون تک
پہنچاتا ہے تیسرا ذوحصہ یہ حجت سے علم حاصل کرتا ہے چوتھا داعی اکبر
یہ مومنون کے درجات کو بڑھاتا ہے اور امام اور حجت کے نزدیک وقعت
ترقی دیتا ہے۔ پانچوان داعی ماذون یہ طالبین سے عہد وپیمان لیکر امام کی
بیعت مین داخل کرتا ہے اور لوگون کو علم ومعرفت سکھاتا ہے چھٹا مکلف
یہ شخص اگرچہ بڑے درجے کا آدمی ہوتا ہے لیکن اسکو دعوت کا اذن نہین ہوتا
اس کا صرف یہی کام ہے کہ غیر مذہب والے کے عقائد مین بحث اور دلیل کے
ساتھ شبہات ڈالدے اور اوسکے احتمالات کا جواب دے اور جب وہ متحیر
ہوکر طلب حق کی درخواست کرے تو یہ داعی ماذون کو بتا دیتا ہے کہ اوس آدمی
کے پاس جاؤ اوس سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہو جائے گا۔ پھر داعی ماذون
اوس سے عہد وپیمان لیکر ذوحصہ کے حوالے کردیتا ہے۔ اگر طالب کی استعداد
ذوحصہ کے مبلغ علم سے بڑھکر ہوتی ہے تو وہ حجت کے پاس پہنچا دیتا
ہے۔ ساتوان مومن۔ حجت امام کے پاس اگر موجود ہو
تعلیم وسبق وظائف اور کتابات دعائیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

ہر امام کے تھے۔ باب اور حجت اور داعی ہوتے ہیں اور داعی کی ماتحتی میں
ماذون اور مکاسر وغیرہ کام کرتے ہیں۔ اور باقی مومنین کا گروہ ہوتا ہے
جو دعوت قبول کرتے ہیں۔

## بوہرہ کی وجہ تسمیہ

یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہے۔ ابجد العلوم اور سبحۃ المرجان میں لکھا ہے کہ بوہرا
ہندوستانی زبان میں تجارت کو کہتے ہیں اور بوہرہ کے معنی تاجر ہیں اور بوہرے
رائے مہملہ مکسور یائے مجہول سے تجارت کے معنی میں اس لفظ کی جمع ہے چونکہ
یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اسلئے بوہرہ کہلاتی ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ
مرفہ حالی کے ساتھ رہتے ہیں اور راس مالا کے ترجمہ گجراتی میں بوہروں کے
حالات میں لکھا ہے چونکہ ان مسلمانوں نے ہندوستان کے ساتھ بیوپار جاری
کیا جس سے وہ بیوپاری یعنی بوہرے کہلائے ہے۔

## بوہروں کا حسب و نسب

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سلطان صلاح الدین کی کوشش سے
ملک مصر سے خاندان فاطمیہ کا دور اکھڑ گیا تو اکثر وہاں اسماعیلیہ اپنے داعی کے ساتھ
ملک مصر اور افریقیہ سے نکل کر چند سے یمن میں رہے جو کہ وہاں شہر حراز میں قدیم سے
ان کا داعی موجود تھا اس کے بعد ہندوستان کو چلے آئے اب گجرات دکن
مالوہ کوکن اور بمبئی وغیرہ میں بوہرہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے داعی سابق
میں احمد آباد ملک گجرات اور برہانپور ملک خاندیس اور اوجین ملک مالوہ
میں رہتے تھے اب کئی پشت سے بندر سورت میں رہتے ہیں اور وہیں ان کو لاکھ
روپیہ کے قریب سالانہ قوم بوہرہ سے انکو ملتا ہے۔ امیرانہ ٹھاٹھ سے
بسر کرتے ہیں۔

قاضی نور اللہ شوستری اثنا عشری نے جو ۱۰۱۹ ہجری میں مقتول ہو
مجالس المومنین کی جلد اول میں لکھا ہے کہ اس زمانے سے تخمیناً تین برس

بنیتر ایک فاضل ملا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوئے ہین - ملا علی کی قبر کھنبایت مین ہی قاضی صاحب نے نام کے لکھنے مین غلطی کی صحیح نام عبد اللہ ہے نہ علی -

انگریزی بعض کتب تواریخ مین بھی لکھا ہی کہ بوہرے اصل مین ہندو تھے اسکی تصریح کتاب گجرات اینڈ گجراتی مولفہ بہرامجی ملباری کے صفحہ ۲۴۹ کے نوٹ مین مندرج ہے کہ بوہرے دراصل ہندو تھے - اورکسی قدر ہندوان کے رسم ورواج اور عقیدے ہنوز ابتک وہ چلتے ہین - راس مالا کے ترجمہ گجراتی کی جلد اول کے صفحہ ۱۴۵ مین لکھا ہی کہ بہاٹ لوگ کہتے ہین کہ احمد شاہ نے برہمنون اور مہاجنون کو مسلمان بنایا تھا وہ بوہرے بن گئے - اور پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے ۲۲۵ مین لکھا ہے کہ محمود بیگڑہ کے عہد مین جبکی حکومت ۱۴۵۹ع سے ۱۵۱۱ع تک گجرات مین رہی ہی بوہرونکی جماعت اسلام لائی ہے اور یہ گیارہوین صدی اور چودہوین صدی عیسوی مین غالبا مسلمان ہوئے ہونگے - کیونکہ شمالی گجرات کے ہندو راجہ انہل واڑے والے شیعہ واعظونکے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے - اور غالبا کئی نسلون مین وہان اسلام پھیلا ہوگا انہل واڑے کو عربی وفارسی زبانونکے مورخ نہروالہ لکھتے ہین - اور تاریخ فرشتہ کے مقالہ چہارم مین سلطان مظفر گجراتی کے حالات مین لکھا ہے کہ نہروالہ پٹن کے نام سے مشہور ہی - اور پیران پٹن اور پاک پٹن بھی اسی کو کہتے ہین بعض کتابون مین لکھا ہے کہ نہروالہ منسوب ہے نہروال بن ہندو کی طرف حکیم زرجی کا شعر ہے ؎

چو نہروالہ کہ اندر دیار ہند ہم ٭ ز نہروالہ ہمی کرد بر شہان مفخر

پٹن شہر ملک گجرات مین واقع ہی - سائیکلوپیڈیا آف انڈیا کی جلد اول کے صفحہ ۳۰۴ مین لکھا ہے کہ ولسن صاحب تحریر کرتے ہین کہ بوہرون کی بنیاد گجرات مین ہوئی ہے اور ایسا پایا جاتا ہے کہ وہان ہندون کو مسلمان بنا لیا گیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سندھ کی طرف سے آئے ہوئے ہین -

ایک فاضل بوہرے نے جن کا نام عبد العلی سیف الدین ہی اور سیفی تخلص ہے

اور ۲۴ ذیقعد ۵۳۳ ہجری کو وفات پائی ہے اور رتبہ دعوت پر بھی فائز ہوئے تھے ایک کتاب زبان عربی میں بنائی ہے اوس کا نام مجالس سیفیہ ہے اور ۱۲ ذیقعد سنہ ۵۲۴ ہجری کو یہ کتاب تمام ہوئی - اوس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بوہرے ہندو سے مسلمان ہوئے ہیں -

## راجہ سدھ راؤجی سنگھ والی گجرات اور اوسکے وزیر بھارمل اور دوسرے ہندوؤں کا اون مولائی عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہونا جو حضرت مستنصر کے حکم سے ہندوستان میں اشاعت اسلام کے لئے آئے تھے

مجالس سیفیہ کی نویں مجلس میں اس طرح مذکور ہے کہ شیخ آدم صفی الدین نے کہا ہے کہ مستنصر باللہ نے اپنے پاس مصر کے دو آدمی بنائے اونمیں سے ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا نام احمد تھا - اور اون کو داعیان یمن کے پاس بھیجا اور اون کو حکم دیا کہ ان دونوں کو ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا جائے حسب الحکم وہ دونوں یمن سے چلکر ہند میں آئے اور شہر کھنبات کے ساحل پر اترے - یہاں کا راجہ ایک بڑا راجپوت تھا جس کا نام سدھ راؤ جی سنگھ تھا - تمام ملک گجرات اوسی کے زیر نگین تھا اور دار الحکومت اوس کا شہر پٹن میں تھا - سدھ راؤ کے وزیر کا نام بھارمل تھا - (اس لفظ میں بائے موحدہ مفتوح کے بعد ہائے ہندی ہے اور اوس کے بعد الف ساکن اور رائے مہملہ موقوف اور میم مفتوح اور لام ساکن) اور وہ بھی راجپوت تھا اور عقیل اور مدبر آدمی تھا تمام ملک کی عنان حکومت اوس کے قبضہ اقتدار میں تھی - اور بڑے

استقلال سے کام چلاتا تھا سدھ راؤ جے سنگھ نہایت متعصب تھا مسلمانوں
... وہ بالتعصب رکھتا تھا - جو مسلمان اوس کے ہاتھ لگتا اوسکو قتل کرا دیتا
اسلام کا سخت دشمن تھا اور بتوں کی بڑی عقیدت کے ساتھ پرستش کرتا تھا - یہ
صورت شیخ عبد اللہ یمن سے ... ہاں ہندی سیکھ کر آئے تھے - اور کشتی کے ساحل
پر اترے اور اونکو اپنی جان کا بہت اندیشہ تھا خوف و رجا کی حالت میں رہی
اور ساحل کے باغوں میں چھپے رہے - ایک روز شہر کی طرف اون کا گذر
ہوا ایک آدمی اپنی عورت کے ماتم میں رو رہا تھا - عبد اللہ اون کے پاس گئے
اور باتیں دریافت کیا تاکہ ہوا ہے - جواب دیا کہ ..... پانی تو اس کنوئیں میں تھا -
لیکن چند روز ہوئے کہ وہ سوکھ گیا ہے عبد اللہ نے کہا اچھا مجھکو دکھاؤ وہ
کنواں کہاں ہے اون دونوں نے کہا کنواں ... کیا کروگے کیا تم اوس میں
پھر پانی نکال سکتے ہو عبد اللہ نے جواب دیا نہیں لیکن اللہ جسپر قادر ہے
اور جو چاہے کرے اور اوس کو حکم کیا گیا نہیں ہو سکتا - پھر عبد اللہ نے
اون دونوں سے کہا کہ اگر خدا تعالے اس وقت اس کنوئیں کے پانی سے
تمپر اپنا احسان کرے تو اوس وقت تم دونوں میرے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤگے
اور میرے رب پر ایمان لاؤگے دونوں بولے ہاں جو تم کہتے ہو اگر اللہ کوئی
تو ہم وہی کرینگے جو تم کہتے - تب عبد اللہ کنوئیں میں اترے اور اوسکی تہ میں
زبان سے ... جو اوس کے ہاتھ میں تھا گاڑ دیا پانی ... جاری ہو گیا - ... 
باہر نکل آئے اور پانی کنوئیں سے باہر اچھلنے لگا - یہانتک کہ بھر گیا - اور دونوں
عورت و مرد یہ حال دیکھکر مسلمان ہو گئے اور ایمان لائے اور عبد اللہ نے
جو کچھ اون سے کہا قبول کیا مرد کو ... اکیلا اور عورت کو ... اکیلی
کہتے ہیں - عبد اللہ ان دونوں کے پاس ٹھہرے رہے - دونوں انکی
خدمت و حفاظت کرتے تھے یہانتک کہ ... ان سے محبت پیدا ہو گئی - اور
دونوں سے عبد اللہ نے زبان ہندی کی تکمیل و ترقی کی بعد اس کے اون
دونوں سے ظاہر کیا کہ میں اسلئے بھیجا گیا ہوں کہ سندھ میں اسلام ظاہر کروں - اور
اہل ہند کو ایمان کیطرف دعوت کروں ... اس بارے میں مشورہ کیا دونوں نے

جواب دیا کہ یہ جو تم چاہتے ہو اوس وقت تحقیق ممکن ہوگا کہ جب کوئی ایک
شخص ہند کے ساہوکارن اور راجاؤں میں سے مسلمان ہو جاوے اور اس ملک میں
تمھاری کوشش کا اوس وقت نفع ظاہر ہوگا جب راجہ کا وزیر بھارمل قابو
میں آجاوے اور بھارمل بڑے مت کے پوجاریوں میں سے ایک شخص سے ساتھ
بہت عقیدت رکھتا ہے اور اوس کی بزرگی کا معترف ہے اور بچپن سے [illegible] میں
[illegible] اوسکی قدمبوسی کے لیے جایا کرتا ہے اور اوس کے حکم سے سر مو اختلاف
نہیں کرتا بہت مانتا ہے اوسکی رائے پر چلتا ہے۔ پس اگر تم اوس پوجاری کے
پاس پہنچ جاؤ اور وہ تمھارے ہاتھ پر ایمان لے آوے تو جو کچھ تم چاہتے
ہو اوس کا ظہور ممکن ہوگا عبد اللہ اس مشورہ کے بموجب روانہ ہوئے اور
شہر کھنبایت میں پہونچے اور اوس مورتی کے مندر تک چلے گئے جہاں وہ
پوجاری رہتا تھا اور وہ لڑکوں کو پڑھاتا تھا اور کلو ( [illegible] ) کھتو ( [illegible] )
کرکے حرف بتاتا تھا شیخ صاحب سنکر کہنے لگے کہ پنڈت جی ایک عجیب بات
تمھاری تعلیم میں دیکھی کہ تم سکھاتے تو ایک حرف ہو اور بتاتے ہو چار حروف —
پنڈت اونکی بات سنکر متعجب ہوا اور [illegible] اس کو دریافت کرنے لگا اونھوں نے
خلوت کا اشارہ کیا پس خلوت میں جا کر اون کے ساتھ بات چیت کی کہ جس سے
اوس کا دل اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور جبکہ وہ اونکی طرف مائل ہوگیا۔ اور گڑگڑا کر
گفتگو کرنے لگا تو اوس کو راز سے حقیقت کے آگاہ کیا اور کہا کہ تم ہندی میں کہتے
ہو ایک حرف ک ( [illegible] ) اور ہے وہ چار حروف [illegible] دو قسم کا ف ہیں اور
[illegible] دو [illegible] ان میں پہلے دونوں [illegible] ہر دو اصل روحانی کی نشانی ہیں
اور وہ ایک [illegible] ہیں اور [illegible] متعلق ہے اور [illegible] اور دو ہر دو اصل جسمانی
کی نشانیاں ہیں اور دونوں کے درمیان [illegible] ایک نسبت ہے [illegible]
اور [illegible] سے ایک [illegible] ہے اور دوسرا ساکن اور [illegible]
اس بات [illegible] دونوں [illegible] اور دو [illegible] کسی قسم کی
باتیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ پنڈت عبد اللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور
ایمان لایا پھر عبد اللہ اوس کے پاس کچھ روز رہے اور اوسکی تعلیم و تادیب

و تہذیب مین سرگرم رہے اور سمجھاے کہ بھاریل کو اس راہ پر لے آؤ وہ پوجاری
عبد اللہ کی راے پر عمل کرتا رہا جب بھاریل اوسکے پاس آتا خلوے مین باتین
کرتا بتون کے نقص اور اونکی عبادت کے عیوب اوس کے سامنے بیان کرتا۔
جب اوس کے کلام نے اثر کیا تو بھاریل دین اسلام کی تعظیم و تکریم کرنے لگا
وہ ہمیشہ شرف اسلام بیان کرتا تھا۔ بھاریل وزیر اوسکی مراد اوس کی جانب اسلام
سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ آپ صاف صاف بیان کیجئے کہ اگر آپ نے اپنا دین قدیم
ترک کیا ہے اور اوس کے سوا اور دین اختیار کیا ہے تو مین بھی آپکے ساتھ ہون
جس دین پر آپ ہین جبکہ بندگی اوس کی آپنے پہچانی بھاریل کے سامنے
اوس پنڈت نے اپنا حال بیان کیا اور عبد اللہ کا اظہار کیا یہانتک کہ
بھاریل داخل اسلام ہوا اور اوس نے عہد لیا۔ بھاریل مومن مخلص ہو گیا۔
اور ایمان پوشیدہ رکھتا تھا۔ اور جب کہ نماز پڑھتا تھا اور دشمن سے خفیات
آتا جاتا رہتا تھا اور پنڈت کے پاس ٹھہر کر عبد اللہ سے خفیہ واجبات اسلام
اور اخلاق ایمان اور علوم آئمہ آل محمد علیہم السلام سیکھا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ
اوس دین اسلام مین آجانے کے حال سے اوس کا ایک خدمتگار واقف
ہو گیا۔ اور سیدھ راو جی سنگھ سے یہ سارا حال بیان کر دیا راجہ نے کہا
کہ اگر مین اوس کو اپنی آنکھ سے نماز پڑھتا ہوا دیکھ لون تو جیسا کہ اور لوگون کے
ساتھ کیا جاتا ہے اوسکو ویسی ہی سزا دون پھر جاسوس چل دئے ایسے وقت مین راجہ
کو لاے کہ بھاریل نماز پڑھ رہا تھا۔ بھاریل نے جب یہ بات سنی کہ راجہ یہان
آیا ہوا ہے اوٹھ کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ راجہ نے کہا اے بھاریل یہ جو تم
کر رہے تھے بڑی بات ہے۔ وزیر نے عرض کیا کہ یہ جو کام مین کر رہا تھا کوئی
ایسی چیز نہین ہے جو میرے خلاف حضور سے عرض کیا گیا ہے بلکہ مین نے
اسوقت ایک سانپ دیکھا تھا کہ نکل کر اس صندوق کے تلے چلا گیا جو میرے
پاس رکھا ہوا ہے۔ بس مین کھڑا ہوا اوسے ڈھونڈھتا رہا۔ پھر جھک کر
دیکھنے لگا تو بھی نہین پایا۔ پھر زمین پر سر لگا کر دیکھتا تھا کہ شاید نظر آجاے
راجہ نے اوس صندوق کے نیچے سانپ کو ڈھونڈھنے کا حکم دیا تاکہ

اوس کے نیچے سے ایک سانپ بل کھاتا ہوا نکل آیا راجہ نے بھارمل کی بات
کو سچ جانا اور چغل خور جھوٹے پڑے اور بھارمل کی آبرو خدا نے بچالی۔
اور اوسپر وثوق زیادہ ہوگیا اوس مندر مین ایک لوہے کا ہاتھی تھا معلق
بلا تعلق نیچے سطح سے اور بڑے بت کے بعد اوسکی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی۔
اور راجہ سدہ راؤ جے سنگھ ہر سال اکثر بتہ کھمبایت مین زیارت کے لئے
آکر بڑے بت کی پوجا کرتا تھا۔ جو جو قربانیان ممکن ہوتی تھین چڑہاتا تھا اب
سال جبکہ راجہ کھمبایت مین آیا اور یہ ارادہ کیا کہ صبح کے وقت بت کی زیارت
کے لئے مندر مین جاوے عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ راجہ سے جاکر
کہہ کہ شب کو ہاتھی نے مجھسے خواب مین بیان کیا کہ مدت دراز سے معلق ہون
بغیر سہارے کے لٹکے لٹکے کھڑے کھڑے اوس گیا ہون۔ اب مین چاہتا ہون کہ ایک
پاؤن زمین پر ٹیک دون یہ بات سنکر راجہ اور اوس کے ساتھی متحیر ہوے
جب رات ہوئی تو عبداللہ اوٹھکر ہاتھی کے پاس گیے اور بغور دیکھا تو وہ
ہوا مین معلق پایا گیا۔ اور اوس کے چارون طرف سطح مین سنگ مقناطیس
مرصع جڑا ہوا تھا اور ہر سنگ اپنی طرف کھینچے ہوے تھا۔ بس ایک پتھر جو
ایک پاؤن کے مقابل تھا اوکھیڑ لیا۔ ہاتھی نے ایک پاؤن زمین پر ٹیک دیا
جب صبح ہوئی یہ خبر لوگون مین منتشر ہوئی اور ہجوم عام ہوا۔ راجہ نے سنا تو
حیرت و غم مین گرفتار ہوا۔ پھر کئی روز بعد عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ
پھر جا اور راجہ سے کہہ کہ ہاتھی چاہتا ہے کہ دوسرا پاؤن بھی زمین پر ٹیکے
اور ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلے کیا تھا یعنی زمین چارون طرف سے پتھر
اوکھیڑ ڈالے یہانتک کہ وہ ہاتھی چارون پاؤن سے زمین پر آ رہا
اور راجہ کو نہایت غم و الم اور حیرت و استعجاب ہوئی بعض آدمیون نے
خبر دی کہ پوجاری نے اپنا دین ایک عرب مسلمان کے لئے جو چند روز
سے اوس کے پاس ٹھیرا ہوا ہے تبدیل کر ڈالا ہے۔ عرب اور سیدھت دونون نے
یہ کچھ کرتب کیا ہے۔ راجہ نے سنکر پوجاری اور عبداللہ پر نہایت غصہ کیا
اور گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیجے۔ اوسوقت عبداللہ ظاہر ہوے

ارسنہ کی سپہر سو نبرد پر بیٹھے اور کچھ آیات و ادعیات حرز پڑھتے رہے - جب
لشکری اونکے قریب پہنچے تو پھر آگے نہ بڑھ سکے سپاہی اونکی طرف دیکھتے تھے
اور بڑھ نہ سکتے تھے - بلکہ بھاگ گئے تھے - جب یہ خبر راجہ کو پہونچی تو خود
لشکر لیکر چلا جب اتنے قریب پہنچ گیا کہ شیخ عبد اللہ اچھی طرح نظر آتے
تھے تو پاؤں اوس جگہ جم گئے اور راؤن میں آگ بھڑک رہی تھی - راجہ نے
اس حالت سے فریاد کی اور توبہ کرکے عہد کیا کہ میں تمھارے دین میں داخل
ہوتا ہوں - عبد اللہ نے اوس پر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اوس کے ساتھی
زنجیروں سے آزاد ہو گئے - اب راجہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور اون کا
حال پوچھنے لگا - عبد اللہ نے کہا کہ اے راجہ اگر یہ کرامت جسکی بابت تو جا
کرتے مجھے میرے سامنے ذلیل ہو کر میری خدمت کرنے لگے تو مذہب اسلام
لا کر میرے دین میں داخل ہو جاوے - جواب دیا جو کچھ پیشے ہو کر
دکھاؤگے تو ایسا کرونگا - عبد اللہ نے کہا واللہ علی ما تقولون وکیل
دیکھی جو کچھ کہتے ہیں خدا اوس پر مختار ہے) تو راجہ کی طرف دیکھ کر
فرمایا او ملعون اوٹھ اور میرا قدر دیکھ گیا تالاب سے ... اور
لوٹ آ - یہ بات بحکم خدا وہ بت ... - اور جواب دیا لبیک
و سعدیک اور ڈول لیکر تالاب پر گیا - اور اوس میں تمام پانی جو
تالاب میں تھا بھر لیا اور تالاب کو ... خالی چھوڑ دیا نہ مچھلیاں تڑپنے
لگیں اور ڈول بھر کر عبد اللہ کے پاس لا کر رکھا - لوگوں نے شور و غل
مچایا کہ جاندار بے پانی کے فنا ہو جاوینگے - اور ... کرنے لگے آزاد ...
اور جانداروں پر رحم فرمائیے بت کو حکم دیجئے کہ پانی پھر تالاب میں چھوڑ دے
چنانچہ اوہنوں نے حکم دیا بت نے پانی چھوڑ دیا - اور تالاب بھر گیا -
شیخ عبد اللہ کی یہ کرامات دیکھکر بہت ... مسلمان ہوئے
سعد ... مسلمان ہوئے اونکی تعداد ... سے زیادہ ... میں تھے
غرضکہ اس کارروائی کے بعد شیخ عبد اللہ ... 
بھی بہت آدمی مسلمان ہوئے - اور ... بھی بہت سے آدمی

رستہ کی سپر ہو نہیں جو پڑہتے تھے اور کچھ آیات و ادعیات حرز پڑہتے تھے - جب
لشکری اونکے قریب نہیں پہنچے تو پھر آگے نہ بڑھ سکے سپاہی اونکی طرف دیکھتے تھے
اور پڑھ نہ سکتے تھے - بلکہ بھاگ گئے تھے - جب یہ خبر راجہ کو پہونچی تو خود
لشکر لیکر شیخ صاحب کے قریب پہنچ گیا کہ شیخ عبداللہ اچھی طرح نظر آنے
لگے تو پاؤں اوس جگہ جم گئے اور آنکھوں میں آگ بھڑک رہی تھی - راجہ نے
اس حالت سے زیادتی اور توبہ کرکے عہد کیا کہ میں تمہارے دین میں داخل
ہوتا ہوں - عبداللہ نے اوس پر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اوس کے ساتھی
زنجیروں سے آزاد ہوگئے - اب راجہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور اون کا
حال پوچھنے لگا - عبداللہ نے کہا کہ اے راجہ اگر یہ کرامت جسکی بابت تو جا
کرتے تجھے میرے سامنے ذلیل ہوکر میری خدمت کرنے لگے تو دین اسلام
لا کر میرے دین میں داخل ہو جاوے - جواب دیا جو کچھ [illegible] ہوکر
دکھاوے تو کیا کروں گا - عبداللہ نے کہا واللہ علی ما نقول وکیل
دیکھو جو کچھ [illegible] میں عبداللہ [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible]
[illegible] او ملعون [illegible] اور [illegible]
[illegible] ایک [illegible] - اور جواب دیا لبیک
[illegible] اور [illegible] - [illegible]
تالاب [illegible] اور تالاب [illegible]
[illegible] لوگوں نے [illegible]
[illegible]
[illegible] تالاب میں [illegible]
[illegible] انہوں نے [illegible] - اور [illegible]
شیخ عبداللہ کی یہ کرامات [illegible]
[illegible] مسلمان ہوئے [illegible] زیادہ [illegible]
غرضکہ اس [illegible] سے شیخ عبداللہ [illegible]
بھی بہت آدمی مسلمان ہوئے - اور [illegible] بھی بہت سے آدمی

سامان ہوتے ہے ۔ بعد اسکے شیخ عبداللہ بھارمل کے بیٹے یعقوب
کو علم دین سکھایا اور موت کے وقت اون کو اپنا جانشین کیا یعقوب منہ سے
داڑھی رکھے پھر یعقوب نے اپنے چچا تارمل (ثاے فوقانی اور رای مہملہ
موقوف) کے بیٹے فخر الدین کو باگڑہ (باے موحدہ اور کاف فارسی مفتوح
اور راے ثقیل سے) میں کہ گجرات کو ڈونگرپور ملک راجپوتانہ میں واقع ہے بھیجا۔
اور وہاں اسلام قایم ہوا۔ اور فخر الدین (۲۷ محرم کو) کفار کے ہاتھ سے باگڑ
میں شہید ہو کر موضع گلیاکوٹ (کاف فارسی مفتوح لام ساکن یاے
تحتانی مفتوح الف ساکن کاف تازی مضموم واو مجہول تاے ثقیل موقوف
سے) میں مدفون ہوئے اونکی قبر بوہرون میں زیارت گاہ عام ہے یعقوب
نے داعیان یمن کے اذن سے ہندوستان میں کار دعوت انجام دیا۔
اور وفات کے وقت اپنے بیٹے اسحاق کو اپنا جانشین کیا اسحاق نے
اپنے بیٹے علی کو اپنا قایم مقام بنایا ۔ علی بن اسحاق نے ملا آدم اور پیر حسن
اور اپنے فرزند داود کو علم الکتاب سکھا کر ملا آدم کو احمد آباد پیر حسن کو سدھپور
بھیجا اور داود کو اپنے پاس پٹن میں رکھا اور وفات کے وقت پیر حسن کو اپنا جانشین
کیا اور پیر حسن (۲۳ محرم کو شہید ہوتے وقت) اپنا جانشین ملا آدم کو کر گئے ۔ پھر
ملا آدم نے اپنے بیٹے ملا حسن کو اپنا جانشین کیا ۔ ملا حسن نے اپنے فرزند
ملا راجح کو اور ملا راجح نے اپنے بیٹے ملا جعفر کو اپنا قایم مقام بنایا جہانتک
داعیان گجرات داعیان یمن کے تابع رہے ۔ ملا جعفر کے زمانے میں یمن کی
دعوت عظمی کا رتبہ منتقل ہو کر ہند میں داعی یوسف پر آگیا ۔ اور داعی ملا
جعفر داعی یوسف کے مطیع ہوگئے ۔

## کتب تواریخ سے مجالس سیفیہ کی حکایت صدر کا مقابلہ

ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جرنل جلد تین کے صفحہ ۲۸۸ میں بوہرون کی

ابتدا کے حالات راس مالا کے گجراتی ترجمے کے صفحہ ۱۴۵ مین اسطرح نقل کئے ہین
کہ یعقوب نامی ایک آدمی اپنے گھر کی فساد کی وجہ سے اپنا ملک چھوڑ کر ۳۳۲ھ ہجری
مطابق بہ ۱۰۴۳ء مین مصر سے کھنبایت کو آیا اوس کو مذہب والوںنے ہندوستان مین
پہلا قدم رکھنے والا آدمی تھا اوسوقت مین اس مذہب کا سب سے بڑا ملاجی کمی یمن سے
یمن مین رہتا فاطمی (ذویب) بن موسی نامی تھا۔ مصر مین خلیفہ مستنصر باللہ
کا عمل تھا اور سدراس سنگھ (سدھ راج جے سنگھ) ہندوستان مین بیلان پٹن
کا راجہ تھا بہت سے ایسے ثبوت ملتے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر
۴۸۷ھ ہجری مین مر چکے تھے اور اونکا لڑکا حافظ گیارہوان خلیفہ جس نے
۵۲۴ھ ہجری سے ۵۴۴ھ ہجری تک حکومت، حکمران تھا اوس وقت کے بارے مین گجرات کی
تواریخ کا سلسلہ کو گڑبڑ سے بھرا ہوا ہے۔ تو بھی اوپر کے وقت کے بیچ مین ملتا ہوا ہے
کیونکہ سدھ راج جے سنگھ کہ جس نام سے بگڑا ہوا لفظ سدراس بنا ہوا معلوم
ہوتا ہے ۱۰۹۴ء (مطابق ۴۸۷ھ ہجری) مین انہل واڑے (پٹن) کا راجہ تھا
ان بیان کے بعد راس مالا مین اس قصے کو اس طرح پورا کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یعقوب کھنبایت مین آکر ایک مالی کے شامل رہا جسکو اوس نے اپنے مذہب
مین داخل کیا پھر اوس نے ایک برہمن کے لڑکے کو مسلمان کیا سدراس راجہ
اور اوس کے دو دیوان تارمل (تاے فوقانی ہے) اور بھارمل دکھائی تھے وہ
کھنبایت کے ایک مندر مین اکثر جایا کرتے تھے۔ وہان پر ایک لوہے کا ہاتھی سنگ
مقناطیس کے زور سے لٹکا رکھا تھا۔ یعقوب نے اون پتھروں کو نکال ڈالا اور برہمنوں کے
ساتھ بحث ہوئی جس مین بھی یعقوب جیتا۔ سدراس اور اوسکے درباریوں کو ایسی
کرامت دکھائی جس سے اونہوں نے اوس کا مذہب اختیار کیا۔ اور اونکی متابعت
دوسرے ہندؤوں نے بھی کی اور ان نومسلموں نے عربستان کے ساتھ بیوپار
جاری کیا جس سے وہ بیوپاری یعنی بوہرے کہلاتے۔
اس قصے کے صحیح اصولوں مین بہت گڑبڑ پائی جاتی ہے۔ سدراس سنگلہ
دراصل مین سدراجے سنگھ ہوگا۔ گجرات مین اس نام (سدراجے سنگھ)
سے سدھ راج جے سنگھ مشہور ہے۔ لیکن تارمل اور بھارمل یہہ

دو دیوان جو لکھے ہین قیاس ایسا جاتاہے کہ ویردھول[۱] واگھیلہ (بگھیل) کے دیوان دو بھائی تیج پال اور وست پال[۲] تھے - یہ وہی دو ہون تو ہون جن کو تارپل اور بھارپل مشہور کردیا ہے - اور پھر کمار پال یا اجے پال کی باتین جو دوسری جگہہ لکھی ہوئی ہین - اور جنکے مطابق راجہ نے دوسرا مذہب اختیار کرلیا سدھ راج جے سنگھ کی طرف منسوب کردی ہین کیونکہ یہ بات تحقیق ہے کہ سدھ راج نے اپنا مذہب نہین بدلا تہا - بلکہ وہ ہندو مذہب پر رہا ہے -

## سدھ راج جے سنگھ کے مسلمانون کے ساتھ عدل وانصاف اور مہربانی کا ثبوت

سدھ راج جے سنگھ جسکو مجالس سیفیہ مین سدھ راو جے سنگھ لکھا ہے سولنکی راجپوت تھا اس کے حالات کتب تواریخ مین مفصل مذکور ہین - گجرات اور مالوہ اور برہان پور اوس کے زیر نگین تھے - قلعہ بھروچ اوسی نے بنایا تہا - اور سدھ پور بھی اوسی نے آباد کیا ہے - اس راجہ کا نام جے سنگھ اور سدھ راج اس کا لقب تھا - سدھ سین کے کسرے سے کراماتی کو کہتے ہین اور سدھ راج کے معنی اہل کرامات کا سردار اور پیشوا ہین - کیونکہ وہ پکا مذہبی آدمی تھا - اس راجہ کی حکومت کا زمانہ سمت ۱۱۵۰ بکرمی مطابق سنہ ۱۰۹۴ عیسوی موافق سنہ ۴۸۷ ہجری سے سمت ۱۱۹۹ بکرمی مطابق سنہ ۱۱۴۳ موافق سنہ ۵۳۷ ہجری تک ہے - سمت ۱۱۹۹ بکرمی مین کمار پال اوس کا ایک رشتہ دار اوسکی جگہہ مسند نشین ہوا -

جامع الحکایات سے الیٹ نے تاریخ ہندوستان کی دوسری جلد مین ایک قصے کا ترجمہ کیا ہے جس کی نسبت اوس کا مولف محمد اوفی کہتا ہے کہ مینے اس قصے سے بہتر دوسرا قصہ نہین سنا - محمد اوفی ایک دفعہ کھنبایت مین تھا جو سمندر کے کنارے پر

---

[۱] واو مکسور اور یای معروف اور رای مہملہ کے ونف اور دال مہملہ مخلوط بہا کے فتحہ اور سکون سے ۱۲

[۲] واو مفتوح سین وتاے فوقانی ساکن سے ۱۲

آیا ہو گا - اور جس مین بہت سے سنی مسلمان رہتے تھے جو مذہب کے نہایت پابند اور
سچی تھے - وہان اوس نے سنا کہ یہ شہر (کھنبایت) گجرات کے راجہ جے سنگھ
کے قبضہ مین تھا جس کا دار الحکومت نہروالہ پٹن تہا اور اوس کے عہد مین یہان
آتش پرستون اور مسلمانون کی بڑی آبادی تھی - مسلمانون کی ایک مسجد تھی اوسکی
پاس ایک منار بھی تھا - جسمین کھڑے ہوکر موذن اذان دیتا تھا - آتش پرستون
نے غیر مذہب والونکو مسلمانون پر حملہ کرنے کیلئے بھڑکایا - جنہون نے وہ مینار توڑ ڈالا
اور مسجد جلا دی اور اسی مسلمان مارے گئے - مسجد کے خطیب کا نام قطب علی تہا
وہ بچ کر نہروالہ کو گیا اور اوس نے تمام مظالم کی فریاد کی - راجہ کے درباریون مین
سے کسی نے اوس کے حال پر توجہ نہ کی اور نہ مدد دی پھر ایک درباری اپنے ہم مذہبون
کے بچانے کی کوشش کرتا رہا - قطب علی نے یہ سنا کہ راجہ شکار کو جانے والا ہے
وہ جنگل مین جاکر راجہ کی رہگذر پر ایک درخت کے تلے بیٹھ گیا - جب راجہ ادہر
پہنچا تو قطب علی نے عرض کیا کہ آپ ہاتھی کو ٹھہرا کر میری جو شکایت ہے وہ سن لیجئے
راجہ نے ہاتھی روک لیا - قطب علی نے ایک نظم جو ہندی کی شاعری مین بنائی تھی
اور اوس مین یہ تمام واقعہ لکھا تھا راجہ کے ہاتھ مین دیدی - راجہ نے وہ نظم
پڑھکر اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ قطب علی کو اپنے ساتھ حفاظت سے رکھے اور
جب مین کہون اوس کو دربار مین پیش کرے - اسکے بعد راجہ لوٹا اور اپنے نائب
کو بلا کر فرمایا کہ تمام ریاست کا کام تم کرتے رہنا مین تین روز کے لئے تمام کام
چھوڑ کر زنانے مین رہونگا - اس عرصے مین کسی ریاستی کام سے مجھے دق نہ کیا جاوے
اور اوسی شب کو راجہ ایک سانڈنی پر سوار ہو کر نہروالہ سے کھنبایت کو
راہی ہوا اور چالیس فرسنگ کے فاصلے کو ایک رات دن مین طے کیا اور سوداگر
کے بھیس مین شہر مین داخل ہوا - اور بازارون اور کوچون مین الگ الگ موقعون پر
ٹھیر کر قطب علی کی شکایت کے متعلق حالات ٹٹولتا رہا - راجہ کو خوب محقق ہوگیا
کہ مسلمانون پر بڑا ظلم ہوا ہے اور وہ قتل کئے گئے ہین - بعد اس کے ایک برتن
سمندر کا پانی بھر کر اور لیکر نہروالہ کو لوٹ گیا - جہان پر اپنی روانگی سے تیسری رات
کو پہنچ گیا - اور صبح کو اوس نے دربار کیا - اور قطب علی کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنا سارا

واقعہ بیان کرو اوس نے تمام وکمال حقیقت سنائی دربار کے گروہ کے غیر مذہبی آدمیون نے چاہا کہ اوس کو جھوٹا بنائین اور دھمکائین - اسپر راجہ نے اچھے پانی والے کو فرمایا کہ وہ پانی کا برتن حاضرین کو دیدے تاکہ وہ سب اوس مین سے پیوین ہر ایک شخص نے اوس کو پینا چاہا اور چکھ کر چھوڑ دیا اور سمجھ لیا کہ سمندر کا پانی ہے پینے کے قابل نہین - اس کے بعد راجہ نے کہا کہ چونکہ اس معاملے مین جدا جدا مذہب والون کا ایک دوسرے سے تعلق تھا اسلئے مینے کسی پر بھروسا نکیا اور خود کھنبایت کو جا کر تمام حالات کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ مسلمانون پر فی الواقع جبر و ظلم ہوا ہے - پھر اوس نے کہا کہ میرا یہ فرض ہے کہ اپنی تمام رعایا کے حال کی نگرانی رکھون - اور اونکی ایسی حفاظت کرون کہ وہ امن سے ساتھ رہ سکین - اس کے بعد اوس نے حکم دیا کہ غیر مذہب والون یعنی برہمنون اور آتش پرستون اور دوسری ذات والون مین سے دو دو معزز آدمیون کو سزا دیجائے اور ایک لاکھ بالوترے (چاندی کا سکہ) اوس منار و مسجد کی دوبارہ تیاری کے لئے دئے - اور چار پارچے کا خلعت عطا کیا اس خلعت کے کپڑے اب تک حفاظت سے رکھے ہوئے ہین اور کسی بڑے تیوہار کی تقریب مین دکھائے جاتے ہین وہ مسجد و منار کچھ روزون پہلے تک کھڑے تھے لیکن جب بالا (مالوہ) کے لشکر نے ملک نہروالہ پر حملہ کیا - اوس وقت مین وہ توڑ ڈالے گئے - سید شرف تمیمی (تا سے فوقانی سے بروزن تمیمین) نے اپنے خرچ سے اونھین بنوایا - اور ایک کی بجائے چار مینار تعمیر کرا دئے - سونے کے کلس چڑھائے ہین وہ اپنے مذہب کی اس عمارت کو غیر مذہب والونکے ملک مین چھوڑ گیا اور وہ عمارت اب تک موجود ہے - غرضکہ بقول محمد عوفی جے سنگھ ہندوستان کے اوس زمانے کے والیان ملک مین سب سے بڑا اور نہایت مدبر تھا - وہ بڑی نرمی کے ساتھ حکومت کرتا تھا - اور دوسرے سردارونکو اپنے دباؤ مین رکھتا تھا - جامع الحکایات شمس الدین التمش کے وقت مین [illegible] کے قریب لکھی ہے -

## ائمہ کی ترتیب

بوہرے مستنصر کے بعد مستعلی باللہ کو امام برحق جانتے ہیں مستعلی کے انتقال کے
بعد اونکے بیٹے آمر باحکام اللہ تخت سلطنت پر متمکن ہوئے ۴ ربیع الثانی سنہ ۵۲۴ھ
ہجری کو آمر کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ابوالقاسم طیب رکھا اور جس مکان میں
اونکی ولادت ہوئی تھی اوس کا نام بیت الحق معمور مقرر کیا گیا۔ ۳۔ ذیقعدہ
سنہ ۵۲۶ہ ہجری کو آمر قاہرہ میں سرراہ زخمی ہوئے تو اپنی جانشینی کے لئے طیب
کے واسطے وصیت کی اور ابن مدین کو بلاکر تربیت کے لئے اونکے حوالے کیا
اور کہا کہ اپنے بعد اپنے دادا ابو علی کو باب مقرر کیجیو اور وصایا کرکے راتمیں آمر نے
رحلت کی اور امراے دولت طیب کو لیکر قاہرہ چھوڑ کر چلے گئے اور دستور ہوگئے
جب یہ خبر یمن میں پہونچی تو حرۃ ملکہ اور داعی ذویب دعوت میں قایم ہوئے
اور طیب بن آمر کی بیعت لیتے رہے - قاہرہ میں مسندنشین خلافت عبدالمجید ہوا
جس کا لقب الحافظ لامر اللہ تھا اور افضل بن بدر وزیر آمر نے قاہرہ کو خوب
لوٹا اور دین نواصب جاری کیا - جیسا کہ مجالس سیفیہ میں لکھا ہے - جو آدمی
امام مخفی و دستور اور اوس کے شیعہ کے درمیان میں سفارت کرتا ہے اوسے
باب کہتے ہیں -

آمر کا شہید ہونا ۳ ذیقعدہ سنہ ۵۲۶ہ ہجری کو مجالس سیفیہ میں لکھا ہے -
اور دوسری کتب تواریخ مثلاً حبیب السیر تاریخ گزیدہ - روضۃ الصفا ناظم
اور جنات الفردوس وغیرہ سے سنہ ۵۲۴ہ ہجری میں اون کا مقتول ہونا ثابت ہے
اور ابوالفدا سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۵۲۲ہ ہجری میں مارے گئے تھے -

بوہرے شیعوں میں سے اسماعیلیہ اور اسماعیلیہ میں سے مہدویہ اور مہدویہ میں سے
مستعلویہ اور مستعلویہ میں بھی خاص طیبیہ ہیں اسلئے کہ تمام خلفاے مصر کو
جنہوں نے حکومت مصر پائی امام نہیں مانتے - بلکہ اون میں سے آمر بن مستعلی
پر ختم کر جاتے ہیں - آمر کے بعد اونکے بیٹے طیب ابوالقاسم کو امام برحق جانتے ہیں
اور آمر کے بعد حافظ اور ظافر اور فائز اور عاضد کی امامت کے قائل نہیں
تو انکے نزدیک یہ چاروں خلفاے غاصب قرار پائے ہیں - کیونکہ خلافت
و امامت آمر کے بعد طیب کا حق تہا - پس انکے نزدیک جناب سرور کائنات

کے بعد وصی اور آئمہ کی ترتیب اسطرح ہی (۱) وصی حضرت علی (۲) امام حسن (۳) امام حسین (۴) امام زین العابدین علی (۵) امام محمد باقر (۶) امام جعفر صادق (۷) امام اسماعیل (۸) امام محمد (۹) امام عبد اللہ (۱۰) امام احمد (۱۱) امام حسین (۱۲) امام مہدی (۱۳) امام قائم (۱۴) امام منصور (۱۵) امام معز (۱۶) امام عزیز (۱۷) امام حاکم (۱۸) امام ظاہر (۱۹) امام مستنصر (۲۰) امام مستعلی (۲۱) امام آمر (۲۲) امام طیب۔

## امام و داعی کے تقرر کا طریق

بوہرونکے نزدیک وجوب امامت کا طریق نص ہی۔ اسیطرح منصب کا حال ہی جو امام یا داعی اپنی حیات مین جسکے لئے اپنی قایم مقامی کی نص کردیتا ہی وہی اوس کا جانشین مانا جاتاہے بس نہ کوئی اپنی مرضی سے اوس منصب کا دعوے کرنے سے حقدار سمجھا جاتاہے اور نہ دوسرون کے انتخاب کو اس مین دخل ہی۔ اگر چند آدمی جمع ہوکر کسی شخص کو ...... کسی کی قایم مقامی کے لئے منتخب کرلین اور اوسکے ساتھ بیعت کرین تو حقدار اور وارث جائز نہین قرار پا سکتا۔ جب تک کہ اگلے کی طرف سے تخصیص نہ واقع ہو یہی وجہ ہی کہ آمر کے بعد ابو القاسم طیب کو تو امام یہی مانتے ہین کیونکہ انکے لئے آمر نے نص کی تھی اور حافظ وغیرہ کو امام نہین مانتے۔ اور انکے نزدیک نص دوم نص اول کی ناسخ ہے۔ یعنی اگر امام ایکبار یہ نص کردے کہ میرے بعد فلان میرا جانشین ہوا۔ بعد اس کے پھر امام کسی دوسرے شخص کے لئے نص کردے تو دوسری نص واجب العمل ہی اور پہلی منسوخ ہے یہی وجہ ہی کہ نزار کو امام نہین مانتے۔ ابو مستعلی کو امام مانتے ہین کیونکہ اول مستنصر نے نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد نص کی پھر مستعلی کی امامت کی نص کردی۔ جبوری مین لکھا ہے کہ داعی صاحب جب مرنے کو ہوتے ہین تو اپنی وفات سے قبل ایک تحریر مین اپنے جانشین کا نام لکھکر مسند کے نیچے رکھدیتے ہین۔ اونکی وفات کے بعد لوگ اوس تحریر کو لیکر مطابق اسکے

اوریں شخص کو داعی مان لیتے ہین - اور جہانتک ہوتا ہی داعی سابق داعی لاحق مین نفس و کمال کے اوصاف دیکھکر جانشینی کے لئے نامزد کرتے ہین - اگر بیٹا ایسا لائق نہین ہی جیساکہ بھائی یا بھتیجا ہے تو بیٹے کو چھوڑکر بھائی یا بھتیجے کا انتخاب کر لیتے ہین -

# آئمہ مستور

بوہرے امام جعفر صادق کے بعد چار اماموں کے مستور و مخفی ہونے کے قائل ہین اور وہ چارون یہ ہین - عبداللہ - احمد - حسین - اور طیب

# حرۂ ملکہ کے اوصاف اور اون کے قائمقام کا بیان

ابوالفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ نام ان ملکہ کا سیدہ اور لقب حرہ تھا ان کے باپ کا نام احمد بن جعفر بن موسی صلیحی ہے سنہ ۴۴۰ ہجری مین پیدا ہوئی بقیہ اور شہاب کی بھتیجی اسما نے اونکی پرورش کی تھی سنہ ۴۶۱ ہجری مین اسما کے بیٹے احمد الملقب بہ مکرم بن علی قاضی محمد بن علی صلیحی نے جو صنعا مین سلطنت کرتا تھا اپنے ساتھ نکاح کیا تمام کام حرۂ موصوفہ انجام دیتی تھین احمد مکرم نے اپنی حیات مین اونکو تخت پر بٹھا لیا تھا - حرۂ ملکہ انتظام سلطنت اور تدبیر ملک اور لڑائیو نکا انتظام کرتی تھین احمد مکرم کہانے پینے اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا تھا - سنہ ۴۸۴ ہجری مین احمد مکرم نے وفات پائی تو اوس کے چچا کا بیٹا ابو حمیر سبا بن احمد بن مظفر بن علی صلیحی والی ریاست ہوا تمام عمر ریاست کرتا رہا یہانتک کہ سنہ ۴۹۵ مین سبا نے انتقال کیا - یہ شخص صلیحیون کا سب سے پچھلا بادشاہ گذرا اس کے عہد مین بھی سلطنت کے تمام امور یا رحرۂ ملکہ ہی کے ہاتھ مین تھے حرۂ ملکہ کے ایام حکومت مین ابن نجیب الدولہ سنہ ۵۱۳ ہجری مین مصر سے آکر سلطنت پر قابض ہو گیا اور یمن کے بہاڑون مین پہرتا رہا - یہان تک

کہ حضرت آمر باحکام اللہ والی مصر کے لشکر جرار نے اوس کے سر پر پہنچکر سنہ ۴۹۲ ہجری کے بعد ابن نجیب الدولہ کو گرفتار کرلیا - اور اب سلطنت ابن ذریع بن عباس بن کرم کے ہاتھ مین آگئی آل ذریع کا نام آل عدن ہے - اور یہ لوگ آل زریب بہی مشہور ہین - مگر ان تمام انقلابات مین حرۃ ملکہ کا اقتدار برابر قایم رہا - ان کے وقت مین ملک مفضل ابو البرکات بن ولید حمیری حاکم تعز کا کہنا سننا بہت چلتا تھا - بلکہ یہ شخص انکے سامنے احکام نافذ کرتا تہا مجالس سیفیہ مین حرۃ ملکہ کی بڑی تعریف لکہی ہے - کہا ہے کہ وہ علم تنزیل و تاویل و حدیث ائمہ و رسول مین سمجہ رکہتین اور روایان زمان اونسے پس پردہ سے مسائل سیکہتے تہے اور احکام حاصل کرتے تہے اور مشکلات مین اونکے پاس رجوع کرتے تہے پس جس بات کے طالب ہوتے تہے اونکے پاس پاتے تہے اور اونکو علم زہد و ورع و عبادت کے ساتھ سیاست و تدبیر مین بہی کمال حاصل تہا - ملوک مین اونکی گفتگو کے خواہان اہل مین اونکی اطاعت مین یوبان تہے - وہ اپنی حیات مین دعوت و حکومت پر اپنے مردان صاحب مفضل کی وفات کے بعد قایم رہین اور اونہین کے عہد مین مستنصر واقع ہوا یعنی طیب بن آمر مستور ہوے اور جب تک یہ ملکہ زندہ رہین انتظام مین کچہ خلل واقع نہین ہوا حرۃ ملکہ نے بانوے سال اور چند ماہ کی عمر پاکر ۲۲ شعبان سنہ ۵۳۲ ہجری مین وفات پائی - مجالس سیفیہ اور صحیفۃ الصلوۃ کنز ان مین اسی طرح ہے - اور ابو الفدا نے اونکی وفات کا سال سنہ ۵۳۲ ہجری لکہا ہے - بہر صورت جامع ذی جبلہ مین بائین جانب قبلے کے مسجد کی ایک منزل مین مدفون ہوئین اونکی قبر آج تک زیارت گاہ ہے مسجد مذکور کی دیوار جانب قبلہ مین اونکے حکم سے تمام اماموں کے نام علی بن ابی طالب سے اونکے زمانے کے امام تک لکہے گئے ہین - حرۃ ملکہ کے لیئے آئمہ طاہرین کے نزدیک مقام محمود اور مرتبہ عالی تہا اور خاصکر آمر باحکام اللہ نے اونکو ہر طرح کے فضل سے مخصوص کیا تہا اور تمام آدمیون سے اونکے مرتبے کو بڑہا دیا تہا اونہین مقام نور حجاب اور بیت نور ستور کا حسن بن طیب ابی القاسم پیدا ہوئے تہے باب مقرر کیا تہا اور آمر نے حرۃ ملکہ کو حکم دیا تہا کہ وہ طیب

ابی القاسم کی حالت ظہور مین اور استتار کے بعد اونکی طرف دعوت کرتین اور دعوت کو اونکی طرف اور اون آیمہ کی طرف جو اونکی اولاد سے ہونگے برابر جاری رکھین پس حرہ ملکہ کو جس بات کے لئے اون کے مولا نے حکم دیا تہا اوسپر مستعد اور قایم رہین - داعی عماد الدین ادریس بن حسن نے کہا ہے کہ حرہ ملکہ نے داعی ذویب بن موسے کو اپنا قایم مقام کر کے اور دعاة مین کا اونکو قدوہ بنا کے اور داعی خطاب کو اونکا معاون کر کے دنیا سے رحلت کی - پس وہ دونون طیب بن آمر کی وفات و حیات مین اونکی دعوت کرتے رہے اور قواعد دعوت کو بلند کیا اور طیب کے نشان اور داعی ذویب **دعاة مطلقین** مین سے یمین وسضافات و جزایر مین پہلے ہین - طیب کے استتار کے بعد اور داعی یحیی بن لمک نے بھی اونکے رتبہ تسلیم کیا تہا - داعی ذویب داعی لمک کے شاگرد تھے اور داعی لمک المویدفی الدین شیرازی سے علم تحصیل کیا تھا -

## متفرق داعیونکا بیان

خلفاے مصر سے بیشتر اسمعیلیہ کے پاس سوای کتاب البیان باطنیہ مولفہ عنیاث کے اور کوئی کتاب نہی جب مہدویہ نے مصر اور افریقیہ پر تسلط حاصل کیا تو اونکے خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور داعی پیدا ہوے جیسے نعمان بن محمد بن منصور قاضی اور علی بن نعمان اور محمد بن نعمان اور عبد العزیز اور محمد بن سبب عقیلی اور ابو الفتوح رجوان اور محمد بن عمار کتامی الملقب بہ امام الدین وغیرہ خاصکر مستنصر کے عہد مین عامر بن عبد اللہ رواحی یمنی اور علی بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تہے یہانتک کہ علی بن محمد نے ۴۲۹ہجری سے یمن مین ایسا قدم جمایا اور سے نجاح رئیس تہامہ کو زہر دلوا کر ۴۵۲ ہجری سے دو برس کے عرصے مین یعنی ۴۵۴ ہجری تک سارے قلمرو یمن کا بتدریج مالک ہوگیا - اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ مین کیا - یمن مین قوم بنی یام اور قوم بنی ہمدان اسمعیلی المذہب ہین علی بن

محمد صلیحی ابتدا میں سنی المذہب تھے عامر بن عبداللہ رواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہو گئے تھے یہ اور انکے بیٹے احمد بن علی بن محمد صلیحی دونوں یمن کے حکمران بھی رہے [۱] اور بعد انکے اور بڑے بڑے داعی بھی گذرے ہیں جیسے صالح بن رزیک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارہ یمنی صاحب تاریخ یمن بھی باطن میں شافعی تھا اور رضا ہر میں مہدویہ کا داعی حسین بن عبداللہ بن حسن بن علی بن سینا المعروف بہ شیخ الرئیس کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہیں اور احمد بن عبداللہ مصنف رسائل اخوان الصفا کا بھی یہی مذہب تھا اور فوائد المحیہ میں لکھا ہے کہ رسائل اخوان الصفا کا واضع زید بن رفاعہ ہے۔ مگر داؤد بوہروں کے علماء کے نزدیک اول صحیح ہے۔ اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی مہدوی بتایا ہے۔ یہ سات برس تک حضرت مستنصر کے پاس مصر میں رہا تھا۔ ہر سال یہاں سے حج کو جاتا اور پھر مصر لوٹ آتا۔ آخر کار مکہ سے بصرہ ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا۔ اور وہاں پر لوگوں کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف ہدایت کرنے لگا۔

## علمائے دعوت اور داعیوں کا سلسلہ وار بیان

مجالس سیفیہ کی مجلس بستم میں آگر فضائل عید غدیر کے بیان کیا ہے کہ عالم دعوت سکا مبدء داعی المؤید فی الدین شیرازی ہیں جو بطریق مستنیر باللہ کی طرف سے حجت تھے۔ اور تفصیل اس کی اس طرح ہے کہ داعی علی بن محمد صلیحی کے ہاتھ سے جب اللہ نے امر ایمہ ظاہر کیا اور ان کو بلاد یمن میں تمکین دی تو صلیحی نے داعی لمک بن مالک حمادی کو مصر میں بھیجکر اجازت طلب کی۔ لمک مصر میں پہنچے اور ان کو داعی

---

[۱] دیکھو تاریخ یمن مولفہ نجم الدین عمارہ یمنی ۱۲

موید فی الدین کے مکان میں ٹھہرنے کی اجازت ملی سات برس تک داعی
لمک داعی موید سے علوم آئمہ کو حاصل کرتے رہے اور جب وہ یمن کیطرف
واپسی کی اجازت مانگتے تھے تو قیام کے لئے حکم ہوتا تھا یہانتک کہ داعی لمک
نے ستائیس مسائل دقیق داعی موید سے دریافت کئے جسپر موید نے کہا کہ
ان کا جواب میں نہیں دیسکتا امام دیں گے اور اون کو امام کی خدمت میں
لے گئے تو ہر مسئلے کے جواب کے ساتھ خلعت ملتا گیا ۔ داعی علی بن محمد صلیحی
کے انتقال کے بعد داعی لمک یمن کے داعی قلم مقرر ہوئے اور یہ بڑے عالم
شخص تھے ۔ داعی لمک سے بہت سے داعیوں نے علم حاصل کیا اور یوں تو
اونکے بہت سے شاگرد تھے مگر اعلے درجے کے دو ہی ہوئے ایک اونکے بیٹے
داعی یحیی اور دوسرے داعی ذویب بن موسی جب داعی ذویب کی عمر پوری
ہوئی تو اونہوں نے اپنی قایم مقامی کے واسطے داعی ابراہیم بن حسین
کے لئے نص کی اور اونہیں اپنی طرح امام کے لئے باب مقرر کیا اور داعی ابراہیم نے
اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے **حاتم** کے حق میں ایسا ہی کیا اسیطرح
ابراہیم کے بعد دعاۃ یمن سب کرتے رہے اور اپنے قایم مقام کے لئے نص
کرتے رہے یہانتک کہ سلسلۂ دعوت ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے
ہوتے **داعی عماد الدین ادریس بن حسن** تک پہنچا
یہ عالم متبحر تھے اس وقت دعوت میں بڑا اختلاف پیدا ہوگیا تھا ۔ اور یہ بات
کہی جاتی تھی کہ دعوت ہندوستان کو منتقل ہوگی پھر ہند سے تحصیل علم کے لئے
چند شخص بلائے گئے یہ چار شخص کہ اہل حسب و فضل سے تھے ہند سے یمن میں
بھیجے گئے (۱) داعی یوسف بن سلیمان ساکن سدھپور (۲)
داعی جلال الدین (۳) داعی داود بن قطب شاہ (۴) داعی داود
بن عجب شاہ ۔ یہ تینوں شخص احمدآباد کے رہنے والے تھے ۔
آخرکار داعی ادریس بن حسن نے جو یمن کے آخری داعی تھے دعوت کی ۔
نص **یوسف بن سلیمان** پر کی اوسوقت سے دعوت یمن سے ہند کو
منتقل ہوئی ۔ یوسف اپنے زمانۂ حیات تک دعوت میں قایم رہے اونہوں نے

اپنے بعد داعی جلال الدین کے لئے نص کی اور داعی جلال الدین
نے داعی داؤد بن عجب شاہ کو اپنا جانشین بنایا اور داعی
داؤد بن عجب شاہ نے داعی داؤد بن قطب شاہ کے لئے
اپنی قائم مقامی کی نص کی یہ چاروں شخص بڑے کامل و ماہر تھے۔ چنانچہ
داعی داؤد بن قطب شاہ علماء سے زیادہ اور علماء سب سے بزرگ تھے ان سے
بھی علماے دعوت نے علوم حاصل کئے مثلاً (۱) داعی شیخ آدم صفی الدین
(۲) داعی عبد الطیب زکی الدین بن داعی داؤد بن قطب شاہ (۳)
شیخ امین الدین نجی بن جلال
داعی عبد الطیب زکی الدین سے اونکے بھائی داعی قطب الدین
نے علم سیکھا اور داعی قطب الدین سے داعی شجاع الدین پیرخان
نے تحصیل علم کی اور داعی شجاع الدین سے اونکے بیٹے شیخ پیرخان
نے مفضل کمال کی تحصیل کی پھر ان سے اونکے شاگرد خانجی بھائی
ابن پیرخان نے علم ادب حاصل کیا اور یہ اپنی استاد کی طرح فاضل
متبحر اور نیز بہیرگار تھے اور جلیل علماے دعوت سے ہیں جو اونکے بعد تھے
داعی بدر الدین نے خانجی بھائی کو خدمت کا متولی کرکے احمد آباد کو بھیجا تھا
شیخ خانجی بھائی جب احمد آباد سے مراجعت کرکے اودیپور میواڑ میں آئے تو
یہاں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اور درس علوم و عبادت میں مشغول ہوئے
انکے علمی فیض کی دو شاخیں دو شاگرد ونکے ذریعہ سے چلیں (۱) شیخ صفی
الدین سے کہ انہوں نے داعی بدر الدین کے حکم سے احمد آباد جاکر خانجی
بھائی سے پڑھا تھا۔ جب صفی الدین اپنے استاد کے پاس سے تحصیل علم کرکے
واپس آئے تو اپنے آبائی وطن نگر میں علوم پڑھاتے تھے اور احکام دین کے اجرا میں
مصروف تھے۔ انہیں سے شیخ عبد القادر حکیم الدین
بن ملا خان نے علم حاصل کیا۔ اور شیخ عبد القادر سے اونکے بھتیجے
شیخ حبیب اللہ بن آدم بھائی بن ملا خان
نے علم تحصیل کیا اور شیخ حبیب اللہ سے شیخ رحمت اللہ بن ملا حسن

نے سیکھا ان سے داعی عبدالعلی سیف الدین نے علم دعوت پڑھا

(۳) دوسری شاخ شیخ لقمان جی ملا حبیب اللہ سے چلی یہ عفوان شباب
میں مالوہ علاقہ اندور سے جلکر اودیپور میں آئے اور شیخ خانجی بھائی سے
تحصیل علم کرنے لگے اور شیخ لقمان جی سے اونکے پوتے ھبۃ اللہ
(بن ملا ولی محمد بن شیخ لقمان جی) نے تحصیل علم کی شیخ ھبۃ اللہ سے بھی
داعی عبدالعلی سیف الدین نے پڑھا ہے۔

## خانجی بھائی بن پیرخان کا مزار اودیپور ملک میواڑ میں ہے

اور بوہرے بڑے ذوق و عقیدت سے اوسکی زیارت ہمیشہ کرتے ہیں۔ ناریل
لیجاتے ہیں۔ وہاں توڑکر کھوپرہ تقسیم کرتے ہیں۔ اگر کی بتیاں جلاتے ہیں۔
بوہرے کے بیٹے پڑھاتے ہیں جن سے بہت ہی مست خوشبو آتی ہے۔

داؤدی بوہرے ایک فاتحہ دعاۃ مطلقین کے لیئے پڑھتے ہیں جس میں یہ نام ہیں

ابو القاسم اور ابو عبداللہ اور جعفر بن منصور اور قاضی نعمان بن محمد اور ابو یعقوب
سجستانی اور ابو حاتم رازی اور ابو یعقوب دنیا اور حمید اور احمد حمید الدین
اور ھبۃ اللہ اور ابو برکات اور بدر جمالی اور علی بن محمد صلیحی اور حرۃ ملکہ اور لمک
اور یحیی ذویب اور خطاب اور ابراہیم اور حاتم اور محمد بن طاہر اور علی بن حاتم
اور علی بن محمد بن ولید اور علی بن حنظلہ اور احمد بن مبارک اور حسین بن علی
اور علی بن حسین اور ادریس اور حسن اور حسین اور علی اور محمد اور یوسف اور جلال الدین
اور برہان الدین اول اور برہان الدین دوم اور صفی الدین اور زکی الدین۔
اور شمس الدین اور زین الدین اور قطب الدین اور شجاع الدین اور بدر الدین
اور زکی الدین اور کلیم الدین اور نور الدین اور بدر الدین اور وجیہ الدین اور
ھبۃ اللہ اور عبدالطیب زکی الدین اور یوسف نجم الدین اور عبدالعلی سیف الدین
اور محمد عز الدین اور طیب زین الدین اور محمد بدر الدین۔

ایک دوسری فہرست بھی دعاۃ مطلقین کے ناموں کی پیش کرتا ہوں جو فائدے
سے خالی نہیں (۱) حرۃ ملکہ بنت احمد (۲) لمک بن مالک (۳) یحیی
بن لمک (۴) ذویب بن موسی (۵) ابراہیم بن حسین (۶) حاتم بن ابراہیم

(۷) علی بن حاتم (۸) علی بن محمد بن ولید (۹) علی بن حنظلہ (۱۰) احمد بن مبارک (۱۱) حسین بن علی (۱۲) علی بن حسین (۱۳) علی بن حسین (۱۴) ابراہیم بن حسین (۱۵) محمد ابن حاتم (۱۶) علی ابن ابراہیم (۱۷) عبدالمطلب بن محمد (۱۸) عباس بن محمد (۱۹) عبداللہ ابن علی (۲۰) حسن ابن عبداللہ (۲۱) علی بن عبداللہ (۲۲) ادریس بن حسن (۲۳) حسن بن ادریس (۲۴) حسین بن ادریس (۲۵) علی بن حسین (۲۶) محمد بن حسین (۲۷) یوسف بن سلیمان (۲۸) جلال الدین بن حسن (۲۹) داؤد جی بن عجب شاہ (۳۰) داؤد جی ابن قطب شاہ (۳۱) شیخ آدم بن طیب شاہ (۳۲) زکی الدین بن داؤد (۳۳) علی بن حسن (۳۴) قاسم جی پیرخان (۳۵) قطب الدین محمد بن داؤد جی (۳۶) پیرخان شجاع الدین بن احمد جی (۳۷) اسماعیل جی بن علاء راج (۳۸) زکی الدین بن بدرالدین (۳۹) موسی بھائی بن کلیم الدین (۴۰) نورالدین بن موسی بھائی (۴۱) بدرالدین بن شیخ آدم (۴۲) وجیہ الدین بن حکیم الدین (۴۳) مؤید الدین بن وجیہ الدین (۴۴) زکی الدین بن بدر الدین (۴۵) نجم الدین بن زکی الدین (۴۶) عبد علی سیف الدین بن زکی الدین (۴۷) محمد عز الدین بن جیون جی (۴۸) طیب زین الدین بن جیون جی (۴۹) محمد بدرالدین بن سیف الدین (۵۰) عبدالقادر نجم الدین (۵۱) عبدالحسین حسام الدین (۵۲) محمد برہان الدین (۵۳) ابوالفضل عبداللہ بدرالدین

## امام اور داعی میں فرق

ان لوگوں کی علمی و تاریخی تحقیق پر افسوس ہے جو سورت کے بڑے ملا صاحب کو بوہروں کا امام لکھ مارتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم کو بھی داعی اور امام میں فرق نہ معلوم ہوا اور اون پر یہ امر منقح نہ ہوا کہ داعی ہیں امام نہیں اسی لئے اونہوں نے اپنی کتاب لقطہ اور خبیئة الاکوان میں امام لکھا ہے۔

فرقہ اسماعیلیہ میں امامت منحصر ہے بی بی فاطمہ علیہا السلام کی اوس اولاد میں جو حضرت اسماعیل بن جعفر صادق کے سلسلہ نسب میں ہے اور سورت والے

ملا صاحب اونکے نسب سے نہین اور بوہرو نکے امام طیب علیہ السلام حضرت آمر کے بعد مستور ہو گئی ہین - اسلئے اونکی اولاد کا بھی پتہ نہین اور بغیر اولاد حضرت طیب ابو القاسم کے دوسرا امام ہو نہین سکتا - پس سورت والے ملا صاحب داعی ہین - یہ نہ اپنے آپ کو اولاد اسماعیل کہتے ہین نہ امامت کا ادعا کرتے ہین - مینے حضرت نجم الدین عبد القادر مرحوم ن مہاراجہ کا غذ پڑھا لکھی ہتی جسمین صاف داعی کا لفظ اونکے نام کے ساتھ تہا - اور جو دعا داعی حاضر کے حق مین داؤد یہ بوہرے پڑھتے ہین اوس سے بھی یہ بات ثابت ہے چنانچہ اوس کے لفظ یہ ہین **اللّٰھم ان ھذا داعی آل نبیک محمد و ولیک علیؑ ولی کل مومن وھو سیدنا و مولانا الخ** مولانا نجم الدین عبد القادر جبکہ اودیپور مین تشریف لائے تو میرے والد مرحوم کے ساتھ اونکو بہت محبت پیدا ہو گئی - اور والد نے اونکے علم و فضل کی بڑی قدر کی تھی - کچھ تحائف بھی دئے تھے -

**فائدہ** داعی صاحبان کی مانند نظری نے اس بات کو بھی تاڑ لیا ہے کہ مومنین کو امام کے وجود سے مستغنی کر دیا جاتا ہے - اسی لئے دعوت مین کسی نہ کسی موقع پر یہ بات مومن کے ذہن نشین کر دیجاتی ہے کہ داعی اپنے اعمال مین امام کی پیروی کر کے اوس کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے - اور جو کوئی پورے طور سے داعی کا تعلق باندہتا ہے اوس کو امام کی زیارت کا شرف نصیب ہو جاتا ہے -

# کتب اصول علم دعوت

اصول علم دعوت مین چار کتابین ہین اول وا علے اونکے رسائل اخوان الصفا دوم کتاب راحۃ العقل سوم کتاب تاویل الدعائم - چہارم المجالس المؤیدیہ جو شخص ان کتب کا عارف ہو اور مبلغ علم کو پہنچا ہو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اوس سے مسائل حاصل کئے جاوین اور اوس کے قول پر وثوق کیا جاوے اور ہر ایک علم رسائل اخوان الصفا مین موجود ہے جو جاہے

ادستی التزام کرے مجالس سیفیہ مین اسیطرح لکھا ہی۔

# علمی و ادبی کیفیت و مذہبی رازداری

بوہرون مین بڑے بڑے ادیب زبان عربی کے ہوتے ہین۔ نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے ساتھ لکھتے ہین۔ ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہین۔ از زبان فارسی و اردو وغیرہ کی کتابین شغل مین نہین رکھتے۔ علما حفظ کتابت بھی آپس مین عربی زبان مین کرتے ہین۔ اور جو بے علم ہین وہ گجراتی اور اردو مین لکھتے ہین۔ زبان گجراتی انکے یہان کی عام مادری زبان ہے۔ بوہرون کے علما کسی سے مناظرہ نہین کرتے خاصکر یہ بہی مناظرے سے بالکل بچتے ہین نہ اپنے مذہب کے اصول و فقہ و حدیث و تفسیر و عقائد کی کتابین غیر مذہب والے کو دکھاتے ہین۔ اس باب مین ان کا خصہ ہے۔ اور مجھکو جو کچھ کتابین انکی یا ان کی دیکھنے کو ملی ہین وہ ایک بڑی تدبیر سے دادو یہ بوہرون سے ہاتھ لگی ہین جس کا ان مین سے خاص خاص آدمیونکو اتنا قلق ہے کہ بہت سے گمنام خط مجھکو بُرے الفاظ کے لکھکر ڈاک مین ڈلے ایک خط مین یہ دو شعر بھی مجھکو لکھ بھیجے تھے

| آبو غنی نعین | نجم الغنی |
| --- | --- |
| ۱۱۸۴ | ۱۱۸۴ |

التفت آل اللہ یا نجم الغنی     فلانت باللہ الذی من الدنی
جہلا نسب بنی السبنی محمد     فلانت من اتباع شراب المنی

شراب منی کے معنی کیا لکھو ہین۔

یہان ایک بات قابل غور ہے کہ شارب بکسر را سے مہملہ پینے والے کے معنی مین ہے جمع اسکی شرب بفتح اول و سکون را سے مہملہ آتی ہے اور شرب جمع اتی ہے۔ شراب نظر سے اور جگہ نہین گذرا۔ شراب المنی کے ترجمے مین تین شخصون کے نام لکھے ہین جن مین سے ایک شخص اسماعیل بن

کہ جسکو یورپ - ایشیا اور افریقہ کے تمام عالی دماغ اور بہادر اعلے درجے کا
شجاع اور مدبر اور کامل قوت بشری کا رکھنے والا مانتے ہین اور جسکے پنجہ
فولادی نے زردشتیون اور عیسائیونکی بڑی سے بڑی سلطنتونکی اینٹ سے
اینٹ بجادی تھی - اور دس برس چھ ماہ ۴ دن کے عرصے مین فتوحات کو اتنی
وسعت دی کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل مشرق کی جانب ۱۰۸۷
میل جنوب کی جانب ۴۸۳ میل اور مغرب کی جانب جدہ تک اعلاے کلمۃ اللہ
کا پھریرا اوڑنے لگا - یمن شام - مصر - عراق - عرب - جزیرہ - خوزستان
عراق عجم - آرمینیہ - آذربائجان - فارس - کرمان - خراسان - اور کچھ حصہ بلوچستان
بھی شامل تھا اور ایسے زبردست اسلامی خدمات کے معاوضے مین بیت المال سے
صرف اسقدر روزینہ جناب امیر کے مشورے سے لینا قبول کیا جو معمولی خوراک
ولباس کے لئے کافی ہو - اور اپنے دسترخوان پر معمولی روٹی اور روغن زیتون کے
سوا اور چیزین کم آنے دین - آٹا کبھی گیہون کا کھایا اور کبھی جو کا - لیکن چھنا ہوا
نہ ہوتا تھا - اور ہمیشہ موٹے کپڑے اکثر پیوند دار پہنتے کہ جن مین بعض وقت بارہ
پیوندون سے زیادہ لگے ہوتے تھے - اور یہ کتنا بڑا شرف حاصل ہے کہ ام کلثوم
بنت امیر المومنین علی بن ابی طالب جو خاص رسول اللہ کی نواسی تھین نکاح
مین تھین جسکی تصریح بڑے بڑے مشہور و معتمد مورخین مثل طبری ابن حبان - ابن
قتیبہ اور ابن اثیر وغیرہ نے کی ہے -

## بوہرون کا طرز معاشرت

یہ سارا فرقہ نماز و روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد کی اطاعت مین سرگرم ہے
کوئی داڑھی نہین منڈاتا - بلکہ داڑھی کو کبھی قینچی بھی نہین لگاتا - اور سر پر بال
نہین رکھتا نہ حقہ پیتا ہے نہ تنباکو کھاتا ہے نہ سونگھتا ہے - یہ لوگ مسکرات
کے قریب بھی نہین پھٹکتے - جس قصبہ یا شہر مین بوہرے رہتے ہین وہان انکی
تمام جماعت ایک محلے مین سکونت رکھتی ہے - دوسرے مذہب والے کو ادہر
جگہ نہین دیتے - اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علیحدہ

رکہتے ہین اور اپنی شادی وغمی مین سوا اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہین دیتے اپنی ہی قوم مین بیاہ شادی کرتے ہین اور ناچ رنگ وغیرہ نہین کرتے صرف آتشبازی چھوڑتے ہین اور باجہ بجواتے ہین کسی غیر مذہب والونکی مسلمانون مین سے بیٹی نہ لیتے ہین نہ اوسے دیتے ہین - بوہرے باوجودیکہ ہندوؤن سے سخت پرہیز رکہتے ہین - مگر اتنک اون مین کچہہ باتین ہندوؤنکی باقی ہین مثلاً ان کے ہان مستورات کے پردے کا رواج نہین عورتین باہر بے حجاب پھرتی ہین لہنگے پہنتی ہین - یہ لوگ سود علانیہ دیتے لیتے ہین اور دیوالی مین جگمگھٹ کی رات کو ہندوؤن سے زیادہ روشنی اور سامان خوشی کا اہتمام کرتے ہین اوسی شب حساب وکتاب کی نئی بہیان شروع کرتے ہین - پرانی بہیان بند کرتے ہین - اور اس مین عامل کے قاعدے کی یہ بات رکھی گئی ہے کہ ہر دوکان پر عامل جا کر نئی بہی پر تیمنًا بسم اللہ لکھہ دیتا ہی اور صاحب دوکان کچہہ اوسکی نذر کر دیتا ہے - اور ہندی مہینون اور تاریخون کے اعتبار سے حساب وکتاب رکہتے ہین - شاید اسی وجہ سے مرآت احمدی کے ترجمہ انگریزی کے نوٹ مین مندرج ہی کہ بوہرے کسی قدر ہندوؤنکے رسم ورواج اور عقیدے پر اتنک چلتے ہین مگر عجیب بات یہ ہی کہ ہندوؤن کے یہان کے کہانے پانی سے حتی الوسع بہت بچتے ہین اس کام کے واسطے ملا لقمان جی نے اونکو چالیس سکہاون مین یون نصیحت کی ہے -

ہندو نئے ہاتہ نے سیر نکہا جو — مومن تھئی نے کافر نتہا جو

یعنی ہندو کے ہاتہ کی مٹھائی مت کہاؤ - مومن ہوکر کافر مت بنو - اگر ہندو دہوبی کپڑا دہوکر لاتا ہے تو پھر اوسے پاک اور نماز کے قابل کرتے ہین جو مچھلی انکے سامنے نہ مری ہو اوسکے نکہانے کے واسطے بھی ملا صاحب کی نصیحت ہے -

مردار مچھی نکہاؤ منا جہے — مردار کہا تا دھرا نبل جہے

یعنی مردار مچھی نکہاؤ اس کا کہانا ممنوع ہے - کیونکہ مردار مچھی کے کہانے سے آدمی احول یعنی بھینگا ہو جاتا ہے -

مردے کو دفن کرتے ہیں تو قبر میں تختے نہیں دیتے تھوڑی سی مٹی ہاتھوں سے صاف
کر کے باریک نکال کے اوسے اول میت کے اوپر ڈالتے ہیں اور اوسے ہاتھوں
سے خوب دباتے ہیں۔ بعد اس کے دوسرے لوگ مٹی دیتے ہیں اور دستور ہے
کہ جو قبر ہوتی ہے اوسی کی مٹی دیجاتی ہے۔ دوسری جگہ کی نہیں ڈالتے اسے
کار گناہ سمجھتے ہیں جب سب مٹی بھر جاتی ہے تو قبر کو ہموار کر دیتے ہیں اور پانی
چھڑکاو کر کے پھول ڈالدیتے ہیں۔ بعد اس کے تمام آدمی اوس قبر کو درمیان سے
بوسہ دیتے ہیں۔ اس کا نام زیارت کرنا ہے۔ بعد اس کے میت کے وارث سے
سب بغلگیر ہوتے ہیں۔ اور تعزیت کی کوئی بات منہ سے نہیں کہتے۔ عامل
میت کے ساتھ نہیں جاتا بلکہ پہلے ہی سواری کے ذریعہ سے قبرستان
میں پہنچ جاتا ہے۔

برادری کے کھانے کا یہ دستور ہے کہ جماعت خانے میں مردوں سے پہلے عورتوں
اور بچوں کو کھلا کر رخصت کر دیتے ہیں۔ اور مردوں میں سب سے پہلے عامل کے
سامنے بڑے تھال میں کھانا رکھا جاتا ہے اور جو معزز یا سیٹھ ہوتا ہے وہ عامل
کے ساتھ شریک طعام ہوتا ہے اور عامل کے ساتھ کھانا کھانا عزت کی نشانی
سمجھی جاتی ہے۔ بعد اس کے معمولی آدمی کھاتے ہیں۔

عاشورے کے دن کسی سنتی جماعت کو اپنی مجلس مرثیہ خوانی میں شریک نہیں ہونے
دیتے اس کا بڑا انتظام رکھتے ہیں۔ سوائے عاشورے کے دوسرے دنوں
میں شریک ہونے دیتے ہیں۔

ان میں لڑکی کا ختنہ ہوتا ہے اور وہ بوڑھی عورت کرتی ہے جو مدینہ منورہ اور
مکہ معظمہ اور کربلائے معلی ہو آئی ہو اور حضرت فاطمہ زہرا کے روضے کی جالیوں کو
بوسہ دے چکی ہو۔ اس ختنے کی تقریب میں مرد کو نہیں آنے دیتے۔
پانچ سال سے ۸ سال کے اندر ختنہ ہو جاتا ہے ایک چھوٹا سا نشتر ہوتا ہے
جس سے ایک گیہوں کے دانے کے برابر لمبا سا شگاف جلدی سے کر دیا
جاتا ہے جس کو چار پانچ روز کے اندر ہی آرام ہو جاتا ہے۔

بابا فخر الدین شہید تکیا کوٹ والے اور مولانا قطب الدین علی احمد آباد والے

اور خانجی پیر اودیپور والے اور داؤد بھائی اودیپور والے اور ملا لقمان جی اودیپور والے ان پانچ بزرگوں کے نام کی چھٹیاں اپنے لڑکوں کی وہ عورتیں کہتی ہیں جنکے بچے نہیں جیتے - فخر الدین شہید کے نام کی چاندی کی بیڑی پہنے ہیں اور ان کا ایسا ہوتا ہے کہ روضے کے پاس جاتے ہی وہ بیڑی از خود کھل جاتی ہے - اسی طرح خانجی پیر اودیپور والے کے نام کی بھی بیڑی پہنتے ہیں

جو کوئی بوہرہ مانتا ہے کہ اگر میرا یہ کام بابا فخر الدین ولی شہید یا قطب الدین صاحب داعی شہید پورا کردینگے تو میں دس روز یا بیس روز یا چالیس روز تک زائر بنکر روضے پر رہونگا - تو اوسپر اس نذر کا ایفا واجب ہوجاتا ہے -

کہتے ہیں کہ بابا فخر الدین شہید کے روضے کے آس پاس بیشمار سانپ ہیں مگر وہ کسی زائر کو کاٹتے نہیں بوہروں میں یہ بھی دستور ہے کہ خواہ غم ہو یا خوشی اوس میں مرثیہ خوانی کرتے ہیں -

دیگر عورتوں کا نکاح ثانی بے تکلف جاری ہے - تاریخ مالوہ میں لکھا ہے کہ اگر اس قوم کی عورت سے زنا کرایا یا کوئی اور قصور کیا تو شوہر نے عورت کی خفیہ پانچ روپئے اوس کے دوپٹے میں باندھ دئے - جب عورت نے روپئے دیکھے معلوم کیا کہ شوہر نے اوسے طلاق دی وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی -

بوہروں میں اگرچہ باہم کتنی ہی مخالفت ہو مگر دوسری قوموں کے مقابل میں سب ایک دل اور ایک زبان ہوجاتے ہیں - اور اپنے ہاں کے مفلسوں کی اتنی خبر گیری کرتے ہیں کہ وہ کسی دوسری قوم کے سامنے دست سوال نہیں پھیلاتا -

## داعی - ماذون - مکاسر - مشائخ - عامل

## ملا - میاں صاحب

داعی کی نسبت بوہرے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ گویا یہ امام الزمان کے قایمقام ہین اور اونکی عزت کرنا ایسا ہے جیسے امام الزمان کی عزت کرنا اور یہ بھی زعم ہے کہ امام الزمان۔ نے داعی کو اس مسند پر بیٹھنے کی اپنی طرف سے اجازت دی ہی اور امام الزمان اس وقت مستر رہین جسوقت وہ ظاہر ہونگے اپنی مسند پر قایم ہوجاینگے اور داعی اونکی طرف دعوت کرتے رہینگے۔ گجراتی زبان مین بہورگی نام ایک رسالہ ہی کہ جس مین لکھا ہی کہ جو کوئی پورے طور پر داعی کا تصور باندھتا ہی اوس کو امام کی زیارت کی عزت حاصل ہو جاتی ہی۔

تاریخ مالوہ مین منشی کریم علی نے لکھا ہی کہ بوہرے پیادہ یا داعی کی اردلی مین دوڑتے ہین دست بستہ اون کے روبرو کھڑے رہتے ہین پشت دیکر اونکی روبرو سے نہین جاتے ہین۔ جب تک اجازت بیٹھنے کی نہین پاتے نہین بیٹھتے ہین۔ جب ملا صاحب وضو کرتے ہین تو بوہرے کلی تک کا پانی ہاتھون ہاتھ لیکر پی جاتے ہین اگر ملا صاحب نے مسجد یا کسی اور جانب کا پیادہ پا قصد کیا اونکے زیر قدم کی خاک کو بوہرون نے آنکھون کا سرمہ بنایا۔ داعی کے دوسرے درجہ پر ماذون ہے اوس کو اس بات کا اذن ہی کہ داعی کی عدم موجودگی ہین وہ کام خود داعی کو تے ہین یہ انجام دے۔ اور جب داعی موجود ہون تو تمام معاملات کی تحقیق کر کے داعی کے سامنے پیش کرے۔

تیسرا عہدہ **مکاسر** کا ہے یہ ماذون کا نائب سمجھا جاتا ہی اور چھوٹے چھوٹے دینی کام کو طے کرتا ہے۔ اور مناسب سمجھتا ہے تو ماذون تک پہونچا دیتا ہے۔

مکاسر کے بعد **مشایخ** کا درجہ ہی ان کا یہ کام ہے کہ سب کو مجلس مین با ترتیب بٹھاتے ہین اور داعی کا جو حکم ہو وہ مومنین کو سنادین۔ انھین مشایخون کے عامل بھی مقرر ہوتے ہین۔

**ملا** وہ ہوتا ہے جو روزے نماز کے مسئلے جانتا ہو۔ اس کا درجہ **شیخ** سے کم ہے اور داعی کی طرف سے اوسکو بطور اعزاز کے ایک گول پگڑی ملتی ہے

**میان صاحب** عامل سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور بعض وقت عامل کسی

سبب سے مسجد یا مجلس میں نہ آسکے تو میاں صاحب کو وہ اپنی قایم مقامی کی اجازت
دیدیتا ہے۔ اس کے پاس ایک سفید چادر رہتی ہے کسی وقت وہ اوس کو
اوڑھ لیتا ہے اور کسی وقت بغل میں دبا لیتا ہے اکثر میاں صاحب جامہ ہی پہنے
رہتا ہے میاں صاحب ہی عامل بنا دیا جاتا ہے۔

عامل کے سوا کسی کو پیش امامی کی اجازت داعی کی طرف سے نہیں ہوتی عامل
اپنی طرف سے کسی ملا یا شیخ کو دوسری مسجد میں نماز پڑھانے کے وقت وقت پر
اجازت دیدیا کرتا ہے اور حاضر اجازت بھی ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا
وقت آجاتا ہے اور عامل سے اجازت لانے میں دیر منظور ہو تو جو ملا یا شیخ حاضر
ہو وہ نماز پڑھا دیتا ہے اسلئے مسجد کے سوا بوہرے جماعت نہیں کرسکتے۔ اگر کوئی
شخص بغیر اجازت کے نماز پڑھا دے تو وہ نماز ناجائز ہے۔ امام اور مقتدی دونوں
کو لوٹنا چاہئے۔

مجلس حسینی میں جو لوگ عامل سے قریب بیٹھتے ہیں وہ زیادہ معزز اور مقدس سمجھے
جاتے ہیں۔ چنانچہ عامل کے قریب نشست حاصل ہونے کی غرض سے لوگ
سیکڑوں روپئے خرچ کردیتے ہیں۔

کوئی بوہرہ عامل سے ملتا ہے تو پہلے ہاتھ چومتا ہے پھر اوس کو ناک سے لگاتا
ہے پھر آنکھ سے لگاتا ہے

## قرآن میں تحریف اور کمی بیشی

جسطرح غلاۃ میں سے بعض فرقے مثلاً نصیری اور معاویہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں
کہ حضرت عثمان نے اوس قرآن میں جو حضرت محمد پر نازل ہوا تھا کمی بیشی کی ہے
اسیطرح اثنا عشریہ کی بعض روایات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن
موجودہ میں دس پارے کم ہیں۔ اور بعض اثنا عشری سورۃ حسنین اور سورۃ علی
اور سورۃ فاطمہ پڑھا کرتے ہیں۔ اسیطرح بوہروں میں بھی بعض داعیوں کے یہ روایت
سنی جاتی ہے کہ مصحف عثمانی میں دس پارے نہیں ہیں جن میں اہل بیت کے
فضائل اور دوسری خاص خاص باتیں تھیں۔ یہ دس پارے جناب امیر کے پاس

موجود تھی۔ مگر انہون نے حضرت عثمان کو اس خیال سے نہ دئے کہ وہ اہل
بیت کے ذکر کیوجہ سے تلف کردینگے اسلئے مصحف عثمانی مین تیس ہی پارے
جمع ہوئے۔ اور انمین بھی کئی جگہہ تحریف ہے مثلاً پارہ ۲۳ کے آٹھوین رکوع
مین ہے سلام علی الیاسین یعنی سلام الیاس پر ہو۔ بوہرے کہتے ہین کہ دراصل
یون تھا سلام علی آل یاسین یعنی سلام اوپر آل محمد کے ہو۔ یاسین حضرت محمد
مجتبے کے نامون مین ایک نام ہے۔ اور آل فرزندان کے معنی مین ہے۔ یاد رکھو
کہ الیاسین حرف اول او سین مکسور کے کسرہ سے الیاس پیغمبر اور اون کے پیروون پر
اطلاق پاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ الیاسین لغت ہے الیاس مین جیسے میکائیل
لغت ہے میکال مین۔ ملا صاحبان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت کے
بعض قاری لوگ بھی اس آیت مین آل یاسین الف ممدودہ سے پڑھتے ہین
اور اس صورت مین آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہوتی ہے اور بعض نے کہا ہے
کہ الیاسین حضرت الیاس کے داداؤن مین سے ایک شخص کا نام تھا اور یہ زیادہ ثنا
ہے۔ پس قرآن کے اختلاف کو حضرت عثمان کی نیت پر حملہ کرنے کا آلہ بنانا
فہم و فراست سے دور ہے۔ کیونکہ قرآن تو قرآن اختلاف قرات خود اصل لغات عرب
مین موجود ہے۔ جیسا اگر کسی نے مالک یوم الدین پڑھا اور کسی نے ملک یوم الدین
پڑھا اس مین کچھ فرق نہوا دونون قرات پر قرآن پڑھا گیا۔ اسیطرح سورہ یٰسین
مین کسی نے ما عملت ایدیھم پڑھا اور کسی نے ما عملتہ ایدیھم پڑھا یا مثلاً کسی نے
سورۃ برات کے اخیر تجری تحتہا الانہار پڑھا اور کسی نے تجری من تحتہا الانہار
پڑھا تو دونون نے قرآن کے کلمات پڑھے اسلئے کہ دونون طرح پر نزول قرآن ہوا ہے
اور دونون قراتین متواتر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین۔
قرآن کی آیتین نزول قرآن ہی سے متواتر ہوجاتی تھین اور جن قراتون پر
نزول ہوتا تھا وہ بھی زمانہ حیات حضرت رسالتمآب ہی مین متواتر سمجھنا چاہیے
قرآن کے جمع کرنے کے بارے مین حضرت عثمان کی سعی اللہ تعالے کی نظر مین
مشکور ہوئی اور تمام عالم مین اونکی اس سعی کی بدولت جن جن قرات پر قرآن نازل
ہوا تھا وہ انہین قرات سمیت بلا احتمال کمی بیشی کے کتاب قرآن شائع

ہوئی اور پروردگار جل شانہ کا وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
پورا ہوگیا۔ ساتھ ہی اس کے بوہرے اس بات کے بھی پابند ہیں کہ اگر وہ دس
پارے نہ ملیں اور جو قرآن کہ اہل بیت میں محفوظ تھا ہاتھ نہ لگے تو اس مصحف
عثمانی ہی سے کام نکالا جاوے۔ کہتے ہیں کہ دس پارے خاص خاص اکابر
شیعہ کے پاس پائے جاتے ہیں۔

مگر یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ شیعہ اثنا عشری کا وہ قول صرف جہلا کی گپ ہے
سلف سے لیکر خلف تک کوئی محقق شیعہ اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ قرآن
میں کوئی تغیر تبدل یا کمی بیشی ہوئی ہے۔ اور علماے اثنا عشری اس خیال کی
برات اپنی کتابوں میں بڑے شد و مد سے کرتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ عقائد شیخ صدوق
تفسیر مجمع البیان اور کتاب مصائب النواصب مولفہ قاضی نور اللہ شوستری
اور شرح کافی کلینی مولفہ ملا صادق میں اسکی تصریح موجود ہے

## صحابہ وغیرہ کے ساتھ سلوک

بوہروں نے علانیہ نام لیکر لعنت سے اپنی دعاؤں میں کل آل زیاد اور کل آل
مروان اور کل بنی امیہ اور ابن مرجانہ (یعنی عبید اللہ بن زیاد) اور عمر بن سعد
اور شمر کو معاف نہیں رکھا ہے۔ اور بھوری میں جو چھوٹا سا رسالہ گجراتی زبان میں
ہے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ صحابہ پر تبرا کی ہدایت کی گئی ہے اور گندے الفاظ کے عوض
ثواب آخرت کی بشارت دی گئی ہے اور خلفاے رسول اللہ کے بیگناہ دامن کو
اون آلودگیوں سے نجس کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس کو کوئی ذی عقل قبول
کرنے آمادہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً جب حضرت رسول مقبول نے ہجرت کے لئے
مکے سے کوچ کیا اور مع ابوبکر صدیق کے مکان سے نکلکر رات ہی کو ایک غار میں
چھپ کے بیٹھ رہے جو اسفل مکہ جبل ثور میں تھا۔ عبد اللہ بن ابی بکر روزانہ
غار میں آتے اور اہل مکہ کے مشورے اور حالات سے آگاہ کر جاتے تھے۔ اور عامر
بن فہیرہ (مولی ابی بکر صدیق) اونکی بکریوں کو عبد اللہ بن ابی بکر کے پیچھے پیچھے نشانی
مٹانے کو چرائی ہوئی لاتا اور شب کو وہیں رہجاتے۔ الغرض یہی کہ لقمہ رحاجت دودھ وغیرہ

آپ کو دیدیا جاوے اور اسماء بنت ابی بکر روزانہ مکہ سے کھانا لا کر کھلا جاتی تھیں باوجود کمال احتیاط کے قریش بھی ڈھونڈھتے ہوئے غار تک ہو نکلے۔ چونکہ وہن غار پر مکڑیون نے پہلے ہی سے جالا لگا رکھا تھا اس وجہ سے مطمئن ہو کر واپس آئے اور سراونٹون کا انعام آنحضرت صلعم اور ابو بکر کی گرفتاری کا اعلان کر دیا۔ ابو بکر صدیق کی جان نثاری کا صلہ ملا۔ صاحبان کیطرف سے ابو بکر کو جو کچھ مرحمت ہوتا ہے وہ سن رکھنے کے قابل ہے قرآن میں جو آیا ہے اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا جب پیغمبر نے اپنے یار کو کہا کہ اندوہگین مت ہو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ملا صاحبان کہتے ہین کہ غار کے اندر ابو بکر چار چار آنسو چلا چلا کر روتے تھے۔ ظاہر مین تو یہ دکھاتے تھے کہ مین حضور کے غم مین روتا ہون اور دل مین یہ مقصود کہ کوئی شخص باہر سے رونے کی آواز سن لے اور آکر پیغمبر کو گرفتار کرے۔

اسی طرح کہتے ہین کہ جب خم غدیر کے مقام سے پیغمبر خدا علی کی مولائیت کا خطبہ پڑھ کر آگے بڑھے اور عقبہ نامی پہاڑ کے نکاتے مین پیغمبر خدا اور حضرت علی کی سانڈنیان پہنچین تو آٹھ آدمی منہ کو ڈھاٹے باندھے غار کے سر پر آئے اور کپون مین پتھر بھر کر اونٹون کے پاؤون مین لڑکاے تاکہ آواز سے بھڑک جائین اور یہ دونون بزرگوار گر پڑین اور ہلاک ہو جائین۔ خداے پاک نے اسی وقت بجلی چمکا دی جسکی روشنی کچھ دیر قایم رہی اور ان دونون بزرگون نے اُن آٹھون کو پہچان لیا جن مین اصحاب ثلثہ بھی تھے۔

اور یہ جو لوگ سے بسبیل تنزل کہتے ہین کہ جبکہ جناب سرور کائنات کی اولاد موجود تھی تو صحابہ نے کیون اون کی چیزون پر قبضہ کر لیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ صحابہ نے حضرت کی کسی چیز پر قبضہ نہین کیا۔ بلکہ اوس کو اہل استحقاق پر خرچ کرنے لگے اور اوس مال کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جو مال صدقہ کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت نے فرما دیا تھا لا نورث ما ترکنا ہ صدقۃ ہم گروہ انبیا نہین چھوڑتے ہین میراث جو کچھ ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے پس حضرت نے خود ہی اپنے متروکے مین میراث جاری ہونے دی۔ صدیق نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کی اور پیغمبر علیہ السلام نے اولاد کو کوئی چیز میراث مین نہ دی۔ اگر صدیق اوس مین میراث جاری کر دیتے تو گناہگار قرار پاتے۔

ملا صاحبان کو سوچ لینا چاہیے کہ تمام صحابہ کو مرے ہوئے زمانہ دراز
گذر گیا ہے اون میں سے جسکو اچھا سمجھا جاتا ہے نہ اوس نے انکے ساتھ کوئی سلوک
کیا ہے اور جسکو برا بتایا جاتا ہے نہ اوس نے انکے ساتھ کوئی بدسلوکی کی ہے
پس ایسے لوگوں کو برائی کے ساتھ یاد کرکے جن کو مرے ہوئے ہزار برس سے
زیادہ عرصہ گذرا وقت عزیز کو خراب کرنا کیا ضرور ہے اللہ نے ہمکو اپنا بندہ
ادائے طاعات شرعیہ کیلئے بنایا ہے ہم پر یہ بات واجب نہیں کہ ہم یہ سمجھا کریں
کہ فلاں شخص برا ہے فلاں شخص قابل لعن ہے وہ سب روز قیامت کو اللہ پاک
کے سامنے کھڑے ہونگے وہاں سچا جھوٹے سے حق دار غیر حق دار سے ممتاز
ہو جائے گا دیکھو شیطان فرعون نمرود اور ابولہب برے ہیں مگر انکو کسی نے سب
کا داعی برا کہلواتا عبادت نہیں سمجھتا حالانکہ جن لوگوں کو برا کہنے میں ثواب کی
امید رکھتے ہیں وہ تو رسول پاک کے سرکام میں ایسے وقت میں آڑے آتے تھے کہ
جسوقت میں دین اسلام کو کوئی ثروت جاہ حاصل نہ تھی اور نہ اس میں داخل ہو کر کسی قسم کا
دنیاوی فائدہ دیکھ رہا تھا پس اگر ایسے لوگوں کی نسبت یہ گمان کیا جاوے کہ وہ
ظاہر میں مسلمان تھے اور باطن میں کافر اور حضرت کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے
تو اس بات سے ہر شخص کو تعجب ہوگا اور ہر ذی ہوش یہ خیال کرے گا کہ مسلمانوں
کے پیغمبر کی ہدایت سے اونکے پاس کے رہنے والوں کو پورا فائدہ حاصل نہ تھا اور اس
سے حضور کی نبوت پر الزام وارد ہوتا ہے اور سننے والے کو آپکی نبوت پر شبہ
ہوتا ہے اسلئے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کرے گا کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے
اونکے دلوں پر کچھ اثر ایمان و اسلام کا نہ تھا تو وہ حضرت کی نبوت کی تصدیق
نہیں کر سکتا کیونکہ اگر آپ سچے نبی ہوتے تو آپ کی رسالت کا کام بے نتیجہ نہ رہتا
بلکہ کچھ آپ کی ہدایت میں تاثیر ہوتی اور یہ جم غفیر صحابہ کا صدق دل سے
آپ پر ایمان لایا ہوتا۔ باوجودیکہ آنحضرت کے دین کے ایک مذہب کے ایک
داعی صاحب کی ہدایت میں وہ تاثیر ہے کہ جو بوہرہ اون کے راہ راست پا لیتا ہے وہ پھر
گمراہی کے گڑھے میں نہیں گرتا اور نہ اونکی ہدایت یافتہ آدمیوں میں سے کوئی
آدمی منافق ہوتا ہے۔ برخلاف پیغمبر اسلام کے کہ اونکی صحبت میں منافق صحابی ہوئے

مجمع کثیر رہتا تھا اور آپ اونکو حقیقی اور اصلی راہ راست دکھانے سے
قاصر ہے۔ تف ایسی سمجھ پر۔

# تقیہ

سب سے پہلے شیعہ کے فرقون مین جتنے تقیہ کا قول منہ سے نکالا وہ کیسا نہین
بوہرے بھی تقیہ کے پابند ہین اور انکو اجازت ہے کہ اگر یہ ایسے آدمیون مین موجود
ہون جو ان کے ہم عقائد نہون اور بوہرے بہت کم ہون تو اپنے آپ کو بھی
اوسی مذہب مین ظاہر کرے تاکہ انکو کوئی ضرر نہ پہونچے۔ اسی لئے جب وہ مکہ مین
ہوتے ہین تو حرم امام کے مصلے مین جگہ پاتے نہین وہین کھڑے ہوکر اوسے مطیع
نماز پڑہنے لگتے ہین۔

# نماز۔ زکوۃ۔ صدقہ فطر۔ لیالی مکرمہ۔ صوم مسنونہ وغیرہ

بوہرے وضو مثل اہل سنت کے کرتے ہین۔ اذان مین اشہد ان محمدا رسول اللہ
کے بعد اشہد ان مولانا علیا ولی اللہ دوبار کہتے ہین اور حی علی
الفلاح کے بعد حی علے خیر العمل حی علے خیر العمل محمد و علی خیر البشر و عترتہما خیر العترۃ
دوبار کہتے ہین اور بعد اذان کے دعا پڑھکے بآمین کرکے چند قدم چلتے پھر
ہین بعد کہو لگ نماز پڑہتے ہین اور نماز کا اتنا سامان تہ بند کرتا ٹوپی مصلا جدا
رکھتے ہین۔ نماز کے وقت ملبوس مستعمل اوتار کر نماز کے کپڑے پہن لیتے ہین
مگر یہ بات مسجد مین ہوتی ہے کسی اور جگہہ مستعمل کپڑونسے بھی نماز پڑھ لیتے ہین
سبحانک اللہم کی جگہ پڑہتے ہین وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین ان صلوتی
ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ
وبذلک امرت وانا من المسلمین علی ملۃ ابراھیم

ودین محمد و ولایۃ علی وابرء الیہ من اعداءہ الظالمین اعوذ
باللہ من الشیطان الرجیم ۔ رکوع کے اندر تین بار سبحان ربی العظیم
وبحمدہ کہتے ہیں اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ تعالیٰ تین بار کہتے ہیں
اور پہلے سجدے کے بعد بیٹھ کر ایک بار یون کہتے ہیں اللھم اغفر لی وارحمنی
واجبرنی وارفعنی اور دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہوتے ہیں یون
کہتے ہیں اللھم انی بحولک وقوتک اقوم واقعد ۔ نماز کی دو
رکعتون کے بعد بیٹھ کر تشہد اسطرح پڑھتے ہیں بسم اللہ وباللہ والحمد للہ
والحمد للہ والاسماء الحسنی کلھا للہ اشھد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ
اللھم صل علی محمد نبیک وتقبل شفاعتہ فی امتہ و
صلی علیہ وعلی اھل بیتہ الطاہرین ۔ اور بڑا تشہد اسطرح
التحیات الطیبات الصلوات الطاہرات الزاکیات
الناعمات التابعات الغادیات والرائحات للہ
نماز تین وقت پڑھتے ہیں ۔ ایکبار فجر کو پڑھتے ہیں ۔ دوسری بار ظہر کو اور ظہر و
عصر کو ملا لیتے ہیں دن کے بارہ بجنے کے بعد جب آدھا گھنٹہ گذرا تو ظہر کی نماز شروع
کرتے ہیں اور اوس کو ختم کرکے پیش امام او مقتدی بیٹھے رہتے ہیں اور ایک
بجتے ہی عصر کی نماز پڑھا دیجاتی ہے ۔ غرضکہ ڈیڑھ بجے تک دونون نمازین ختم
ہو جاتی ہین ۔ تیسری بار مغرب کے وقت پڑھتے ہین اور مغرب و عشا کو ملا لیتے
ہین اور مغرب کی نماز بہت اول وقت پڑھتے ہین اوسکو پڑھ چکنے کے بعد باہم
کرتے ہین ۔ پھر بعد اس کے عشا کی نماز پڑھ لیتے ہین ۔ ایک بوہرے نے
ایسا ہی بیان کیا ہے ۔ با ولیا مین اول دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے ۔ پہلی
رکعت مین الحمد اور قل ھو اللہ احد پڑھتے ہین اور دوسری رکعت مین الحمد
اور قل یا ایھا الکافرون پڑھتے ہین ۔ سلام کے بعد مولانا محمد بن قاسم کی دعا
پڑھتے ہین جسمین عقول عشرہ کا بیان ہے ۔ اور اسی لئے اسے عقل اول کہتے
ہین ۔ اسکے بعد پنجتن کی تسبیح معمولہ قاعدے کے ساتھ پڑھتے ہین ۔ اور

سجدہ کرتے جاتے ہین اور مختلف تعداد وقتین اونکو ناموںکے ساتھ ندا کرتے
ہین سب سے بعد امام طیب کے نام سے کئی بار ندا کی جاتی ہے اور کچھ پڑھکر سجدہ کیا
جاتا ہے اور پھر ایک دعا بھی پڑھی جاتی ہے اور ایک جڑا با دیتا ہے جس مین عقل
اول کی دعا پڑھکر دو رکعت ہر رکعت کے بعد دعا پڑھتے ہین تو اللہ تعالے مقامات
ربانیہ کے وسیلہ سے پڑھنے والے کے تمام مراد بخشتا ہے۔

مسجد مین عورتون کے واسطے بھی ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہین پیش امام مطلق
عامل اور قاضی کے داعی کی طرف سے ہر بستی مین ہر وقت کے لئے مقرر ہوتا ہے
اوسکی معرفت سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اور زکوۃ کا روپیہ
داعی کو بھیجتا ہے۔

مجالس سیفیہ کی ساتوین مجلس مین لکھا ہے کہ زکوۃ فطر ایک صاع گیہون
یا ایک صاع جو یا ایک صاع چھوارے یا ایک صاع مویز ہین۔ اگر گیہون اور
جو اور چھوارے اور مویز نہ ملین تو اس کے عوض نقد دام قبل افطار کے دیوے

**فائدہ** صاع عمر آٹھ رطل کا تھا اور صاع بغدادی و عراقی و کوفی و صاع نبی
و صاع رسول بھی اسیقدر ہین اور صاع حجازی و مدنی پانچ رطل اور تہائی
رطل کا ہے اور صاع ہاشمی چار صاع عراقی کی برابر تھا۔

مجالس سیفیہ کی چوتھی مجلس مین ذکر کیا ہے کہ مقدس راتین ۱۹ - ۲۱ -
۲۳ تاریخ کی ہین - اور مسنون روزے یہ ہین ماہ شعبان اور ہر ماہ کا پنجشنبہ اول و آخر
اور ہر ماہ کا درمیانی چہارشنبہ اور صحیفۃ الصلوۃ مین لکھا ہے کہ رمضان کی
سترھوین۔ انیسوین۔ اور اکیسوین رات افضل ہے اور لیلۃ القدر ہزار مہینون سے
افضل ہے - یہ رات حضرت بی بی فاطمہ کی طرف منسوب ہے - رات بھر جاگنے کا
حکم ہے۔

ان کے ہان عقیقہ کرنا واجب ہے یہانتک کہ اگر نادار ہو تو جب مقدرت حاصل
ہو قضا کرے۔ دو برس سے چھوٹی بکری کام نہین آتی اور تمام اعضا اوس کے
درست ہونا چاہیئن کچھ زیادتی نہو۔ بکری کی ہڈیان بغیر توڑے جدا کی جاتی
ہین اور فرزند کے بالونکے برابر سونا یا چاندی صدقہ کی جاتی ہے۔

اب ائمہ اربعہ اہل سنت کی راے اس کے متعلق سننا چاہئے امام محمد شاگرد
امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنی موطا میں لکھا ہے کہ ہم کو ایسا پہنچا ہے کہ عقیقہ جاہلیت
کی رسوم سے تھا اور اول اسلام میں بھی معمول تھا بعد ازاں قربانی نے ہر ذبیح
کو جو اوس کے پہلے تھا نسخ کیا اور رمضان کے روزے نے ہر اوس روزے
کو نسخ کیا جو اوس سے پہلے تھا اور غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ اوس کے پہلے تھا
نسخ کیا اور زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوس کے تھا نسخ کیا ۔ امام احمد حنبل رح
اور امام مالک رح اور امام شافعی رح کے نزدیک عقیقہ سنت ہے اور امام ابو حنیفہ کے
نزدیک عقیقہ سنت بھی نہیں ہے ۔

# میثاق

شیعہ کا قول ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے پھرے تو غدیر
خم کے مقام پر کہ ایک جگہ مکے اور مدینے کے درمیان میں ہے سب صحابہ کو جمع
کر کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بار خدایا میں جس شخص کا مولا ہوں اوس کا علی
مولا ہے اور خداوندا دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے ۔ دشمن رکھ اوسکو
جو علی سے دشمنی رکھے اور اس ارشاد کی ضرورت اس لئے ہوئی تھی کہ پیغمبر خدا
جب اس مقام پر پہنچے تو یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
یعصمک من الناس اے رسول پہنچا اوس چیز کو جو تیرے رب کی طرف سے
اتری اور اگر تو نے نہ کیا تو کچھ بھی نہ پہنچایا اور تجھکو اللہ لوگوں سے بچائے گا
پھر جب آنحضرت صلعم اس خطبے سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یعنی آج میں کامل
کر چکا دین تمھارا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر چکا پس آیت اول جناب امیر کی شان میں
نازل ہوئی جسکے مطابق آنحضرت صلعم نے اونکی مولایت کی بشارت دی اور نعمت
تمام کرنا وہی جناب امیر کی مولایت کا اظہار ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ وہ افضل
ہیں اور خلافت کے لئے حقدار ہیں

بوہرے ۱۸ ۔ ماہ ذیحجہ کو واقعہ غدیر خم کی یادگار میں عید مناتے ہیں روزہ رکھتے ہیں غسل کرتے ہیں ۔ زوال کے وقت دو رکعت نماز کی پڑھتے ہیں اور نیت میں بعبارت عربی یہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھتا ہوں میں اس روز مبارک شریف کی کہ عید غدیر خم کی ہے اللہ تعالی کی شکر گزاری کے لئے دو رکعتیں اللہ کے لئے وغیرہ وغیرہ اس نماز کی دونوں رکعتوں میں الحمد ایکبار قل ہو اللہ احد دس بار اور آیت کرسی دس بار اور انا انزلنا دس بار پڑھتے ہیں ۔

عید غدیر کے دن ہر مقام پر عامل بوہروں سے میثاق لیتا ہے ۔ اور پندرہ برس سے جس کی عمر کم ہو اوس سے میثاق نہیں لیا جاتا اس میثاق میں عقائد اور مذہب کی باتوں پر قائم رہنے اور بری باتوں سے بچنے کا اقرار لیا جاتا ہے ۔ اور ہر ایک اپنی مقدرت کے موافق عامل کو نذر دکھاتا ہے ۔ تمام زر نذر سے چہارم حصہ عامل کو ملتا ہے اور تین حصے داعی کی سرکار میں جمع ہوتے ہیں ۔

# باغ فدک

بوہروں کی ناراضگی کی حضرت صدیق سے بڑی وجہ باغ فدک بھی ہے کہ جب بی بی فاطمہ نے آنحضرت کے انتقال کے بعد یہ دعوے کیا کہ باغ فدک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ہبہ کر چکے ہیں تو اون سے گواہ طلب کئے ۔ بی بی صاحبہ کیطرف سے حضرت علی اور ایک عورت یہ دو شاہد پیش ہوئے ۔ انکی شہادت کو اس لئے قبول نہ کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہیں بلکہ ایک اور عورت کی ضرورت تھی ۔ بوہرے کہتے ہیں کہ جبکہ جناب سرور کائنات بی بی صاحبہ اور جناب امیر کے جنتی ہونے کی خبر دے چکے ہیں تو اول تو اون سے گواہ ہی طلب کرنا بیجا ہے تھا اگر طلب کئے تھے تو نصاب شہادت کا پورا کرنا کیا ضرور تھا ۔ کیونکہ جنتی آدمی جھوٹا کب ہو سکتا ہے ۔

میں انکی خدمت میں یہ جواب عرض کرتا ہوں کہ گواہوں کے پیش کرنے اور نصاب کے پورا ہونے کی قیدیں ان معصومین اور اہل جنت ہی نے خود اپنے اوپر لگائی ہیں تنبا نجہ بحر العلوم نے شیخ علم ؟ فتوحات میں لکھا ہے کہ جناب امیر کی ایک زرہ

چوری جاتی رہی تھی وہ ایک یہودی کے پاس برآمد ہوئی یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ
مسند خلافت پر متمکن تھے آپنے حقرسی کے لیئے قاضی شریح کی عدالت مین رجوع
کیا قاضی نے یہودی سے جواب طلب کیا یہودی نے کہا کہ یہ زرہ تو میری ہے
اور میرے ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ میرے قبضے مین ہے - قاضی نے حضرت
علی سے گواہ طلب کئے آپنے ایک تو اپنے صاحبزادے حسن کو اور دوسرے قنبر کو پیش
کیا شریح نے کہا کہ قنبر کی شہادت مین تو کوئی مضائقہ نہین گو وہ آپ کا غلام ہے
مگر آپنے اوسکو آزاد کر دیا ہے لیکن آپکے بیٹے کی گواہی مقبول نہین آپنے تسلیم
کر لیا اور زرہ یہودی کو دیدی باوجودیکہ آپ امیرالمومنین تھے اور قاضی ایک
ادنی ماتحت تھا - نہ آپ قاضی سے ناراض ہوئے نہ اوس کے حکم سے انکار کیا
نہ معزول کیا اور وہ کیون ایسا کرتے اون مین ان لوگون سی نفسانیت نہ تھی
وہ سچے اور اپنا خدا ترس اور پکے اسلام کے پابند تھے اور تمام مسلمانون کے
لئے جو عام حکم تھے اوس سے وہ اپنے آپکو مستثنے نہین سمجھتے تھے وہ خوش
نیت تھے اور نیک تھے اور اونکی نیتین ان لوگون کی سی نہین ہین

# رویت ہلال - روزہ رمضان - عید اور حج

اس فرقے کے یہ خصوصیات مین سے ہے کہ ماہ رمضان مین ایک یا دو روز
قبل روزہ رکھتے ہین اور جب ایک یا دو روز باقی رہتے ہین تو عید منا لیتے ہین
اور پورے تیس روزے رکھتے ہین اور روزہ اول وقت افطار کرتے ہین جیسا کہ
حنفیہ افطار کرتے ہین - اور نماز مغرب بھی حنفیہ کی طرح اول وقت مین پڑھتے
ہین - یہان ایک بڑے جو بات سن لینے کے قابل ہے وہ یہ کہ بعض بوہرون
نے مجھ سے بیان کیا کہ مولانا قطب الدین قبل رویت ہلال کے عید کرتے تھے پر
احمدآباد مین اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے ۲۷ جمادی الآخر [illegible] کو
[illegible] عید [illegible] خفا ہوتے اونسے کہا کہ تمنے کیون ایک دن پیشتر عید کی اور دیکھا

ابھی شوال کا چاند نہیں دیکھا ہے انھوں نے انکار کیا اوس لئے کہا کہ ہم پیٹ چاک کراتے ہیں۔ اگر عید کی ہو گی تو سویاں کہاں ہونگی۔ تھوڑے سے کھل جائیگا سویاں پیٹ میں سے نکلینگی۔ چنانچہ پیٹ چاک کرانے پر سویاں نکلیں۔ انکی لاش کو منڈلیے میں پھکوا دیا۔ رات کو بوہروں نے اوٹھا کر اوس مقام پر دفن کر دیا۔ جہاں اب اونکی قبر واقع ہے۔ یہاں غور کرو کہ ۲۷ جمادی الآخر سے اور عید کی سویوں سے کیا واسطہ۔ اگرچہ مجھکو بحیثیت مورخ ہونے کے ایسے بے سرو پا واقعات کو قلم انداز کر دینا چاہیے تہا۔ لیکن ناظرین کو خیالات دکھانے کے لئے ایسا کیا گیا۔

عالمگیر ۱۰۲۷ہجری میں پیدا ہوا تھا اور ۱۰۶۸ھ میں دارا شکوہ پر غلبہ حاصل کر کے اپنا لقب عالمگیر مقرر کیا ۱۰۵۵ھ میں شاہجہان نے اسکو گجرات کے انتظام کے لئے بھیجا تہا اور ۱۰۵۶ ہجری میں وہاں سے واپس بلا کر بدخشان کی تسخیر کے لئے مامور کیا تہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قطب الدین کی شہادت کا واقعہ عالمگیر کی ایام شاہزادگی اور صوبہ داری گجرات کا ہے۔

بوہرے عشرۂ محرم کے مراسم بھی قبل سے ادا کر لیتے ہیں۔ اور مقام عرفات میں بھی ایک دو روز قبل حج بجا لاتے ہیں اور وہ اس تدبیر سے ہو جاتا ہے کہ اہل سنت کو خبر تک نہیں ہوتی۔ مقام عرفات میں حج سے کئی دن قبل سے حاجیوں کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ کوئی چھوٹی سی جگہ نہیں کہ اگر تھوڑے سے آدمی کچھ کریں تو سب کی نظر پڑے اور خبر ہو۔ پس اپنے طور پر مراسم حج علحدہ اور مخفی ادا کر لیتے ہیں۔

مجھ سے ایک بوہرے نے بیان کیا کہ ہم قبل سے عرفات میں پہنچ گئے۔ اور یمن کیطرف کے اسماعیلی بھی شامل تھے۔ یمن میں اسماعیلیوں کی بڑی آبادی ہے۔ ہم سب اسماعیلیوں نے دو روز قبل کھڑے ہو کر حج کے مراسم ادا کرنے شروع کئے اور ایک ذی علم اسماعیلی ساکن یمن یہ کام کرا رہا تہا کہ بہت سے اہل سنت ہماری جماعت کو کھڑا دیکھ کر وہاں آ گئے اور پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو ہنستے جواب دیا کہ ہم کچھ دعا کرتے ہیں۔ وہ اس سادے سے جواب کو سنکر

ہٹ گئے۔ پھر ہمنے مزدلفہ میں جاکر اسطرح شب گذاری کی کہ جو راستہ ادھر کو ہے وہ طائف مسافروں کو راستہ بھی ہے طائف کے آنے والے اسی راستے سے خانہ کعبہ کو جاتے ہیں۔ پس ہم سب مزدلفہ کو روانہ ہوئے راستہ میں جو لوگ عرفات کو آنے والے ملتے اور ہم سے دریافت کرتے کہ عرفات کو بھی واپس کیوں جاتے ہو تو ہم جواب دیتے کہ ہم طائف سے آرہے ہیں کے میں ہو کر عرفات کو آئینگے۔ اور اس حیلے سے مزدلفہ میں رات گذار کر پھر عرفات کو لوٹ آئے اور یہاں تو تمام حجاج کے شریک رہے۔

# ماہ رمضان کے ہمیشہ سے روزہ ہونیکی وجہہ

بوہرہ نے ایک کتاب میں لکھا ہے۔

معلوم تھا ای دیرس نا بار مہینہ چھے تھا سے چھہ مہینے کامل انی چھہ مہینہ ناقص چھے تو عقلا واجب چھیو کہ درس نو اصل انی اساس نقصان نا دون کمال پہ ہوی تیجو اسطے درس نو پہلو مہینو محرم سے شروع تھیو تہ کامل مہینو چھے انی ماہ مہینو صفر تہ ناقص ایجمتل ربیع الاول کامل انی ربیع الاخر ناقص انی جمادی الاول کامل انی جمادی الاخر ناقص انی شہر رجب کامل انی شعبان ناقص انی شہر رمضان کامل انی شوال ناقص انی ذیقعد کامل انی ذی الحجہ ناقص بابی نبی صاحب صلوات اللہ علیہ نو فرمان چھے کہ کوی وقت شعبان کامل تھا انی شہر رمضان ناقص نہ تھا یہ ہمیشہ۔ نبی صاحب نو آقول ہو یہ مہینے نا کمال انی نقصان او پر دلیل چھے انی شعبان نا ناقص تھا دا... یہ انصف لی ہوی دلیل چھے کہ شہر رجب انی شہر رمضان اہی لیلۃ النصف تہ تھی۔

مطلب اس کا یہ ہے کہ برس کے بارہ مہینے ہوتے ہیں جن میں سے چھہ کامل ہوتے ہیں۔ چھہ مہینے ناقص ہوتے ہیں۔ پس عقل کی رو سے واجب ہوا کہ برس کی اصل اور جڑ نقصان اور کمال پر ہوی۔ پس برس کا پہلا مہینہ محرم سے

شروع ہوا اسلئے وہ کامل مہینہ ہے اور اس سے دوسرا مہینہ صفر کا ناقص ٹھیرا۔
اسیطرح ربیع الاول کامل اور ربیع الثانی ناقص اور جمادی الاول کامل۔ اور
جمادی الاخر ناقص اور ماہ رجب کامل اور شعبان ناقص۔ اور ماہ رمضان کامل
اور شوال ناقص اور ذیقعدہ کامل اور ذی حجہ ناقص۔
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کسی وقت کامل
یعنی تیس دن کا نہین ہوتا اور رمضان ناقص یعنی انتیس دن کا نہین ہوتا حضور
پرنور کا بھی ارشاد ان دونون مہینون کے کامل و ناقص ہونے پر دلیل ہے
اور شعبان کے ناقص ہونے کی دلیل لیلۃ النصف کا ہونا بھی ہے
کہ یہ ماہ رجب اور رمضان مین نہین ہوتی۔ ماہ رمضان کے کبھی کم نہ ہونے
کا استدلال اوس حدیث سے بھی ہوتا ہے جو فروع کافی کی کتاب الصیام
کے پہلے باب مین مذکور ہے عن سہل بن زیاد عن محمد بن اسمعیل
عن بعض اصحابہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام الی آخرہ (ترجمہ روایت نادرہ)
اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا کہ چھہ روز مین دنیا کو پیدا کیا پھر سال کے دن
اختیار کئے اور ایک سال تین سو چون دن کا شعبان کبھی پورا نہین ہوتا ہے۔
اور رمضان بخدا کبھی نہین گھٹتا ہے اور فریضہ ناقص نہین ہوتا۔
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولتکملوا العدۃ (تعداد پوری کرو) اور شوال انتیس
دن کا اور ذیقعدہ تیس دن کا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وواعدنا موسیٰ ثلثین
لیلۃ واتممناھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ (ہمنے موسےٰ سے تیس راتون کا وعدہ
کیا اور تمام کیا اوسے دس سے پس پورا ہوا وعدہ رب کا چالیس راتین)
اور ذیحجہ انتیس دن کا اور محرم تیس دن کا پھر سب مہینے بعد انکے ایک
مہینہ پورا اور ایک ناقص ہین
یہ روایت ایسی ضعیف ہے کہ محمد بن اسمعیل اور امام جعفر صادق علیہم السلام
کے درمیان راوی کا نام نہین۔ خدا جانے کون ہی اور کیسا ہے۔ پھر اس کے
مخالف روایات کثیرہ معتبرہ آئمہ علیہم السلام کتب اثنا عشریہ مین منقول ہین جن مین
صاف صاف فرمایا ہے کہ ماہ رمضان کو دوسرے مہینونکی طرح نقصان پہنچتا ہے

# کبیسہ یعنی لوند

نسخہ صحیفۃ الصلوۃ بمبئی میں نورالدین جیوا خان اسماعیلی کے مطبع میں داعی مولانا نجم الدین عبدالقادر علیہ الرحمہ کے حکم سے بہ سرداری نورالدین جیوا خان چھپا ہے اوس میں کبیسہ کا حساب یوں مندرج ہے
کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کبیسہ کے بیان میں آئی ہے جسکے اندر ابجد کا قاعدہ کام آتا ہے اور وہ یہ ہے۔

| س | ن | م | ل | ک | ی | ط | ح | ز | و | ه | د | ج | ب | ا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ٦٠ | ٥٠ | ٤٠ | ٣٠ | ٢٠ | ١٠ | ٩ | ٨ | ٧ | ٦ | ٥ | ٤ | ٣ | ٢ | ١ |

| ض | ذ | خ | ث | ت | ش | ر | ق | ص | ف | ع |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ٨٠٠ | ٧٠٠ | ٦٠٠ | ٥٠٠ | ٤٠٠ | ٣٠٠ | ٢٠٠ | ١٠٠ | ٩٠ | ٨٠ | ٧٠ |

| غ | ظ |
|---|---|
| ١٠٠٠ | ٩٠٠ |

یہ سات حروف قرن کبیسہ کے ہیں

| ز | ه | ج | ا | و | د | ب |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ٧ | ٥ | ٣ | ١ | ٦ | ٤ | ٢ |

اور قرن صغیر کے تیس حرف ہیں جن میں سے ہر ایک حرف برس برس روز کا شمار ہوتا ہے

ا د و ب ه ز ج و ا د ز ب ه ز ج و ا د ز ب ه
و ج ز ه ب د ا و

اور یہ حرف بارہ مہینوں کے مشہور ہیں ایک حرف کے واسطے ایک ایک مہینہ مقرر ہے

| محرم | صفر | ربیع الاول | ربیع الآخر | جمادی الاول | جمادی الآخر |
|---|---|---|---|---|---|
| ز | ب | ج | ه | ف | ا |
| ٧ | ٢ | ٣ | ٥ | ۸ | ١ |

| رجب | شعبان | رمضان | شوال | ذیقعد | ذی حجہ |
|---|---|---|---|---|---|
| ب | د | ه | ز | ا | ج |
| ٢ | ٤ | ٥ | ٧ | ١ | ٣ |

پس قرن صغیر کے حروف میں سے جس حرف پر سکون ہے اوس حرف کا سال کبیسہ کا سال ہے یعنی اوس سال کا ذی حجہ تیس دن کا ہوتا ہے۔ ان شعروں میں یہی بات مذکور ہے۔

ثلثون السنون الدهر تلقى ۞ هجرة احمد الزاكی المغارس
فثانية وخامسة جميعا ۞ وثامنة وعاشر الكبائس
كذالك ثلث عشر ثم ست ۞ وتسع في القياس بكل قائس
وحادية ورابعة وسبع ۞ وتسع بعد عشرين الكبائس

غرض یہ کہ ہر تیس برس مین گیارہ بار کبیسہ واقع ہوتا ہے —
اور وہ یہ ہین — سال دوم — پنجم — ہشتم — دہم — سیزدہم — شانزدہم — ہژدہم — بست و یکم — بست و چہارم — بست و ہفتم — بست و نہم —
کوئی شخص چاہے سنہ ۱۳۰۵ کے محرم کی پہلی تاریخ نکالے یا کسی مہینے کی چاہے اوسکی نکالے تو اس کا قانون اسطرح ہے کہ اسی قرن کبیر کا حرف ز ہے اس کے ابجد کے حساب سے سات عدد ہوتے ہین اور قرن صغیر کا حرف واو جسکے ابجد کے حساب سے چھ عدد ہوتے ہین اور محرم کا حرف ز ہے جسکے سات عدد ہوتے ہین پس ان تمام اعداد کا مجموعہ (کہ دو جگہ سات سات ہین اور ایک جگہ چھہ) بیس ہوا جسمین سے سات سات نکالے تو باقی چھ رہے ان کو اسطور سے گنا تو بارہ سو نے کے سال کے محرم کی پہلی تاریخ جمعہ آتا ہے اسی طرح جس مہینے کی پہلی تاریخ نکالنا چاہین اوس مہینے کے حروف لیکر جمع کرنے کے بعد سات سات نکالین اور جو باقی رہے اوس کو اسی طور سے گنین جب تک گن پہنچے وہی دن مہینے کی پہلی تاریخ کا دن ہوگا —
صناجة الطرب فی تقدمات العرب میں جو ملک شام میں عربی زبان مین چھپائی گئی ہے لکھا ہے کہ کبیسے حساب کرنے والے نساۃ لوگ ہوا کرتے ہین — نساۃ نسی سے مشتق ہے یعنی مہینے کے بہلا دینے والے — اس طریقے مین یہ ہوتا کہ چند دن مہینون پر بحساب کسور بڑہا دیتے ہین جس سے تین برس مین ایک مہینہ پورا نکل آتا ہے — یہ طریق مصری عربون مین اب تک رائج ہے — مگر اسلام نے اس کو نہ ٹہرایا ہے اور وقت کے سری حساب رویت ہلال کے مطابق جاری رکہا ہے — اسلام کے تمام فرقے اپنے عام احکام شرعیہ رویت ہلال کے لحاظ سے کرتے ہین سواے فرقہ شیعہ (مہدیہ) کے —

اسلامی سال محرم کے مہینے سے شروع ہوتا ہے اور عموماً ایک مہینہ تیس اور ایک مہینہ انتیس دن کا حساب کیا جاتا ہے تاکہ قمری سال تین سو چوّن روز اور ایک خمس اور ایک سدس کا ہو (۳۵۴ ⅕ ⅙) امام مقریزی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کسر کی وجہ سے مسلمانون نے ذی الحجہ کے مہینے مین ایک دن کا اضافہ کر دیا ہے بشرطیکہ وہ کسر نصف دن سے زیادہ ہو۔ اس سبب سے اوس سال مین ذی الحجہ تیس دن کا ہو جاتا ہے۔ اوس سال کو سال کبیسہ کہتے ہین۔ اس حساب سے پورے سال کے دن تین سو پچپن ہو جاتے ہین اسی طرح جمع ہوتے ہوتے ہر تیس برس مین گیارہ دن بڑھ جاتے ہین مقریزی کا مطلب تیس برس سے قمری سال مراد ہین ان تیس برسون مین انیس برس تو بغیر کبیسہ کے ہونگے اور گیارہ برس مین کبیسہ پڑے گا۔ وہ گیارہ برس وہی ہین جو اوپر مذکور ہوے۔

مسلمانون کا پہلا مہینہ آٹھوین پندرہوین اور ستائیسوین مین اور قوموں کے مہینون سے موافقت رکھتا ہے۔ لیکن اگر محرم کی پہلی یکشنبے کے روز واقع ہو تو صفر کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا۔ اور ربیع الاول کی پہلی کو چہارشنبہ ربیع الثانی کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ جمادی الاولے کی پہلی کو چہارشنبہ جمادی الاخرے کی پہلی کو دوشنبہ رجب کی پہلی کو سہ شنبہ شعبان کی پہلی کو پنجشنبہ ہوگا۔ ماہ صیام کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ شوال کی پہلی کو یکشنبہ ہوگا۔ ذی قعدہ کی پہلی کو دوشنبہ ہوگا۔ ذی الحجہ کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ اور اگر محرم کی پہلی دوشنبے کو پڑی تو صفر کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ ربیع الاول کی پہلی پنجشنبہ اور اگر محرم کی پہلی کو ہفتہ ہوا تو صفر کی پہلی کو دوشنبہ ہوگا۔ اور ربیع الاول کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا علی ہذا القیاس سمجھ لو۔

## صحیفہ جو مردے کے ساتھ قبر مین رکھتے ہین

ایک صحیفہ مرنے کے بعد غسل و کفن دیکر مردے کے ہاتھ مین دیکر اوسکی ساتھ

قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اس میں مرد کے واسطے مذکر کی ضمیر اور عورت کے
واسطے مؤنث کی ضمیر پھیرنے کے سوا کوئی تفریق نہیں۔ یہ صحیفہ حقیقت میں
عقائد میت کی تصدیق کرنے کو عامل کیے ہیں سے جو اس موقع پر داعی وقت
کی طرف سے مقرر ہو شہادت ہے۔ اس میں سیدنا و مولانا کے بعد داعی وقت کا
نام درج کیا جاتا ہے۔ اور ماذونہ سیدی کے بعد ماذون کا نام لکھا جاتا ہے
اور مکاسرہ سیدنا کے بعد مکاسر کا نام تحریر کیا جاتا ہے۔ نقل اس کی
یہ ہے۔

اعوذ بالله العظيم وبوجهه الكريم من الشيطان الرجيم۔ اللهم
هذا عبدك الضعيف الفقير المحتاج الى رحمتك جاءته الوفاة
التى ختمتها عليه اللهم فتلقه بالروح والريحان والتجاوز عن
سيئاته بالاحسان اليه وارفع روحه مع ارواح النبيين و
الصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا
ذلك الفضل من الله وكفى بالله عليما اللهم ارحم جسمه
اللابث فى التراب وأسر اليه من سوارى لطفك ما يكون ضمينا
له بالتخلص من العذاب وواصيا له بكريم الرجعى وحسن
المآب بحق ملائكتك المقربين وحملة الروحانيين و
وملائكتك الكروبيين وانبيائك المرسلين الخيرة والصفوة
من خلقك اجمعين وبحق نبيك المصطفى وامينك المجتبى
محمد خير من مشى على الغبراء و اظلته الخضراء وبحق وصيه على
ابن ابى طالب الائمة النجباء والحامل عن نبيك ثقل الاعباء
وبحق مولاتنا فاطمة الزهراء الانسية الحوراء وبحق الائمة
من نسلها والصفوة من نجلها الحسن والحسين سبطى نبيك
وعلى ابن الحسين ومحمد ابن على وجعفر ابن محمد واسماعيل
بن جعفر ومحمد ابن اسماعيل وعبد الله المستور واحمد المستور
والحسين المستور ومولانا المهدى ومولانا القائم ومولانا المنصور

ومولانا المعز ومولانا العزیز ومولانا الحاکم ومولانا الظاهر ومولانا
المستنصر ومولانا المستعلی ومولانا الآمر ومولانا الامام الطیب
ابی القاسم امیر المومنین وبحق ابائهم وحججهم ودعاتهم وبحق
قائم آخر الزمان وحجته وائمة دوره صلوات الله علیهم اجمعین
وبحق داعی الوقت والاوان سیدنا ومولانا ومأذونه سیدی [illegible]
ومکاسره سیدی [illegible] وحدوده الفضلاء الذین یقضون بالحق
وبه یعدلون حسبنا الله ونعم الوکیل ونعم المولی ونعم النصیر
ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بار خدایا تیرا بندہ ضعیف حقیر محتاج تیری رحمت کا ہے اسکی
وفات مقررہ آئی ہے اس کو آسایش اور خوشبو سے ملا اور اس کے گناہوں لئے احسان
کے ساتھ درگذر کر اور اسکی روح کو ارواح انبیا وصدیقین وشہداء کے ساتھ
درجہ عالی عطا کر۔ اور کچھ اور دعائیہ کلمات کے بعد کاموں کے لئے ملائکہ
اور انبیا اور حضرت محمد مصطفی اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ زہرا اور حضرت امام حسن
سے امام طیب ابو القاسم اور مہدی آخر الزمان تک تمام آئمہ کو اور اون کے
بابون اور حجتون اور داعیون اور داعی وقت اور اوس کے ماذون و مکاسر
وحدود کو درگاہ الہی مین وسیلہ گردانا ہے

# بوہرون کے مذہب مین فلاسفہ یونان کی باتون کو دخل

مولانا محمد بن طاہر کی دعا مین عقول عشرہ کو اور اون کے قوائے روحانی
اور جواہر مجردہ کو جناب الہی مین وسیلہ بنایا ہے جس کے الفاظ یہ ہین۔
اللهم انی اسئلک یا هو یا من لا یعلم ما هو الا هو یا من هو کما هو
نتوسل الیک اللهم بالعقل الاول وبتالیه وبالسبعة العقول
التی تلیه وبعاشرهم القائم المقام الاول فی افقه والحائز [illegible]

الجاريه والحركات اليه السارية شرفت سبقة وهي في ضمن
كل واحد من القوى الروحانية والاشباح القدسانية و لتوسل
اليك اللهم بصاحب الرتبة العلية وصفوة الصفوة من
اهل الجنة الابداعية الذي له تحركت الحركات الجرمانية و
الجسمانية وصار مطرح الشعاع بعضو الجبروتية والملكوتية
وبالسبعة والعشرين الملتين لك وتساطرعين الى اجابته و
بمن قام يعبادتهم في المقامات الانبعاثية والاطوار الانبعاثية
الى انقضاء عمرهم وانتهاء عدتهم وتمام ادوارهم وآخر ساعة
من ساعات ايامهم

دیوے اے شیء تحمید اُنکا ہوں۔ اے اللہ تو وہ ذات پاک کہ کوئی نہیں
جانتا کہ وہ کیا ہے۔ مگر خود ہی یعنی وہ ہے آپ اپنی ذات کو جانتا ہے
اے وہ ذات پاک کہ وہ وجود ہے کہ تحقیق۔ اور میں وسیلہ پکڑتا ہوں
اے اللہ تیری جناب میں عقل اول کے ساتھ اور ثانی ساتھ
ہے یعنی عقل دوسرے کے ساتھ اور اون ساتھ عقلون کے ساتھ دوسری
عقلوں کے پیچھے ہیں اور دسوین عقل کے ساتھ جو جیسے کہ قائم ہے اور کشش
کی ہے جو اوسکی عملدار ہیں ہی۔ اور جو کچھ پھرنے والے ہیں اوسکے مادے
کے درمیان ہے یا بری اور جو کچھ پھرنے والی ہے ساتھ ملنے اپنے کے
جو حرکات کرنے والے طرف اوس شخص کے جو اوسکی عملداری میں کی
سبقت کرنے والی ہے اوسکی زندگی کو۔ یعنی عقل اول نے تقدم کیو جسے
جو شرف حاصل کیا ہے و شرف دسوین عقل نے اپنی عنایت کی وجہ سے
حاصل کیا ہے۔ اور یہ دونوں مرتبے میں برابر رہتے ہیں یعنی ایک
تقدم کی وجہ سے بزرگ ہے۔ اور ایک اپنی مہربانیوں کی وجہ سے اور میں
توسل کرتا ہوں اے اللہ تیری جناب میں اون روحانی قوتوں اور پاک
صورتوں کے ساتھ جو ہر ایک شخص کے اندر موجود ہیں اور وسیلہ پکڑتا ہوں
میں تیری جناب میں اے اللہ اوس صاحب مرتبہ عالی اور برگزیدہ

ترین کے ساتھ جسکا بدن فلک بادے کے پیدا ہوا ہے اور اوسکی وجہ سے
آسمانون اور عناصر نے حرکت پائی ہے اور عقول جبروتی و ملکوتی کے
انوار کے گرد اونکی جگہ ہو گیا ہے اور اے اللہ مین توسل کرتا ہون
تیری جناب مین اون تابعین کے ساتھ جو دسوین عقل کے اپنے کو قبول
کرتے ہین اور اوس کے فرمانبردار ہین اور اوس کے حکم کی تعمیل مین جلدی
کرنے والے ہین اور وسیلہ کرنے والا ہون تیری جناب مین اوس نفس کے ساتھ
جو بعد اونکے ایسے مقامات کا جانشین ہوا جو برانگیختہ کرنے والے اور لمبی لمبی
رکشی رکھنے والے ہین اونکی مدت کے تمام ہونے اور انکی تعداد کے
پورا ہونے تک اور اے اللہ [illegible] کرتا ہون تیری جناب مین
اون نفوس کے ساتھ جنکے اوپر ان تدبیرون کے دورون کا خاتمہ ہے
انتہائے زمانہ تک

اس مضمون مین اول سے آخر تک فلاسفہ یونان کے عقائد اور مسلمات
کے اتباع کی ہے اور اس سے صرف اللہ تعالے کا علۃ العلل ہونا ثابت
ہوتا ہے۔ اور اوس کے لئے صرف تقدم ذاتی کا حاصل ہونا پایا جاتا ہے
نہ تقدم زمانی کا جیسا کہ بیٹے کو باپ پر تقدم زمانی حاصل ہے کیونکہ
خدا کے لئے علیت کا تقدم ثابت ہوتا ہے۔ اور خاصیت اس
تقدم کی یہ ہے کہ متاخر کا وجود بغیر اوس کے نہین ہوتا اور اوس کے ساتھ
ہوتا ہے یعنی اوس علت کو کہ متقدم ہے وجود حاصل ہوتا ہے بعد
اسکے معلول کو کہ متاخر ہے وجود حاصل ہوتا ہے۔ اور متقدم ثابت
بغیر متاخر کے نہین ہوسکتا ہے اسکو متقدم بالذات کہتے ہین۔ مثال
اسکی ممکنات مین انگلی کی حرکت ہے انگوٹھی کی حرکت پر اور عالم کا
قدیم ہونا لازم آتا ہے۔ اور اہل اسلام جس خدا کو مانتے ہین اور رسول
مقبول نے جس خدا کی تعریف کی ہے وہ ایسا خدا نہین ہوسکتا۔ اوسکی
ذات قدسی ایسے خدا سے عالی ہے جسکا ذکر مولانا محمد صاحب نے
کیا ہے۔ کارخانہ عالم کی ایجاد مین لیے اللہ کو کوئی دخل نہو کا مجبورا اسکے

کہ اوس نے اول ایک عقل کو پیدا کیا۔ بعدہ اوس عقل نے دوسری عقل اور
ایک آسمان پیدا کیا۔ اور بعد اوس کے دوسری عقل نے تیسری عقل اور ایک
آسمان پیدا کیا بعد اوسکے اس تیسری عقل نے چوتھی عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔
اور بعد اوسکے چوتھی عقل نے پانچویں عقل اور ایک آسمان پیدا کیا اسیطرح دس عقلیں
اور نو آسمان پیدا ہوئے اور انھیں دس عقلوں کو عقول عشرہ کہتے ہیں جو لوگ
عقول ملائکہ خیال کرتے ہیں وہ یونانی حکما کی اصطلاح کو اسلام کے پردے میں
چھپاتے ہیں کیونکہ حقیقت میں ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے اسلام میں
ملائکہ کہتے ہیں اجسام لطیف نورانی کو جو متشکل اور متشاکل ہو سکتے ہیں پر چھپے رہتے ہیں اور
مختلف اشکال کے ساتھ متشکل ہو جاتے ہیں اور اونکے ایدی اور حواس ہوتے
ہیں اور حکما کے نزدیک عقل ایک ایسا موجود ممکن ہے کہ نہ جسم ہے اور نہ
حال ہے جسم میں اور نہ جسم کا جزو ہے بلکہ جوہر مجرد ہے مادے سے اپنی ذات
اور فعل میں یعنی نہ جسم ہے نہ جسمانی اور نہ اوس کے کام موقوف ہیں جسم کے ساتھ
متعلق ہونے پر۔ اور دوسری عبارت میں یوں سمجھو کہ وہ جوہر مجرد ہے جسم کے
ساتھ اوس کا تعلق صرف تاثیر کے لیے ہے نہ تصرف و تدبیر کے لیے
اور متکلمین اسلام جوہر مجرد کو باطل کرتے ہیں۔

## ہر نبی کے لیے ایک مقیم اور ایک وصی ہوتا ہے

مولانا محمد بن شاہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم سے حضرت محمد تک
ہر پیغمبر کے لیے ایک مقیم ہوتا تھا اور ایک وصی بھی ہوتا تھا اور اوسکی زمانہ نبوت میں
تعلیم اور دین کی حدود کو قائم کرتے تھے چنانچہ حضرت آدم کے مقیم ہنید تھے اور
اونکے وصی ہابیل تھے۔ اور حضرت نوح کے مقیم ملک تھے اور وصی سام
اور حضرت ابراہیم کے مقیم صالح تھے اور وصی اسماعیل اور حضرت موسیٰ
کے مقیم اوقے تھے اور وصی ہارون تھے۔ اور حضرت عیسیٰ کے مقیم
خزیمہ تھے اور وصی شمعون تھے۔ مگر پیغمبر خدا کا کوئی مقیم نہیں بتاتا
اور وصی حضرت امیر المومنین علی کو قرار دیتے ہیں۔

## بوہرون کے سفید لباس اختیار کرنے کی وجہ

جب طالبین نے عباسیون پر خروج کیا تو اونکی ضد سے اپنے پھریرون کا رنگ سفید کیا کیونکہ اونہون نے سیاہ رنگ اختیار کیا تھا اسی وجہ سے ان کو مبیضہ کہنے لگے جسمین میم مضموم بائے موحدہ مفتوح اور یائے مثنات تحتانی مشدد مکسور اور ضاد نقطہ دار مفتوح ہے یہی رنگ قرامطہ اور حضرت عبید اللہ المہدی اور انکے متبوعون مین قایم رہا ۔ چونکہ بوہرے مہدویہ ہین اسلئے ان کے ہان بھی سفید کپڑون کو ترجیح دیجاتی ہے ۔ فارسی اور اردو کی تاریخون مین مبیضہ کا ترجمہ سفید جامگان اور سفید پوشان لکھتے ہین

## بوہرون کو داؤدیہ کہنے کی وجہ

اگرچہ بوہرے طیبیہ ہین ۔ مگر داعی داؤد بن عجب شاہ کی وفات کے بعد سے داؤدیہ کہلانے لگے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ۲۷ ربیع الآخر ۹۹۹ھ ہجری کو داعی داؤد بن عجب شاہ نے انتقال کیا اور اونکی جگہ داؤد بن قطب شاہ متمکن ہوتے ۔ یمن مین داؤد بن عجب شاہ کی طرف سے اونکی بی بی زہرا کے بھائی کے بیٹے سلیمان بن یوسف عامل تھے اونھون نے یمن مین یہ دعوے کیا کہ داعی مرحوم اپنی جانشینی کے لئے میرے حق مین نص کرگئے ہین ۔ اور تحریری سند داعی مرحوم کی مہری نوم کو دکھائی ۔ جنھون نے اوسکو تسلیم کیا اور داعی داؤد بن قطب شاہ کو نہ مانا وہ سلیمانیہ کہلائے اور جنھون نے مان لیا وہ داؤدیہ مشہور ہوئے یہ لوگ سورت کے بڑے ملا صاحب کو اپنا داعی اور دینی مقتدا مانتے ہین ۔ داؤدیہ کہتے ہین کہ یہ سند جعلی تھی اور اوس کے تیار ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ جب داؤد بن قطب شاہ داعی ہوتے تو سلیمان اونکی ماتحتی مین چار برس تک یمن کے عامل رہے داعی داؤد بن عجب شاہ کے ایک بیٹا

ابراہیم نامی ایک حبشی کے بطن سے تھا اوس نے داؤد کی بی بی زہرا اور اوسکی
کاتب محمد نے سرکاری کچھ روپیہ کھا لیا جب ان بیٹوں کو مواخذے اور
مطالبے کا خوف ہوا تو ہمین سلیمان کو ایک خط لکھا کہ تم داعی ابن عجب شاہ
کی طرف سے اس مضمون کی نقل کا کاغذ لکھ کر یہاں بھیجدو کہ ہمارے بعد
سلیمان بن یوسف داعی ہیں تو اوسپر داعی داؤد بن عجب شاہ کی مہر لگا دیجیے
کیونکہ وہ ابھی تک اونکے کاتب محمد کے پاس موجود ہے چنانچہ سلیمان
نے ایک تحریر اس مضمون کی ہمین بھیجدی جسپر محمد نے مہر لگا کر ایک شخص
کے ہاتھ جو مکرمی کہلاتا تھا ہمین کو سلیمان کے پاس روانہ کردی جب داعی
داؤد بن قطب شاہ کو اس کارروائی کا حال معلوم ہوا تو انھون نے زہرا سے
کہا کہ تمہارے بھتیجے کی نسبت ایسی خبر پہنچی ہے کہ ہم اوسکو معزول کرنا چاہتے
ہیں اور یہ آیت پڑھی وما کنت متخذ المضلین عضدا
یعنی میں گمراہ کرنے والون کو یار و مددگار بنانے والا نہیں ہون زہرا نے
جواب دیا کہ یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے ہم خوب آپ کے سامنے ہیں ہم [illegible]
بارہے ہیں آپ اونہیں معزول نہ کیجیے مگر مولانا داؤد بن قطب شاہ نے
نہ مانا اور اونکی معزولی کا حکم بھیجدیا۔ مگر بہت سے طیبیہ نے اس حکم کو غلط سمجھا
اور سلیمان کی اتباع اختیار کر لی سلیمان اور ابراہیم نے داعی داؤد بن
قطب شاہ کو بہت دق کیا سلیمان اسلئے ہمیشہ جلے تنے تھے ابراہیم
نے اکبر شہنشاہ سے بد بیانات کے حضور میں یہ دعوی کیا کہ داعی داؤد بن
عجب شاہ کا بیٹا تو میں ہوں پھر داؤد بن قطب شاہ اونکے وارث کیسے
بن گئے ہیں اسلئے بادشاہی افسرون کے ہاتھ سے داعی داؤد بن قطب
کو بہت سی تکلیفیں جھیلنا پڑین قید بھی کئے گئے۔ اکبر نے اس معاملہ
کی تحقیقات اور تجویز حکیم علی گیلانی شارح قانون بو علی سینا کے ہاتھ میں دی
اور حکم دیا کہ تم اس کا اجلی فیصلہ کر دو تحقیقات کے بعد حکیم علی کو ثابت
ہوا کہ داؤد بن قطب شاہ حق بجانب ہیں اسلئے وہ رہا کئے گئے اور اب ابراہیم
اور سلیمان پر عتاب نازل ہوا بہت سی تکلیفیں ملازمان شاہی کے ہاتھ سے

اذیتیں اٹھاتے رہیں اور آخر کار رشوت میں روپیہ صرف کر کے اس عذاب سے
نجات پائی - داؤدیہ میں پھر آگے بڑھکر افتراق ہو گیا اس طرح کہ شیخ
آدم صفی الدین کے نواسے علی نے انھیں میں سے ایک علیحدہ فرقہ اپنے
نام سے قائم کر لیا جس کو علیہ کہتے ہیں یہ فرقہ شیخ آدم صفی الدین تک داؤدیہ
کے ساتھ داعیوں کے ماننے میں متفق ہے اور انکے بعد عبد الطیب زکی الدین
کو داعی نہیں مانا - علی شہنشاہ ہند جہانگیر کا معاصر ہے -

## خاتمہ

یہ ایک ایسی قوم کی تاریخ ہے جسکے مقتدا خاص اور اپنے معتقدین کو
غیر مذہب والوں کی اہل اسلام کی کتب دیکھنے سے منع کرتے ہیں اور جسقدر بیانات
اسرار مذہب کے متعلق انکی کتابوں میں مندرج ہیں انکی ہوا تک بھی اپنے عوام
اہل مذہب کے سامنے نہیں ہونے دیتے - اور خاص کر غیر مذہب والے کو
اون کے دکھلانے سے بہت پرہیز کرتے ہیں تاکہ کوئی انکی قبائح
پر مطلع نہ ہو جائے - بوہری میں اس بات کی تاکید آتی ہے کہ جہاں پر
مذہبی بحث و مباحثہ ہوتا ہو وہاں کوئی بوہرہ ہرگز نہ بیٹھے اور اپنے مذہب
کی باتیں غیر مذہب والے کو نہ بتاتے - اگر اس کے خلاف کرے گا
تو امام الزمان کی زیارت سے محروم رہیگا اور ان کو جو اپنی مذہب کی باتیں
چھپانے کا اور دوسروں کے ساتھ مذہبی گفتگو نہ کرنے کا حکم ہے تو یہ اس
مذہب کی خوبی کی وجہ سے ہونا سمجھ میں نہیں آتا بلکہ محض اس نظر سے
معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ اپنی وہ باتیں جو عجیب و غریب ہیں دوسروں پر
ظاہر کرینگے تو سننے والے اعتراض کرینگے - اعتراضوں سے ان کے
دلوں میں شبہے پیدا ہونگے اور آخر کو وہ سب بھید کے پردے اٹھ جائینگے یہانتک
چھٹ جائینگے کہ پھر ان لوگوں کو اپنی محنت کا روپیہ ایسے خیالی عقائد کے
عوض میں دینے سے دریغ آنے لگے گا - اور اس طرح مذہبی لیڈروں
کی آمدنی مفت میں ہاتھ سے جانے لگے گی -

حق بات کبھی چھپانے کی نہین ہوتی - حق غالب آتا ہے مغلوب نہین ہوتا
مذہبی سرغناؤن کے ذہن نشین کردینے سے بھولے بھالے آدمی
مذہبی باتین چھپانے کی یہ وجہ بتاتے ہین کہ ہمارا گروہ چھوٹا ہے اسلئے
نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے مگر مین کہتا ہون کہ نقصان پہنچنے کا وقت
گذر چکا اب علانیہ اپنے مذہبی کامونکو ہر گروہ قلیل ہو یا کثیر بجالانے کا
مجاز ہے بشرطیکہ اوس سے دوسرونکی دل آزاری نہ ہوتی ہو بہت سے ایسے
گروہ ہین کہ اونکی تعداد تھوڑی ہے جیسے آریہ سماجی - فرقہ قادیانی - وہابی
اثنا عشری - اہل قرآن - پارسی یہودی وغیرہ وغیرہ وہ اپنی تمام مذہبی
باتون کو شایع کر رہے ہین اور اپنی حقیت ثابت کرنیکے لئے دوسرون سے
مناظرے بھی کرتے ہین سلطنت انگریزی کی سیاست کی وجہ سے مخالفین
اون کا کچھ نہین کر سکتے پس بوہرون کا بھی کوئی کچھ نہین کر سکتا ہے - مگر جس مذہب
مین سر سے پیر تک گالی ہی گالی اور لعنت ہی لعنت عبادت مین داخل ہو اور
سوا ایچ پیچ کی باتون اور خلاف قیاس ڈھکوسلون اور دورازکار ڈھکوسلون
کے کام کی باتین کم ہون وہ قوم کس منہ سے دوسرون کے سامنے اپنی
رازون کو کھول سکتی ہے -

دشنام مذہب ہے کہ طاعت باشد ؛ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات سننے کے قابل یہ ہے کہ جو لوگ اپنے کو
اہل بیت کا شیعہ کہتے ہین وہ تمام اولاد امیر المومنین علی کے دوستدار نہین
ہین بلکہ ہر ایک گروہ شیعہ کا علیحدہ اپنی مرضی کے موافق اونکی اولاد
مین سے ایک شخص کو منتخب کرکے اوسکی امامت کا معتقد اپنے کو ظاہر
کرکے اوس کے شیعون مین ہونے کا دم بھرنے لگتا ہے اور دوسری
اولاد کو اپنے مذہب کا نہ پاکر اوسکی روگردانی کرکے اوس کے حقوق کو پامال کرنے
لگتا ہے - اور اون کے شیعون کو بھی برا کہتا ہے - میرے سامنے ایک
ثقہ بوہرے نے حضرت امام ہمام موسی کاظم علیہ السلام کو اثنائے تقریر مین
طنزاً لونڈی بچہ کہا تھا ایسے تکلیفون کے ہاتھ سے خاندان جناب امیر مین

بھی امامت کی بات بڑی افراتفری پڑگئی ہے - جناب امیر کے بعد خاندان
مین کوئی ایسا لقس نہین جو سب شیعونکے نزدیک مسلم الثبوت امام ہو اور اونکی
ہاتھ سے اپنی دستار فضیلت سنبہال سکا ہو مثلاً کیسانیہ کہتے ہین کہ جناب
امیر کے بعد امام برحق محمد بن حنفیہ ہین نہ حسن اور حضرت حسین مین بھی
امامت کی قابلیت نہین اور زیدیہ حضرت علی زین العابدین کے بعد اونکے
بیٹے محمد باقر اور اونکی اولاد کو امامت سے خارج کرکے زید بن زین العابدین
کو امام قرار دیتے ہین کبھی کبھی شیعونکی خودغرضی اور جاہلی یہان اس حد
کو پہنچ جاتا ہے کہ ان کا مانا ہوا امام بھی انسے نفرت کرکے ان کے بخشے
ہوئے خلعت امامت کو اوتارنا چاہتا ہے تو یہ اوتارنے نہین دیتے
اور کہتے ہین کہ ہمارا امام تقیہ کرتا ہے
اور باوجودیکہ مسلمان فاطمیون کا دور حکومت مٹ کر عیسوی حکومتین
قایم ہو گئیں - مگر ان بس کی مصلحت ہے آئمہ مستور کا دل ظاہر ہونے کو
نہین چاہتا اور اون کو گمنامی کے غار مین پڑا رہنا گوارا ہی ورنہ بڑا اچھا
موقع تھا کہ اعداے ظالمین اور اونکی معاونین کی حکومتین ایسی پارہ پارہ
ہو گئیں کہ اون کو ان آئمہ مستور کی طرف اب آنکھ اوٹھا کر دیکھنے کی بھی قدرت
نہین جیسا کہ انکے پیرودن کا اب یہ نواصب کچھ نہین بگاڑ سکتے - مگر دانا
جانتے ہین کہ امام کے نہ ظہور کرنے مین اون کے اون دوستون کا ذاتی
نفع ہے جو اون کے قایم مقامی مین مال اونکے معتقدون سے اونکے
نام پر حاصل کرتے ہین اور مزے اوڑاتے ہین - اور اس نکتے کو امام
کے یہ قایم مقام بھی ضرور سمجھے ہوئے ہین اور اپنے دل مین جانتے ہین
کہ امام کے ظہور کے بعد پھر ہمارے یہ پوبارے کہان - اسلئے زیادہ تر
امام کے نہ ظاہر ہونے مین یہی ساعی رہین گے - ناصبین کا یہی
گرم بازاری کے لئے مفت نام بدنام کر رکھا ہے - ان پیشوایان قوم کے
احاطۂ اطاعت مین جو لوگ ایسے واقع ہوتے ہین کہ علم و فضل کے
ساتھ اونکی نظر بلند اور فطرت والا ہوتی ہے وہ ان پیچوان اور کہانیوں

کو سمجھتے ہین - چنانچہ بعض بعض الوالعزم اونکی اطاعت کا جو اللہ ہے سے اوتار کر
خود اپنے نفس کے لئے پیشوائی ثابت کرنے لگے اور اپنے مقاصد مین چنے تجویز
کامیاب بھی ہوگئے - چنانچہ شیخ آدم صفی الدین کے نواسے علی اور سلیمان بن
یوسف اور ملا عبد الحسین ساکن گبڑونج نے علیحدہ علیحدہ دعاوی کرکے اور
انھین بوہرون مین سے کچھ گروہ ہو نیز اپنا اثر ڈالکر علیحدہ علیحدہ فرقے
بنا لئے اور داعیان قدیم کی باوجود سر توڑ کوششون کے اپنی مدبری سے اپنے
ارادون مین ناصی کامیابی حاصل کرلی - ظاہر ہے کہ داعی ہونے یا حجت ہونے
یا امام ہونے کے معاملات کچھ بھی اصلیت و حقیقت رکھتے ہوتے اور اونکے
ماننے کو ایمان مین کچھ بھی دخل ہوتا تو ایسے سعادتمند علم کیسے ایک پیشرو
واجب التعظیم داعی کا خلاف کرکے خود نشان دعوت ملبند کرنے - اور بہت سی
اور بھی ایسے خیال کے لوگ ہوگئے - مگر وہ اسقدر بلند پروازی کی ہمت
نہ رکھنے اور سوسائیٹی کے دباؤ کی وجہ سے جادۂ اطاعت و انقیاد سے سر پھیرنے
کی مجال نہین پاتے - اسیواسطے انکے ہان جری بڑی احتیاطون سے کام لیتے ہین
تاکہ کوئی من چلا کچھ بوہرون کو بھکا نہ لے اسیواسطے کسی ایسے آدمی کو جسکی
خیر خواہی اور اطاعت شعاری جانچ نہ لی گئی ہو پیش امامی کی بھی اجازت نہین
دیتے تاکہ قوم کا اعتقاد کسی ایسے شخص کیطرف نہ جم جائے جو اونکو انکی اطاعت سے
منحرف کردینے کا باعث ہو - کبھی کبھی انکی یہی دور ملبنی انکے باہمی اختلاف کا
موجب ہوجاتی ہے - چنانچہ جعفر نام مین کے رہنے والے ایک ذی علم
و فضل بوہرے نے پیش امامی کی بغیر اجازت پائے ہوئے بطرح بیع نماز
کی جماعت کرا لیا ارشاد نجم ہادی احمد آباد کے عامل ملا داود نے اوسپر
یہانتک گرفت کی کہ اوس نے اونکے تعصب اور خود مطلبی سے زچ آکر
مخالفت کا علم بلند کردیا اور طیبیہ بوہرونکی جماعت کثیر سے اسماعیلیت چھڑا کر
سنی بنا دیا - چنانچہ یہ لوگ اب جعفریہ اور گجراتی بوہرے کہلاتے ہین
ایک دوسرے فاضل اجل محمد طاہر نامی بوہرے نے جو پٹن کا رہنے والا تھا
اور اپنی کتاب مجمع البحار کی وجہ سے عموماً اہل علم کا روشناس ہی شہنشاہ ہند

اکبر کے عہد میں ان بوہروں کی ہدایت پر کمر باندھی تھی - مگر افسوس یہ ہی کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہو سکا اوسنے انکے عقائد کی درستی کا یہانتک مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ جب تک یہ کام پورا نہو گا سر پر عمامہ نہ رکھونگا - جب اکبر نے ۹۸۰ھ ہجری میں گجرات فتح کیا تو ملا شہنشاہ کے حضور میں مدد کی التجا لیکر حاضر ہوا شہنشاہ نے اپنے ہاتھوں سے ملا کے سر پر عمامہ رکھا اور کہا کہ میں تمہارے مدعا کے موافق اس قوم کی بدعت دفع کرنے میں پوری کوشش کرونگا - اور شہنشاہ نے اس غرض سے حکومت گجرات پر خان اعظم مرزا کوکہ کو مقرر کیا - خان اعظم نے بوہروں کی بدعت دفع کرنے میں کوشش کی یہانتک کہ اس قوم کے اکثر مشاہیر تقیہ کرنے لگے اور جابجا چھپ گئے - ابھی یہ بدعت بخوبی دفع نہونے پائی تھی کہ خان اعظم کی جگہ عبدالرحیم خان خانان مقرر ہوگیا یہ شیعہ مذہب تھا - بوہرے کھلم کھلا پھر اپنے اعمال کو ادا کرنے لگے اور ان کا مذہب ظاہر ہو گیا شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ اپنے سر سے اوتار ڈالا اور تدارک کے لئے درگاہ اکبری کی طرف رجوع کی - شہنشاہ اون دنوں آگرے میں تھا بوہروں نے ملا کا پیچھا کیا - یہانتک کہ اوجین میں ملا کو ۹۸۶ھ ہجری میں مار ڈالا -

سلطان ظفر نے جو سلطان فیروزشاہ والی دہلی کا امیر اعظم تھا گجرات پر تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اوسکی وجہ سے بھی سنت وجماعت ہوگئے فقط

# حالات مؤلف تاریخ ہذا

جامع ان اوراق کے مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان ابن مولوی عبدالغنی خان ابن مولوی عبدالعلی خان ابن مولوی عبدالرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث ابن ملا ظریف خان ابن خان محمد خان ابن بازید خان ابن خواجہ احمد خان ابن باشو خان ابن اندران خان ابن بازید خان ابن شاہ زادہ شہاب الدین خان چغتہ برلاس ہیں نجم الغنی خان کی ولادت دسویں ربیع الاول سنہ ۱۲۷۶ھ ہجری کو شب کے وقت رامپور کے محلہ مدرسہ میں وقوع

میں آئی تھی - چنانچہ نجم الغنی سے سنہ ولادت حاصل ہوتا ہے - ریاست
رامپور میں دیگر علما سے تحصیل علوم کی ہے اور خاص مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی
سے کتب منطق و حکمت کی تحصیل کی ہے صدرا و شمس بازغہ اور میر زاہد
ملا جلال اور قاضی مبارک اور حمد اللہ اور مختصر معانی اور مطول اور
توضیح و تلویح اور بیضاوی اور میر زاہد امور عامہ - اور تشریح الافلاک
اور خلاصۃ الحساب اور شرح وقایہ اور ہدایہ اور مشکوۃ اور جامع ترمذی
وغیرہ کتب کو بالاستیعاب پڑھا ہے اور سبعہ معلقہ اور مثنوی صلح و باعظم
اور دیوان متنبی اور مقامات حریری وغیرہ علم انشا پردازی کی کتابیں مولوی
محمد طیب صاحب ادیب مکی سے تحصیل کیں اور فن طب کی کتابیں مثلاً
قانونچہ اور موجز اور اقسرائی اور نفیسی اور سدیدی اور شرح اسباب و علامات
اور قانون شیخ بوعلی سینا کو اطبائے نامی اور خصوصاً اپنے ماموں حکیم
محمد اعظم خان مولف اکسیر اعظم وغیرہ سے پڑھا - انکی کتابیں مولوی نجم الغنی
کی تصنیفات سے ہیں (۱) اخبار الصنادید یہ روہیلوں کی تاریخ ہے (۲)
مقاصد البلغا عرف بحر الفصاحت علم معانی بیان بدیع عروض قافیہ میں
(۳) نہج الادب فن صرف و نحو میں (۴) رسالہ نجم الغنی فن صرف و نحو میں
منتہی القواعد عرف قواعد حامدی فن صرف و نحو میں (۶) تعلیم الایمان شرح
فقہ اکبر علم کلام میں (۷) تہذیب العقائد شرح عقائد نسفی علم الکلام میں -
(۸) تاریخ اودھ (۹) میزان الافکار فن منطق میں (۱۰) مذاہب الاسلام
مسلمانوں کے فرقوں کے مذاہب میں (۱۱) خواص الادویہ مفردات طب میں
(۱۲) تذکرۃ السلوک علم تصوف میں (۱۳) اصول فقہ (۱۴) شرح
چہل کاف (۱۵) القول الفیصل فی شرح الطہر المتخلل - یہ شرح وقایہ کے
مسئلہ طہر متخلل کی شرح ہے زبان عربی میں اسکے سوا اور رسالے بھی
ہیں - انمیں سے صرف نہج الادب اور رسالہ نجم الغنی زبان فارسی
میں ہیں - باقی سب زبان اردو میں - فقط

# انتخاب از دیوان اردو مصنفہ مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب

آپ مارا قضا کا نام کیا

کسی کو نہ پھر بزم عالم میں دیکھا

ہوتی ہے فریاد سے تسکین ہمارے فراق

کسی بزم جہاں میں ایسا تماشا نہ دیکھا ہوگا

آتش غم سے دل زار کو جلتے دیکھا

لب خاموش دکھیں ہاتو نہیں پاس گلے انکی بھی

کام کیا خلل ہمارے عاشق ناکام کو

زلف پیچاں میں مرا دل جو گرفتار نہ تھا

چمن دہر میں تھی حسن پرستی منظور

تھا جو تنہا حباب آسا

اے ہم نفسو کرتے ہو بیہودہ گلا کیا

خراماں نازسی جس دم وہ سرو گلستان نکلا

شرارت ہی سہی وہ کر چکی جب قتل ہم ہی کو

جہاں ہم اسکی لیے جاتے جیسا ہو

پے سمند ذو ار دل ہم کبھی وہ

سمجھے ہاتھ لگتا نہ کہا عاشق جانباز

آجائے گا یہو تجاہل ابھی ردی زمین پہ

ہر روز کی اس عہد خلافی سے تو تجھے بھی

تھا نا نے میری جسم سے جب سر جدا کیا

ہر گز نہ آگ سینہ پر روز کی بجھی

واہ جی واہ خوب کام کیا

میسر ہوا جسکو دیدار تیرا

آہ سے بہتر نہیں تکیہ دل رنجور کا

شرار تھا مکو باقی نہ بھڑکی ہم وہ بھڑک ہا

پر کبھی آہ کا شعلہ نہ نکلتے دیکھا

مراد عمر عنا دل کو تھا ابھی خوش بیانی کا

ادنگے سر پر چلتے سایہ تیری دیوار کا

غم نہ تھا درد نہ تھا کوئی بھی آزار نہ تھا

لاکھ رو دیوں سے ہیں اور سرو کا تھا

وہی دریائے غم سے پار ہوا

باقی تن رنجور میں میرے ہی رہا کیا

مرا دل بہر استقبال با آہ و فغان نکلا

کہا افسوس یہ تو کشتہ تیغ ادا مان نکلا

کوئی زمانے میں ایسا تو آسمان نہ ہا

میرے دل ناشاد کو بھی شاد کریگا

ہوگا کبھی ایسا زمانے میں جہان میں پیدا

گر یا نہ مرے یار کی رفتار کا چرچا

بہتر ہے اگر کہدے وہ اچھا نہیں آتا

اتنا کوئی نہ بولا کہ ظالم یہ کیا کیا

گو سیل اشک آنکھوں سے میری بہا کیا

ظالم وفا کا نام نہ لے بیوفا ہی تو
وعدے بہت کئے پہ نہ کوئی وفا کیا

کیا مال تھا جو دل اُسی انجمی نذر دی سکا
ناچیز چیز کے لئے ناحق خفا کیا

کہتا ہے سر بزم یہ دلدار کسی کا
کیا کرتے ہیں ہم لیکے یہاں پیار کسیکا

طوطی کیطرح آنکھیں بدلتا ہے کسی سے
یہ گنبد دوار نہیں یار کسیکا

آگاہ مرے درد دل زار سے ہو جائے
عاشق ہو اگر تو بھی ستمگار کسیکا

کیوں روکتے ہو تم دل دیوانہ کو مجھی
کہتا یہ نہیں مانیگا زنہار کسیکا

نزدیک مرے ای ملک الموت نہ آنا
ہوں منتظر وعدۂ دیدار مسیحا

مشاطہ نے زمین و زمان ہمکو کیا
آراستہ جو زلف کا ہر بال ہو گیا

دیوانہ ہمکو دیکھ کے ہنستے تھے شیخ جی
ہمنے بھی انکی داڑھی پہ آج آخ تھو کیا

دلکو میرے گل خندان جو نہ تھا تجھے
ای فلک غنچۂ تصویر بناتا کیوں تھا

غم نہوتا اگر جدائی کا
خوب تھا شغل آشنائی کا

کچھ ہم کو نظر یار کا دل آتا ہے میلا
ساقی تو صفائی کے لئے شیشہ ہے لا

سنتا نہیں ہے کوئی کہ ہم حال دل بتیں
برہم ہیں ہم سے محفل دلدار سب کی سب

تم دہیان جسمیں تھا نہ چھوڑ دے تجھی
ہو جائیگا نقد دل و جان مفت میں برباد

مین اب ترستا ہوں قفس کنج قفس میں
صیاد تکرتا نہ گرفتار تو کچھ ڈر

یاد میں اس رخ پر نور کے ہم
گل سے لیتے رہے کار عارض

کیا چیز ہے دا[illegible] جان تک
لینے کو کسی وقت تم آؤ تو یہاں تک

نظر و کسی خدا کے لیے ادب نہ گرانا
شیشے سے زیادہ یہ دل زار ہے نازک

دنیا سے ہیں ہم کو یہاں تک خبر اتنک
کیا جانے کدھر ہوتی ہے شام و سحر اتنک

گل کو گل غنچے نے دلکو بھی کیا شوق سے
تیرے نالے ہیں زمانے سے نرالے بلبل

چھا گئی دل پہ جو حیرت تیری ایسی تجھی
کیا کہیں دیکھی ہے اس آئینہ رخسار کی شکل

نقد جان جو دلکو تجھی کرتے ہیں آنسو نثار
کیا کریں اس سے سوا کچھ نہیں مقدور ہم

ہمیں پسند ولا بارگاہ وہ آئی
کہ جسمیں تیرے سوا کوئی بار یاب نہیں

وہ حلاوت قند و مصری میں ہیں ملتی نہیں
جو مزہ ملتا ہے اسکی تلخی گفتار میں

جو نہین آشنائے نام وفا
ہم اُسی بیوفا پہ مرتے ہین

دل کو ہم اُسپہ فدا کرتے ہین
جان پر اپنی جفا کرتے ہین

سرِ قفس سے دم بدم بفائدہ ٹکراے ہے
بلبلِ نادان نہین ہین تیری بس کی تیلیان

خدشۂ صیاد نے دونا کیا بلبل کو تنگ
فصلِ گل ہی مین رسن دین قفس کی تیلیان

اے خانہ خراب یہ خرابی
دیکھے آپ کو ہی دل او سنبھل کچھ

یکسان نہین دورِ چرخ اے دل
خوش باش گر آج کچھ ہے کل کچھ

لگالیان عاشق کو بوسہ غیر کو
خوب انصاف آپ کا ہے واہ واہ

ایک ساغر مین کھلا راز دو عالم مجھپر
کسطرح جرم نہ لون ساقیِ مے خوار کے ہاتھ

جب سے کھینچا ہے توانائی نے ہاتھ
ناتوانی پانون پھیلانے لگی

آؤ نہ تم تو بھیجو خستہ جگر کو بلا
کوئی تو بات مان لو یہ قسم ہی توبہ بھی

اُلجھے ہے دل تو نہین پتی بہار گرہین
کھا گل کو تاب دیکر سنبل سے بال و اے

کہون کیا ہین کیف شراب محبت
اُسے جسنے چکھا وہی جانتا ہے

بھووین تیری ہلال تر سان خام سے لرزہ ہے لرزان
کئی مین تیغ نہ یہ قبضے پر یا زمین کے اوپر فلک کے نیچے

کیا صفائی دستِ نازک کی ہے تیرے واہ واہ
جسنے دیکھا وہ ہی تیغ ناز سے چورنگ ہے

تیری ہاتھونسے مین ہے چرخ ہزارون نالان
ہوئے جو دوچار کوئی اُنہین جا ہوش کرے

وہ گل یہ مبتلا ہے کہ عاشق ہے شمع کا
اے دل خیال بلبل و پروانہ ایک ہے

رہی گر یہ شان ہم عمر بھر افلاک کے نیچے
ملیگا چین کیونکر دیکھئے اب خاک کے نیچے

آ اُلجھی ہوئی کاہیکو مری جان رہیگی
زلف آپکی یون ہی جو پریشان رہےگی

ہوگیا روے زمین سرخ جو فصل گل مین
سیلِ خون آنکھونسے کیا اپنی بہاتا ہے کوئی

دکھلاکے رخ و زلف سیہ فام کسی نے
پایا ہے کیا دل سحر و شام کسی نے

ہر لحظہ یاد آتی ہے مژگان یار کی
کیونکر کھٹک نہ دل مین ہو نوک خار کی

بال صیاد نے جب تاکہ کھولدے
طائر جان کے وہین ہمنے بھی پر کھولدیے

تیر و خنجر کا اگر نام لیا قاتل نے
جان نثارونے وہین سینہ و سر کھولدیے

کسی سے دل نہ لگا اس جہان فانی مین
فنا ہے سب کو مگر اوسکی ذات باقی ہے

ہوا بدلی زمانے کی خزان جاکے بہار آئی
نہین ممکن کہ سوکھی پیڑ مین بھی برگ و بار آئے

ہوتی ہین اُس شراب ناب کی نشّی سی ہم بیخود
کہ جسکا روز محشر تک نہ آنکھون مین خمار آوی

تم اپنی دلکو بھی بچنی کدورت سی صفا رکھنا
وہ آئینہ نہین ہی کام کا جسمین غبار آوے

ہاتھ آئی نغز الا بد شرک اُس لغو پر اس سی لگے
سمجھو سکا لے سانپ کا منتر بخوبی یاد ہے

مجھکو ہی کوئی وہان تک لیے چلے
اُنکو آپ نے مین اگر انکار ہے

سر رکھی ہاتھ پر ہین جو مقتل مین جان نثار
شاید کسی کو شوق سر ترک دتا نہو

# تمت بالخیر



| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۶ | ۱۴ | نام خطبہ | تمام خطبہ | ۳۸ | ۵ | ہوئے ہوئے | ہوئے نہ ہوئی |
| ۳۹ | ۱۱ | مصلحتہ مذاہب | مصلحتہ مذہب | ۴۰ | ۱ | دلچسپ ہے | دلچسپی سے |
| ۴۰ | ۱۵ | شکلفہ | شگفتہ | ۴۲ | ۱۰ | آزادی کہ ۲۲۵ | آزادی ۶۲ صفحہ ۲۲۵ |
| ۴۳ | ۵ | سدہ راوجی | سندراجی سنگھ | ۴۴ | ۲ | دلی بغض | سے دلی بغض |
| ۴۴ | ۲۰ | سکاکا اکیلی | سکاکی اکیلی | ۴۴ | ۱۴ | اس دین | اس کے دین |
| ۴۵ | ۱ | عبداللہ بہار | عبدالعزیز بہار | ۴۹ | ۴ | فخرالدین کو | فخرالدین بن کو |
| ۵۰ | ۴ | والا آدمی تھا | والا آدمی آیا تھا | ۵۰ | ۹ | حکومت حکمران | حکومت کی حکمران |
| ۵۲ | ۲۳ | ایک میرتن | ایک ہیرتن | ۵۳ | ۱۱ | باسوتر سے | بالوتر سے |
| ۵۵ | ۹ | اسی طرح پر منصب | اسیطرح بہر منصب | ۵۵ | ۱۸ | بعد سے بھی امام | بعد ہی سے بھی امام |
| ۵۶ | ۱۵ | بٹھالیا تھا | بٹھا دیا تھا | ۵۶ | ۱۲ | بوحمید سیاہن | ابوحمید سیاہن |
| ۵۷ | ۳ | ابن ذریع | ابن زریع | ۵۷ | ۲۴ | مقام نور | مقام نور کا |
| ۵۸ | ۸ | نشان | نشان ظاہر ہوتے | ۵۸ | ۱۱ | داعی ملک | داعی ملک نے |
| ۶۱ | ۱۳ | علم ادب | علم وادب | ۶۲ | ۱۳ | سمتانی | سجستانی |
| ۶۳ | ۱۵ | اور یحیی زہیب اور خطاب | اور یحیی اور ذہیب اور خطاب | ۶۲ | ۱۶ | خنظہ | خنظلہ |
| ۶۲ | ۲۲ | اور عزالدین | اور محمد عزالدین | ۶۳ | ۹ | قاسم حی خان | قاسم حی بن خان |
| ۶۷ | ۱۹۹ | جاکر یہی پر تیمیا | جاکر تیمیا | ۶۷ | ۱۷ | سرکھا جو | سر لکھا جو |
| ۶۹ | ۲ | جہشیان | جوشیات | ۶۹ | ۴ | بیٹھے ہیں | بیٹھتے ہیں |
| ۷۵ | ۴ | ایسا ہوتا ہے | ایسا خیال ہوتا ہے | ۷۰ | ۲۱ | شاخون کے | شاخون ہی سے |
| ۷۴ | ۱۹ | کرنے آمادہ | کرنے سے آمادہ | ۷۳ | ۲۳ | ابی کبر | ابی بکر کے |
| ۷۳ | ۲۴ | جراتی ہوتی لائے | جراتی ہوتے لائے | ۷۵ | ۱۲ | فائدہ دیکھ | فائدہ دیکھ |
| ۷۷ | ۱ | دولایہ | دولایة | ۷۷ | ۳ | ابی اعلے | ابی الاعلے |
| ۷۷ | ۱۰ | علے محمد | سے علی محمد | ۷۷ | ۱۱ | والا تحاف | الاتحاف |
| ۷۹ | ۱۰ | قدرة | قدیر | ۸۰ | ۲۳ | اور معصومین | المعصومین |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| ۸۳ | ۱ | محبت بیان | مجھ سے بیان | ۸۳ | ۲ | طائف | طائف کے مسافرون |
| ۸۳ | ۳ | زیرقت کواہی | کہ عرفات سے ابھی | | | مسافرون کو | کا |
| ۸۳ | ۱۱ | ویرس | ورس | ۸۴ | ۷ | پرلوکسا کبھی | پرلوکسا بھی |
| ۸۵ | ۱۲ | وَجِ ژ | وَجِ ژ | ۸۵ | ۱۲ | ھوب | ھوب و |
| ۸۵ | ۱۴ | ر | ز | ۸۶ | ۳ | تم سست | تم سست سوے |
| ۸۶ | ۱۸ | [illegible] | تقدمات العرب | ۸۶ | ۲۱ | قیس کہ بس عجب | قیس [illegible] |
| ۸۸ | ۲۰ | تقل | نقل | ۸۹ | ۲ | المستنصر | المستنصر و |
| ۸۹ | ۹ | باخدایا | باخدایا یہ | ۸۹ | ۱۳ | کلمات کے بعد | کلمات کے بعد [illegible] |
| ۹۰ | ۱ | الجابیہ [illegible] | الجابیۃ المخلفۃ | ۹۰ | ۱ | سبقۃ | سنبقۃ |
| ۹۰ | ۲ | والتوسل | والتوسل | ۹۰ | ۳ | نصاب الرتبہ | نصاب الرتبہ |
| ۹۰ | ۴ | الجرانیہ | الجرانیۃ | ۹۰ | ۷ | بعدہم | بعدہم |
| ۹۲ | ۶ | عقول | عقول کو | ۹۲ | ۸ | نورانی | نورانی و |
| ۹۳ | ۱۱ | طیبتہ | طیبیۃ | ۹۴ | ۳ | داعی بن عجب شاہ | داعی داؤد بن عجب شاہ |
| ۹۶ | ۹ | [illegible] | یعنی حقیقت [illegible] | | | | |